مسولینی کی آپ بیتی

مترجمہ

سید بادشاہ حسین حیدر آبادی

مصنف "اردو میں ڈرامانگاری" مولف "مشاہیر ہند"

مرتب "دیوان تاباں" مترجم "ناخواندہ مہمان اور دوسرے افسانے"

ناشر

ادارہ اشاعت اردو حیدر آباد دکن

اکتوبر ۱۹۳۹ عیسوی

بار اول (۱۰۰۰)

قیمت (عصم ۸/)

فہرست

انتساب

عالیجناب نواب کمال یار جنگ بہادر

کے

نام نامی سے اس کتاب کو معنون کرنے کی عزت

حاصل کی جاتی ہے

پیش لفظ

یہ بات میرے مقصد سے بہت دور ہے کہ میں اس کتاب کے مواد کو پھیلا کر بیان کروں یا اس کی ترجمانی کروں یا اس میں کوئی اضافہ کروں۔

اس میں بہت ڈرامائیت ہے اور چونکہ میں اُن دنوں امریکہ کا سفیر تھا اس لئے بے تکلفانہ مانوس تھا جس غیر معمولی شخصیت کو یہاں منظر عام پر لایا گیا ہے وہ ایک عرصہ پہلے ہی میری آنکھوں کے آگے بے نقاب تھی کیونکہ میں اس شخص کو خوب جانتا تھا جس نے اب آخرکار اپنے حالات خود ہی سیدھے سادے اور مخصوص طرز میں قلمبند کئے ہیں اور جس سے مجھے گہری محبت ہے۔

آپ بیتی لکھوانے کا میں ذمہ دار ہوں۔ مسولینی کی زندگی کے متعلق دوسروں نے جو کچھ بھی لکھا ہے، اس کی دلچسپیاں طرح طرح کی ہیں "لیکن اس کتاب کو کوئی نہیں پہنچ سکے گی جس کو آپ خود لکھیں گے" میں نے اُس سے کہا۔

"میں خود لکھوں؟" اُس نے میز پر جھک کر حیرت سے میرے الفاظ دُہرائے۔ وہ دنیا کا سب سے زیادہ مصروف شخص ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کو صدمہ پہنچا ہے کیونکہ ایک دوست نے اس کو سمجھنے میں غلطی کی تھی۔

"ہاں" میں نے کہا اور اُن عنوانات کی ایک فہرست دکھلائی جو میں نے کاغذوں پر نوٹ کر رکھی تھی۔

"بہت اچھا" اس نے انگریزی زبان میں کہا "میں لکھوں گا"

یہ طرز بالکل اس کی طبیعت کے مطابق تھی۔ وہ فیصلہ جلد اور اٹل کرتا ہے۔
اس طرح وہ آمادہ ہوا اور لکھوانا شروع کیا۔ میں نے اسی طریقہ کار کا مشورہ دیا تھا کیونکہ جب وہ خود لکھنا شروع کرتا ہے تو مسودوں کو بار بار درست کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بہت زیادہ تکلیف دہ ہو جاتا۔ اس لئے اس نے لکھوانا شروع کیا۔ مسودہ واپس آیا۔ اور اس نے خود اپنے قلم سے اس کو درست کیا ——— کہیں سرخ پنسل کی لکیریں اور کہیں روشنائی کی ندی بہتی نظر آنے لگی۔

جب مسودہ میرے ہاں آنا شروع ہوا تو دقت یہ ہونے لگی کہ لفظی ترجمہ میں شخصی تحریر کا سارا زور ٹوٹ جاتا تھا۔

"میں کس طرح اس کو مرتب کر سکتا ہوں؟" میں نے پوچھا۔

"جس طرح تم چاہو" اس نے جواب دیا "تم اطالیہ سے واقف ہو، فسطائیت کو سمجھتے ہو، اور مجھے جانتے ہو بالکل اس طرح جس طرح کہ کوئی دوسرا جان سکتا ہے۔"

لیکن ترتیب کی زیادہ ضرورت نہیں پڑی کیونکہ مسودہ اسی طرح تھا جس طرح کہ آپ آئندہ صفحوں پر دیکھیں گے۔ بس یہی سب کچھ تھا اور ہماری کتنی خوش قسمتی تھی کہ وہ اس کی شخصیت سے ملتا جلتا تھا چاہے کوئی اس کو پسند کرے یا نہ کرے لیکن اس کتاب کا ہر پڑھنے والا مسولینی کو ضرور جان سکے گا یا کم از کم اگر کسی کا مطلع نظر دھندلا ہو تو وہ اس کو بہتر روشنی میں دیکھ سکے گا۔ کتاب پسند ہو یا نہ ہو اتنا ضرور ہے کہ اس میں ایک سطر بھی خلوص سے ہٹی ہوئی نہیں ہے، کم از کم مجھے تو نہیں ملی۔

یقیناً بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو اپنے حالات لکھنے والا خود نہیں دیکھ سکتا یا اپنے متعلق بعض باتیں خود نہیں کہنا چاہتا۔ تاریخ کے پردہ پر اپنے ہی برابر والے کا ذکر وہ کرنا نہیں چاہے گا۔

غالباً جب پسند اور ناپسند، نظری اور عملی، موافقت اور مخالفت کی بحث اٹھائی جائیگی تو

غیر جانبدارانہ نقطۂ نظر سے کسی کی بزرگی کا صحیح معیار ذیل کے سوال کا جواب ہو سکتا ہے :۔
"کسی شخص کا اثر زیادہ سے زیادہ انسانوں پر، ان کے قلوب، ان کے خیالات، اُن کی مادّی بہتری، اور اُن کے دنیاوی تعلقات پر کتنا گہرا اور دیرپا ہو سکتا ہے ؟"
اِس زمانہ میں یہ پیشینگوئی کی جا سکتی ہے کہ کوئی دوسری شخصیت پائیدار بزرگی میں مسولینی کی برابری نہیں کر سکے گی۔

آپ اس کی شخصیت کو پسند کریں یا نہ کریں، اس کے فلسفیانہ نظریوں کو تسلیم کریں یا نہ کریں، اس کی کامیابیوں کو مُستقل مانیں یا نہ مانیں، اس کو مافوق البشر سمجھیں یا نہ سمجھیں، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس نے انسانی زندگی کے لائحۂ عمل کو اس طرح آزمایا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی اور وہ بھی مختلف پہلوؤں سے مثلاً روحانی، قائدی، نظری اور اصولی، اس نے شیشے کے اندر کے عرق کو زیادہ اہمیت دی بہ نسبت لیبل کے۔ وہ نہ صرف عوام کی قیادت کرنے میں کامیاب ہوا بلکہ اس نے نئے نظریہ کے مطابق نئی ریاست کی تعمیر کی۔ اس نے نہ صرف انسانوں کی زندگیاں بدل دیں بلکہ ان کے خیالات، ان کے دل اور اُن کے مقاصد بھی بدل دیئے۔ اس نے نہ صرف ایک ریاست پر حکومت کی بلکہ ایک ریاست نئی ہی بنا ڈالی اُس نے نہ صرف کاغذی گھوڑے دوڑائے یا زبانی جمع خرچ کیا بلکہ عملی قدم بھی اٹھایا۔

ریاست کا نظم و نسق سنبھالنا ایک خوبی ہے اور جس میں یہ خوبی بدرجۂ اتم موجود ہو وہ مدبر ہے لیکن ایک ریاست کو بنانا دوسری خوبی ہے۔ مسولینی نے ایک نئی ریاست بنائی اور یہ اس کا غیر معمولی تدبّر ہے۔

میں اس کو اس وقت سے جانتا ہوں جبکہ اطالیہ کے باہر کی دُنیا نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا تھا، میں اس کو اس وقت بھی جانتا تھا جبکہ وہ آمر نہیں تھا اور آمریت کی عنانیں ہاتھ میں لینے کے بعد سے بھی جانتا ہوں، میں اس وقت بھی اس سے واقف تھا

جبکہ وہ تن تنہا اطالیہ کی تشویش ناک اور منتشر فضا کو پرسکون کر رہا تھا۔

پھر بھی کوئی شخص مسولینی کو جاننے کا دعویٰ نہیں کر سکتا ایک اطالوی اخبار نے ایک انعام اس مضمون کے لئے مقرر کیا تھا جس میں اس ہستی کے اندرونی رازوں کو ظاہر کیا گیا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ مسولینی نے خود ہی اس مسابقت کو موقوف کر دیا۔ اس نے اخبار کو لکھا کہ اس قسم کی مسابقت لغو ہے کیونکہ وہ خود بھی اس بارے میں کوئی قطعی رائے نہیں دے سکتا۔

اٹل اور جلد فیصلہ، مضبوط ارادہ اور ہر پہلو پر غور و فکر کے بعد نتیجہ پر پہنچا ہوا ایسا عمل جو ہر وقت کے لئے موزوں ہو غرض ان سب کے باوجود بھی مسولینی کی شخصیت ہمیشہ رد و بدل کے لئے تیار رہتی ہے اور ایسے ماحول میں رہنمائی کرتی ہے جو تبدیلیوں سے پُر ہے۔

اُن حالات کو بدل دو جن کی مناسبت سے مسولینی نے اپنے لئے راہ عمل تجویز کی تھی ساتھ ہی وہ بھی اپنا طرز عمل اس تبدیلی کے مطابق بدل دے گا۔ اسی طرح واقعات بدل دو وہ فوراً ہی نتیجہ بدل دے گا۔

غالباً بزرگی کی یہ وہی علامت ہے جو بہت کم تسلیم کی جاتی ہے۔ مدبرین اُس دن کی توقع میں رہتے ہیں جب وہ کہہ سکیں "ہاں، اب ہو گیا" اور جب وہ ہو چکتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بھی تو نہیں ہوا انھوں نے جو پل بنائے تھے وہ اب بے کار ہو گئے کیونکہ دریاؤں نے اپنا رُخ بدل دیا اور انسانیت نئے پلوں کے لئے چیخ رہی ہے۔ مسولینی کہتا ہے کہ یہ کوئی ناخوش کن خیال نہیں ہے۔ ایک مکمل دنیا بے وقوفوں کی بستی ہو گی ایسی کہ اس کو برداشت کرنا مشکل ہو جائے گا۔

مدبروں کے تخیل میں دنیا منجمد ہے لیکن عظیم المرتبت شخصیتوں کے تخیل میں دنیا حرکی ہے۔ مسولینی دنیا کو حرکی تصور کرتا ہے اور وہ اس کی ہر حرکت کا ساتھ دینے کے لئے تیار رہتا ہے اور اسے اس کی پرواہ نہیں کہ اس حرکت سے اس کی بنائی ہوئی عمارتیں گر پڑیں، اس کے سارے نظریئے کالعدم ہو جائیں، ماضی تیرہ و تار ہو جائے اور مستقبل پر روشنی کی کرنیں جھلملائیں۔

زمانہ سازوں کی پیشانی پر یہ کلنک کا ٹیکہ لگا ہے کہ وہ خود غرض ہوتے ہیں لیکن مسولینی زمانہ ہونے کے باوجود بھی اس بدنما داغ سے محفوظ ہے کیونکہ وہ باور کرتا ہے کہ انسانوں کو تبدیلی ہونے والے ماحول میں رہنا چاہیئے نہ کہ منجمد نظریوں میں جکڑے ہوئے اور کوئی مضائقہ نہیں اگر کتنی ہی امیدوں اور کیسی ہی آرزوں کا دامن مستقل نظریوں اور نظام العمل کے دامن سے بندھا ہوا ہو۔

وہ ہزاروں کو ساتھ لیکر بلندیوں پر پہنچا ہے اور پھر وہاں سے مراجعت بھی کی ہے۔ یہ عجیب مخلوق، عجیب زندگی، عجیب خیالات اور اس والہانہ جوش وخروش کے ساتھ جو یا تو اولیا میں ہوتا ہے یا پھر بدمعاشوں میں، نپولین، جون آف آرک یا ٹالسٹائے کی قسم کی ہستیوں میں ہوتا ہے یا مذہبی پیشواؤں میں، اشتراکیت، بین الاقوامی، احراری اور قدامت کی پہاڑیوں پر چڑھ اور اتر چکی ہے۔ وہ کہتا ہے "کسی فعل کا تقدس اس فعل کی ذات میں نہیں ہے۔ کام کرنے کی قوت اور اس میں عملی طور پر کامیاب ہونے کے سوا اس میں کوئی تقدس نہیں ہے۔ ماضی قریب میں کامیابی ہو سکتی ہے اور مستقبل قریب میں ناکامی، اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ایک دن پہلے ناکامی ہو اور ایک دن بعد کامیابی۔ ....

.... بہر حال سب سے پہلے مشین کا چالو ہونا ضروری ہے۔"

میں نے اس ہستی کی نمایاں خصوصیتوں کی خواہ وہ جسمانی ہوں خواہ دماغی مشتاق بھری نظروں سے نگرانی کی ہے۔ وہ بعض لمحوں میں آرام طلب نظر آتا ہے لیکن اس کی شخصیت کے نامعلوم جذبے دائمی طور پر کام کرتے ہیں۔ اس کی آنکھوں میں یا اس کے جسم کی ایک تیز حرکت میں یا اس کی زبان سے نکلے ہوئے کسی بے ساختہ جملے میں اُن جذبات کا اثر بالکل اسی طرح نظر آتا ہے جس طرح کہ پانی کی سطح پر ہوا کا جھونکا۔

اس کی رفتار شکاری جانوروں کی رفتار سے ملتی جلتی ہے اور بلی کی چال کا ایک

خفیف سا شبہ ہو سکتا ہے۔ وہ بلیوں کو پسند کرتا ہے، اُن کی آزادی کو، اُن کے فیصلہ کو، اُن کے جذبہ انصاف کو، اور اُن کے تقدس انفرادیت کے احترام کو، وہ ببرون اور ببرنیوں کو بھی چاہتا ہے اور اُن سے اتنا کھیلتا ہے کہ اُس کی جان کے محافظ اس میل جول پر معترض ہوتے ہیں۔ اس کا خاص پالتو جانور ایرانی بلی ہے جو اچھی نسل سے تعلق رکھنے کی وجہ سے نہ صرف اپنے نسلی سلسلہ پر اکڑتی ہے بلکہ اس اعزاز پر بھی فخر کرتی ہے کہ وہ مسولینی کی بلی ہے۔ اپنی خاص چال کے باوجود جب وہ سواری کے جوتوں میں چپت اور قدم قدم پر اُچھلنے کودنے کے لئے تیار نظر آتا ہے اس میں بلی کی محبت بہت کم ہوتی ہے، پھر بھی اس میں ایک خاصیت ضرور ہے۔ اور وہ بالکل ہی الگ تھلگ رہنے کا خیال ہے، کوئی شخص محسوس کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ تنہائی پسند رہا ہوگا ——— بچّہ کی طرح، نوجوان انقلابی کی طرح، جانباز کی طرح، عاشق کی طرح، مزدور کی طرح اور مفکّر کی طرح۔

مسولینی کی جگہ کام کرنے کے لئے کوئی دوسری ہستی موجود نہیں ہے۔ کوئی مرد، عورت، یا بچّہ ایسا نہیں ہے جو اُس کی شخصیت کے اندرونی حلقہ کے قریب بھی پہنچ سکے۔ صرف اُس کی بیٹی، ایڈا، اس سے مستثنیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ اُس کے تعلقات، رشتہ اور اخلاقی دوستی کی سب کہانیاں من گھڑت ہیں۔ حقیقت میں اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے۔

اس کے تموّل کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اطالیہ کے صنعتی اور حرفتی ادارے اس کی مالی امداد کرتے ہیں لیکن جو لوگ واقف حال ہیں اُن کے لئے یہ گمان مضحکہ خیز ہے، اس کی تنخواہ بہت ہی کم ہے۔ اس کا اپنا خاندان، بیوی بچوں سمیت، غریب ہے۔

اب رہی سیاست سو اس کے متعلق وہ کس کا رہین منّت ہو سکتا ہے؟ اس نے سب کو بنایا اور اگر چاہا تو بگاڑ بھی سکتا ہے۔ وہ اطالیہ کے تمام عہدہ داروں کو خدمت اور موزونیت کے معیار پر آزمانے کے لئے آزاد ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی سیاسی قرض اس کے ذمہ نہیں ہے پچھلا قرض اس نے بے باق کرنے کی کوشش کی۔ مجھے یقین ہے کہ اُس کے تلوّن کا سبب اُن چند لوگوں کی ناکامی ہے جو اس کی آزمائش میں پورے نہیں اُتر سکے۔

"لیکن میں سب کی ذمہ داری لیتا ہوں"، وہ علی الاعلان جبڑوں کو بھینچ کر کہتا ہے اور خلوت میں آنکھوں کو کس قدر غمگین بنا کر۔

وہ ہر بات کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لیتا ہے، خواہ ضبط ہو خواہ احتساب، جو کہ ذرا سی بے احتیاطی میں جابرانہ اور ظالمانہ نظر آتے ہیں۔ اسی ذمہ داری کے احساس میں وہ جان پر کھیل جاتا ہے یہ ایک قابل تعریف بہادری ہے۔ اگر میں چاہوں تو بہت سی ایسی مثالیں گنا سکتا ہوں جہاں اس نے حکومت کی ساری ذمہ داری لے رکھی ہے حالانکہ بعض جگہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

"میں ذمہ دار ہوں"، وہ کہتا ہے۔

میری پہلی ملاقات کے بعد سے اسے جو کچھ بھی اپنے تصورات میں ناکامی ہوئی اس کے باوجود اس نے اپنی ہنسی باقی رکھی۔ اکثر دفعہ حقارت آمیز ہنسی۔ اس کے سوا اس کا یہ اعتقاد باقی ہے کہ حکومت کو چلانے کی وہ ایک نئی مشین بنائے گا جو قسطائیت ہو گی۔ یہ نیا نظریہ کسی خاص مخصوص خیال پر مبنی نہیں ہے بلکہ مسولینی خود اس کو روبہ عمل لائے گا۔ جملہ ضرورتوں کی شراب وہ بوتلوں میں پہلے بھرے گا اور دوسرے عصری نظریوں کے برخلاف شیشوں پر چٹھیاں بعد چسپاں کرے گا۔
مسولینی اپنے متعلق توہم آمیز اعتقاد رکھتا ہے۔ اس نے خود اسی طرح کہا ہے اپنے آپ پر ایسا اعتقاد نہیں رکھتا کہ جس میں کوئی شخصی فائدہ ہو۔ کسی قاتل کی گولی اس کا کام تمام کر کے اس کے خاندان کو مفلسی کے عالم میں چھوڑ سکتی ہے۔ اس کا ایمان ایسی قسمت پر ہے جو زندگی کا آخری باب ختم کرنے سے پہلے اس کو اتنا موقع دے گی کہ وہ نئی ریاست کی تعمیر مکمل کر سکے گا یہ نیا نظریۂ ریاست روبہ عمل آ سکے گا اور اس میں جان ہو گی۔

پہلی مرتبہ میں نے اس کو اس وقت دیکھا جبکہ وہ میری رہائش گاہ پر روما پر چڑھائی کرنے سے پہلے آیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تھا کہ اطالیہ کے متعلق اس کا کیا نظام العمل ہو گا اس کا فوری جواب تھا "عمل اور ضبط"۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے اس وقت خیال کیا تھا کہ اس فقرہ میں مذہبی اور واعظانہ رنگ

شامل ہے۔ لیکن ایک محض لفاظ رہنما اس کو پسند نہیں کرے گا۔ ولسن کی آوازیں حقوق، امن اور آزادی کے بارے میں کہیں زیادہ ہر دل عزیز ہیں اور بہت آسانی کے ساتھ عوام میں چالو ہو سکتی ہیں بہ نسبت سخت نعروں کے۔ یہ بھی آسان ہے کہ ایک سچا داعی اپنے تابعین کے لئے آرام دہ منزل کی نشان دہی کرے لیکن میدان عمل میں کمربستہ رہنے کے اصول پر عوام میں ہیجان پیدا کرنا بہت مشکل ہے۔ مسولینی کی بزرگی کے تجزیہ اور روزن میں اس اعتراف کو ضرور شامل کرنا چاہیئے کہ اس نے ایک قوم کے سارے افراد میں اور شاید دوسرے لوگوں میں بھی فردکی اخلاقی پابندیوں کا ایک معیار معین کر دیا جو نہ صرف دباؤ کے تحت قبول کیا جائے گا بلکہ رضاکارانہ طور پر تسلیم کر لیا جائے گا۔ یہی نہیں بلکہ جوش و خروش و روحانی وارفتگی کی حد تک پہنچ جائے گا جو ایک عرصہ دراز سے اطالیہ میں مفقود ہے اور جب کہ تمام دنیا کے نام نہاد آزاد خیال اس پر گدھ کی طرح منڈلا رہے ہیں یہ سمجھ کر کہ اگر ابھی یہ چیز مری نہیں ہے تو کوئی دم میں مرا ہی چاہتی ہے۔

لوگوں کی رہنمائی کرنا مشکل ہے، ان کو خود انہماکی سے دور رکھنا مشکل تر، اور ان کی اس طرح قیادت کرنا گویا کہ نئی پود اور سارے نوجوان نئی روح کے ساتھ نئی نشو و نما پائیں مشکل ترین۔ ریاست پر حکومت کرنا مشکل ہے۔ ایک ساکت دنیا کے جامد نظام العمل کو اچھی طرح طاقت سے چلانا مشکل تر اور ایک نئی ریاست بنانا اور اس کی حرکی دنیا کے حرکی نظام العمل کو اچھی طرح طاقت سے چلانا مشکل ترین۔

یہ شخص جو میری طرف مخصوص انداز میں سر کو حرکت دے کر اور بھوؤں کو ابھار کر میری طرف دیکھ رہا ہے اسی نے یہ سب کچھ کیا۔ دنیا کی تاریخ میں ایسی مثالیں کم ملیں گی۔ میں نے "عمل اور ضبط" کی آواز کو بجا تسلیم کیا۔ خالی بوتل کا یہ ایک اچھا لیبل ہے۔ چھ سال کے اندر ہی اندر اس شخص نے ان بھونکنے کی آوازوں کی پروا نہ کر کے جو ابتدا میں اس کے قریب آ رہی تھیں اور بعد میں دور ہٹ کر بیرون ملک سے آ رہی تھیں لیبل کو اچھا ثابت کیا، بوتلوں کو لبریز کیا۔

اور تصور کو حقیقت میں بدل دیا۔

مخالفین کے یہ کہنے کا امکان ہے کہ اطالیہ کی نئی روح جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عوام میں مقبول ہے محض مسولینی کے اپنے دماغ کی حد تک محدود ہے اور یہ کہ وہ عوام کے دماغوں کی پیداوار نہیں ہے لیکن جو لوگ حقیقت سے آگاہ ہیں خوب جانتے ہیں کہ یہ گمان بالکل غلط ہے وہ اپنے موٹے بھرے ہوئے اور چھوٹی انگلیوں والے ہاتھوں کو مضبوطی کے ساتھ مگر بھوت کی مانند پھیلاتا ہے اور جب کوئی انہیں چھوتا ہے تو ہنس پڑتا ہے ـــــ بالکل روزویلٹ کی طرح۔ اس کے ساتھ زیادہ وقت گذارنے کے بعد کوئی شخص یہ خیال کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ رہنما دو قسم کے ہیں ایک وہ جو عوام کی کھلی قیادت کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو اندرونی طور پر راستہ بتاتے ہیں۔ دوسری قسم کی بہ نسبت پہلی قسم اپنی طاقت کی وجہ سے زیادہ کشش رکھنے والی زیادہ پائیدار اور زیادہ پسند کئے جانے کے قابل ہے۔

روزولٹ کی طرح مسولینی کی طاقت شیشہ میں سما نہیں سکتی اور وہ جوش و خروش کے ساتھ دائمی طور پر ابل پڑتی ہے۔ ایسے لمحوں میں اس کا وائولن بجانا، تلوار چلانا، اس کی خوش مذاقی، جرأت کا اظہار، جانوروں سے لگاؤ، روٹی کی جدوجہد کرنے والے کاشتکاروں، معدنیات میں گھسے رہنے والے مزدوروں اور دریا کے سینہ کے جزرو مد سے کھیلنے والے ملاحوں کے لئے گیتوں کا مرتب کرنا یاد آتا ہے۔ تدبر کے طالب علم کی حیثیت سے جب وہ متانت کے ساتھ گتھیاں سلجھاتا ہے یا جب جذبات کی شیرینی سے کھیلتا ہے تو خوشی کا امکان کم ہوتا ہے لیکن غیر معمولی خوشی اس وقت ہوتی ہے جب مسولینی قیادت کرتا ہے۔ جنگ ایک کھیل ہو کر رہ جاتی، اور کھیل مسابقت! یہ کہنا لغو ہے کہ اطالیہ ضبط کے دباؤ سے کراہ رہا ہے بلکہ وہ نعرۂ مسرت بلند کر رہا ہے کیونکہ وہ اس کی فتح ہے۔

وہ مثل اسپارٹن کے جری ہے۔ غالباً آج کل کی دنیا میں ہمیں ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے خصوصاً ایسے فرد کی جس کو سب سے زیادہ طاقت کی نشوونما اور ایک قوم کی بہبودی سے دلچسپی ہو۔

جب میں آخری مرتبہ اس سے رخصت ہوا تو وہ کمرے کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اپنی مخصوص چال میں آیا اور میں دروازہ کی طرف گیا۔ آدھ گھنٹہ تک ہماری گفتگو ہو چکی تھی۔ اس کے چہرے پر جو تھکن کے آثار تھے وہ غائب ہو چکے تھے۔ وہ میری طرف آیا اور اپنے کندھے کو دیوار سے رگڑا۔ وہ نڈھال تھا اور خاموش!

مجھے لارڈ کرزن کی ایک عرصہ پہلے کی بے صبری یاد تھی اس وقت مسولینی پہلے پہل طاقت حاصل کر رہا تھا۔ ایسے میں کرزن اس کو "وہ بیہودہ آدمی" ! کہا کرتا تھا۔

وقت نے ظاہر کر دیا کہ وہ نہ تو بے ہنگام ہے اور نہ بیہودہ بلکہ ہوش مند بھی ہے اور انسانیت کا طرفدار بھی!

دنیا کو ایک عرصہ درکار ہوتا ہے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس کے پرانے ترازو کے پلڑوں میں کیا رکھا گیا ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے لیکن حقیقت یہی ہے کہ سب سے زیادہ انسانوں پر مستقل اور بنیادی اثر ڈالنے والی ہستی اس دنیا اور اس زمانہ میں ڈوچے کے سوا نہیں ہے۔ وہ اپنی حد تک ایک صوفی ہے۔

میں تصور کرتا ہوں کہ جب وہ خودی کی حقیقت سے قریب تر ہوتا ہے اور اس کو چھونا چاہتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ آگے بڑھ چکا ہے، تنہا، کچھ دل میں ٹھانے ہوئے وہ اپنی دسترس سے کچھ ہی باہر ——— بس آگے ہی آگے!

رچرڈ واشس برن چائلڈ

سابق امریکی سفیر متعینہ اطالیہ

پہلا باب

نوجوانی

میں اس کو زندگی کی "پہلی سیڑھیاں" کہنا پسند کروں گا۔

جتنی کتابیں میرے متعلق شائع ہوئی ہیں ان سب میں پہلے صفحہ پر میرے متعلق جو کچھ درج ہوا ہے اس کو میری پیدائش کا صداقت نامہ کہا جاسکتا ہے۔ وہ بالعموم میری ہی یادداشتوں سے ماخوذ ہوتا ہے۔

اسی کا ذکر یہاں بھی ہے۔ میں ۲۹ رجولائی ۱۸۸۳ء کو ورانوڈی کاسٹا، میں پیدا ہوا۔ یہ ایک پرانی بستی ہے اور پہاڑ پر آباد ہے۔ مکانات پتھر کے ہیں اور دھوپ چھاؤں کے اثر سے اُن کی دیواریں اور چھتیں رنگ برنگ کی نظر آتی ہیں جو مجھے ابھی تک اچھی طرح یاد ہے۔ اس بستی کے نیچے ہی جس کی آب وہوا صاف ستھری اور جن کا منظر دلکش ہے ڈووِیا، نامی ایک گاؤں ہے جو شمال مشرقی اطالیہ کے ضلع 'پری ڈاپیو' میں واقع ہے۔ اتوار کو دن کے دو بجے میں اس دنیا میں آیا۔ اتفاقاً وہ 'کیامی نیٹ' کے پرانے گرجا کے ولی کے تہوار کا دن تھا۔ اس عمارت میں ایک منہدم لاٹ، غرور اور متانت سے سر اونچا کئے نشیب کے میدان 'فاری' کی طرف دیکھ رہا ہے۔ یہ میدان 'ایپی نائنز' سے بتدریج ڈھلوان ہوتا ہے جس کی چوٹیاں جاڑوں میں برف سے ڈھکی ہوتی ہیں اور جو 'راوال ڈیپو' کے نشیب تک پہنچ جاتا ہے جہاں گرمیوں کی راتوں میں کہر جمع ہوتی ہے۔

مجھے اپنے محبوب ملک کے ماحول میں ضلع 'پری ڈاپیو' کا دوبارہ ذکر کرکے کچھ

اضافہ کرنے دیجئے ۔ تیرھویں صدی میں یہ مقام کافی مشہور تھا کیونکہ کئی نامور خاندان نشاۃ کے دَور میں یہاں گذرے تھے ۔ اس کی زمین گندھکی ہے جہاں سے پکے انگوروں کی تلخ اور خوشبودار شراب کشید کی جاتی ہے ۔ یہاں "آیوڈین واٹرس" کے کئی چشمے ہیں ۔ میدان میں جہاں پہاڑ کا سلسلہ ختم ہوتا ہے ازمنہ وسطیٰ کے ایک پُرانے قلعہ کے کھنڈرات ہیں جن کی بھوری اور زرد دَر و دیواریں ہلکے نیلے رنگ کے آسمان سے مِلکر گذرے ہوئے زمانہ کی تصدیق کرتی ہیں ۔

ایسے ملک سے مجھے محبّت تھی کیونکہ وہ میرا تھا ۔ قوم اور ملک ہم سب پر گہرے اثرات ڈالتے ہیں ۔

رہا میری قوم اور میری نسل، سو اس کے متعلق بہت سے لوگوں نے اس پر غور و فکر اور اس کا تجزیہ کیا ہے ۔ میرے خاندانی سلسلہ کا پتہ چلانا مشکل نہیں ہے کیونکہ میرے گاؤں کی یادداشتوں سے یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچی ہے کہ میرا تعلق ایماندار خاندان سے تھا ۔ وہ کاشتکار تھے اور چونکہ زمین کافی زرخیز تھی اس لئے اپنے حصّہ کا آرام اور چین پاتے تھے ۔

عہد ماضی پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسولینی خاندان تیرھویں صدی عیسوی میں شہر 'بلونا' میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا ۔ ۱۲۷۰ء میں 'گجیووانی مسولینی' اس جنگ جو اور حملہ آور ضلع کا لیڈر تھا ۔ اس کا شریک کار 'بلونا' کی حکومت کی حد تک 'فل سی ایری پاؤلوکا' تھا ۔ یہ زمانہ مسلّح بانکوں کا تھا ۔ 'فل سی ایری پاؤلوکی' ضلع 'پری ڈاپیو' ہی کے ایک خاندان سے تعلق رکھتا تھا ۔ آج بھی یہ خاندان معزز شمار کیا جاتا ہے ۔

'بلونا' کی جماعتوں میں اقتدار کے لئے دائمی خانہ جنگی شروع ہوئی اور آخر کار یہی سبب ہوئی مسولینی خاندان کی شہر بدری کا ۔ یہ خاندان 'آرگیلوٹو' میں پناہ گزین ہوا اور وہاں سے ہمسایہ صوبوں میں پھیل گیا ۔ یہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ اس دَور میں اُن کی صعوبتیں مختلف نوعیتوں کی تھیں اور بعض اوقات تو اِن پر قسمت کی گردش کے سبب

بُرے وقت بھی پڑے۔ سترھویں صدی میں مجھے اپنے خاندانی سلسلہ کا پتہ نہیں چلا۔ اٹھارویں صدی میں البتہ لنڈن میں ایک مسولینی تھا۔ اطالوی اپنی محنتوں اور اپنی دماغی صلاحیتوں کے بل بوتہ پر بیرون ملک نکل جانے میں شش و پنج نہیں کرتے۔ لنڈن کا مسولینی موسیقی میں کافی دخل رکھتا تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ مجھے وائلن سے محبت ورثہ میں ملی ہے۔ آج بھی میرے ہاتھ میں یہ باجہ وجہ تسکین ہوتا ہے اور اُداسی کو دُور کر کے بحالی کے آثار پیدا کرتا ہے۔

اُنیسویں صدی میں میرے خاندانی رشتہ کی زیادہ وضاحت ہوئی۔ میرا چچا ونیشین گارڈ کا لفٹنٹ تھا۔

میرے والد لوہار تھے۔ وہ موٹے تازے تھے اور اُن کے ہاتھ مضبوط اور لمبے تھے۔ ہمسایہ اُنہیں "ای سانڈرو" کہتا تھا۔ اُن کا دل و دماغ ہمیشہ اشتراکی نظریوں سے معمور رہتا تھا۔ اُصولی نظریوں اور اُن کے اسباب سے اُنہیں گہری دلچسپی تھی۔ جب وہ شام میں اکٹھے مل بیٹھتے تو دوستوں میں اُن کا تذکرہ کرتے۔ اس وقت اُن کی آنکھوں میں روشنی جھلکتی ہوتی تھی۔ بین الاقوامی تحریک ان کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور وہ "اینڈر یاکاستا" بال ڈیوکی"، "ال کیرے"، "سپ ریانی"، اور "گیووانی"، وغیرہ جیسے ناموں سے دلچسپی لے رہے تھے۔ ان لوگوں کی شہرت اِس زمانہ کے سماجی کام کرنے والے اطالیوں میں کافی ہو چکی تھی۔ اِس طرح کے اچھے کاموں کی تکمیل میں اُن کے دل و دماغ لگے ہوئے تھے ان کو ہر کانفرنس دنیا کی قسمتوں سے متعلق نظر آتی تھی اور اس کی ہر تحریک تحریک آزادی اور ہر نظریہ میں انہیں ابدیت کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔

مسولینی خاندان نے مستقل نشانات چھوڑے۔ "ویلونا" میں ابھی تک ایک گلی اس نام سے موسوم ہے اور ماضی قریب ہی میں ایک لاٹ اور محلہ بھی اسی نام سے مشہور تھا پُرانی یادداشتوں میں مسولینی کوٹ آف آرمس کا حوالہ بھی موجود ہے۔ اس کا نقشہ

خوش نما اور شاندار ہے۔ زرد زمین پر چھ سیاہ نشان بہادری، طاقت اور جرات کے ہیں۔

بچپن کی ایک موہوم یاد ابھی تک باقی ہے جب کہ موسم بہار کی برسات میں زمین کی خوشبو مشام جان کو تازہ کرتی تھی یا قدموں کی خوشگوار چاپ گذرگاہ میں سنائی دیتی تھی۔ پتھر کے اُن بینچوں کی یاد بھی تازہ ہے جن پر ایک بچہ دوپہر میں کھیلا کرتا تھا۔

لیکن میرے حافظہ میں کوئی ایسی یاد باقی نہیں ہے جس سے میری ایسی خصوصیات واضح ہوتی ہوں جو میرے والدین کی خوشی کا باعث ہوں یا یہ سمجھنے کا کہ میں ان کا نام روشن کروں گا۔ میں کوئی اچھا لڑکا نہیں تھا۔ نہ مجھ میں خاندانی اعزاز کو چمکانے کا جوہر تھا اور نہ جماعت کے دوسرے لڑکوں سے مسابقت کر کے ان کو نیچا دکھانے کی قابلیت۔

میں اس وقت ایک بے چین پتلا تھا ——— اور اب بھی ہوں۔

اس وقت یہ بات میری سمجھ میں نہ آتی تھی کہ کام کرنے کے لئے کیوں وقت درکار ہوتا ہے۔ آسودگی کے لئے آرام کی ضرورت کا احساس اس وقت بھی اتنا ہی نہیں ہوا جتنا کہ اب۔

میں یاد کرتا ہوں کہ لڑکپن کے اُن دنوں میں میرا دن ارادہ سے شروع اور ارادہ پر ختم ہوتا تھا اور ارادہ عمل سے بدل جاتا تھا ——— آج بھی ایسا ہی ہوتا ہے!

ماضی پر غور کرتا ہوں تو میرا بچپن نہ تو کوئی خاص تعریف و توصیف کا مستحق نظر آتا ہے اور نہ کسی حیثیت سے غیر معمولی۔ مجھے یاد ہے کہ میرے باپ کے بال گہرے رنگ کے تھے، وہ نیک طبیعت انسان تھا، ہنسنے میں پیچھے نہیں رہتا تھا اور اس کا ناک نقشہ مضبوط اور آنکھیں مستعد تھیں۔ میرے گھر کے پاس ہی جہاں میں پیدا ہوا ایک نالہ تھا اور اس سے کچھ ہی دُور ایک ندی بھی تھی۔ دونوں میں زیادہ پانی نہ رہتا تھا لیکن موسم خزاں اور بعض دوسرے موسموں میں جب کہ بارش شدت سے ہوتی تھی وہ دونوں معمور نظر آتے اور ان کا بہاؤ مجھے دعوتِ مسابقت دیتا تھا۔ میرے کھیل کود کی یہ پہلی جگہ تھی۔ میں اپنے بھائی "ارنالڈو" کے ساتھ جو اس وقت روزنامہ "پوپولو ڈی اٹالیہ" کا ناشر ہے بہاؤ کو روکنے کے لئے

مدتعبیر کرنے کی کوششیں کیا کرتا تھا۔ اس موسم میں جبکہ پرندے اپنے گھونسلوں میں رہتے ہیں مجھے شکار کا شوق ہوتا تھا اور ان کے چھپے ہوئے گھونسلوں، انڈوں اور بچوں کا پتہ چلاتا تھا۔ ان حرکتوں سے فطری ترقیوں کا موہوم سا پتہ چلتا ہے اور ایک دائمی تعجب خیز متبدل دنیا کی جھلک دکھائی دیتی ہے یا میں نوجوان زندگی سے دیوانہ وار محبت کرتا تھا اور اس کی حفاظت کرنا اس وقت بھی چاہتا تھا اور اب بھی۔

مجھے اپنی ماں سے بہت زیادہ محبت تھی۔ وہ بہت ہی خاموش اور بہت ہی نرم دل ہونے کے باوجود بہت ہی مضبوط تھی۔ اس کا نام "روزا" تھا۔ وہ نہ صرف ہماری دیکھ بھال کرتی تھی بلکہ ایک تحتانوی مدرسہ میں پڑھاتی بھی تھی۔ انسانیت سے ابتدائی دلچسپیوں کے زمانے میں بھی اکثر سوچتا تھا کہ اس کے کام میں کس قدر خلوص اور استقلال تھا۔ اس کو ناخوش کرنے سے میں ڈرتا تھا۔ اس لئے اس سے اپنی شوخیوں اور شرارتوں کے نتائج پوشیدہ رکھنے کے لئے میں اپنی دادی یا ایسے کسی ہمسایہ کو ملا لیتا تھا جو میری ان حرکتوں سے واقف ہوتے تھے تاکہ میری ماں کے کاروبار میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

دنیاوی معاملات میں حروف تہجی میری پہلی مشق تھی اور میں نے انھیں امنڈتے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ یاد کیا۔ بغیر سبب جانے ہوئے میں مدرسہ میں شریک ہونے کا خواہشمند تھا۔ کوئی بیس میل کے فاصلہ پر یہ مدرسہ "پری ڈاہیو" میں تھا۔ یہاں کا مدرس "مارانی" میرے باپ کا دوست تھا۔ میں مدرسہ جاتا آتا تھا اور یہ دیکھ کر بھی ناخوش نہیں تھا کہ "پری ڈاہیو" کے لڑکے ایک اجنبی لڑکے کو دوسرے گاؤں سے آنا دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتے تھے۔ وہ مجھ پر پتھر پھینکتے اور میں بھی اُن کا ترکی بہ ترکی جواب دیتا۔ میں تن تنہا ہوتا اور مخالفین زیادہ۔ اسی لئے اکثر دفعہ پٹ جاتا تھا لیکن میں اسے خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتا تھا۔ بچے عام طور پر اپنے ماحول سے لڑ بھڑ کر مانوس ہوتے ہیں۔ جو کچھ مجھ پر گذرتی میں صبر کے ساتھ سہہ تو لیتا تھا لیکن جسم پر اس کے داغ نمایاں رہتے۔ میں اپنی ماں سے ان واقعات کو ہمیشہ چھپائے رکھتا

کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ اس دنیا میں اجنبی تھی۔ اس خوف سے کہ کہیں میری کلائی کا زخم ظاہر نہ ہو جائے میں اکثر شام کے کھانے پر روٹی مانگنے کے لئے بھی ہاتھ نہیں بڑھاتا تھا۔

کچھ دنوں بعد یہ دور ختم ہو گیا۔ لڑائی جھگڑا اور ظاہری دشمنی سب موقوف ہو گئے اور بہت سے ہم سنوں سے میرے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ گذری ہوئی زندگی کی یاد بڑی گہری ہوتی ہے۔ چند ہی سال قبل مجھے اس کا احساس ہوا جبکہ ایک برفانی پہاڑ نے 'پری ڈاپیو' کے باشندوں کی جانوں کو خطرہ میں ڈال دیا تھا۔ میں نے 'پری ڈاپیونوو' کے نام سے ایک نیا 'پری ڈاپیو' بسانے کی کوشش کی۔ میری فطرت نے گھر کے لئے ہمدردی کا جذبہ ابھارا۔ مجھے یاد ہے کہ بچپن میں کبھی کبھار میں اس میدان کی طرف دیکھتا تھا جہاں 'رابی' ندی 'منڈولا' کی چڑھائی سے گذرتی ہے۔ یہاں میں ایک آبادبستی کا تصور کیا کرتا تھا۔ اور آج شہر 'پری ڈاپیونوو' ترقی کے پورے منازل طے کر رہا ہے۔ اس کے پھاٹک پر فسطائیت کا نشان اور الفاظ کھدے ہوئے ہیں جو میرے مسلک کو خوب واضح کرتے ہیں۔

جب میں نے تحتانوی مدرسہ میں تعلیم ختم کر لی تو مجھے ایک دارالاقامہ میں بھیجا گیا جو 'فینزا' میں تھا۔ پندرھویں صدی میں یہ مقام مٹی کے برتنوں کے لئے مشہور تھا۔ یہ مدرسہ 'سالی سیانی' پادریوں کے زیر نگرانی تھا۔ میں زندگی کے اس دور میں داخل ہو رہا تھا جبکہ منضبط انسانی اجتماع کا طریقہ کار سیکھا جاتا ہے۔ میں پڑھتا تھا، خوب سوتا تھا اور نشوونما پاتا تھا۔ میں صبح سویرے اٹھتا اور سوتا اس وقت جبکہ رات کی تاریکی پھیل جاتی اور چمگادڑیں اڑنے لگتیں۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ میں اپنے گاؤں کے حدود سے باہر کی دنیا سے واقف ہو رہا تھا میں نے سیر و سیاحت شروع کی تھی۔ میں نے اس ڈوری کو بڑھانا شروع کر دیا تھا جو گھر اور گاؤں کی چار دیواری سے مجھے باندھتی تھی۔

میں نے موضع 'فارلی' دیکھا۔ چاہیئے تھا کہ یہ موضع مجھ پر کوئی خاص اثر پیدا کرتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ 'دیوانا' میں میری ماں کے کچھ عزیز رہتے تھے اور ایک دفعہ گرمیوں کی

چھٹیوں میں ہم ان کے ہاں گئے۔ حالانکہ یہ مقام کچھ ایسا دور نہیں تھا لیکن میرے تخیل میں یہ سفر بہت لمبا تھا ـــــــ قریب قریب مارکو پولو کے سفر کی طرح پہاڑیوں اور وادیوں سے گذر کر بحر اڈریاٹک کے کنارے تک!

میں اپنی ماں کے ساتھ "ریوانا" پہنچا اور اس شہر کا کونا کونا چھان مارا جو قدامت کی اہمیتوں سے معمور ہے۔ یہاں کے فنون لطیفہ کے ذخیروں نے مجھ پر اس کی تاریخی دلچسپیاں ظاہر کیں۔ اس وقت کے اثرات کا مجھے ابھی تک گہرا احساس باقی ہے۔ زندگی کے نظریوں میں وسعت پیدا ہوئی اور تمدنوں کے ارتقا کا تجربہ حاصل ہوا۔

دوپہر کے خاموش لمحوں میں اکسانے والا ڈانٹے کا مقبرہ، "اپولینیر" کی تربت، نہر "کیان ڈیانو" کے دہانے پر مچھلی کے شکار کی کشتیاں جن کے بادبان ہوا سے کھیل رہے ہوں اور "اڈریاٹک" کی خوبصورتی مجھے متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکی۔

میں جب واپس ہوا تو میرے دل میں نئی اور ابدی امنگیں تھیں۔ میرے دل و دماغ میں شعور پیدا ہو چکا تھا۔ میرے عزیزوں نے مجھے ایک تحفہ بھی دیا تھا اور وہ ایک جنگلی بط تھی جو خوب اڑتی تھی۔ میرا بھائی "آرنالڈو" اور میں نے اس جنگلی بط کو گھر کے قریب ندی میں سدھانے کی صبر آزما کوششیں کیں۔

میرا باپ میری نشوونما میں گہری دلچسپی لیتا تھا۔ میری امید سے زیادہ وہ میری نگرانی کرتا تھا۔ جیسا جیسا میں بڑا ہوتا گیا اور جسمانی اور دماغی صلاحیتیں بڑھتی گئیں ویسا ویسا اس کی اور میری دلچسپیاں مشترک ہوتی گئیں۔ سب سے پہلے میں ان نئی کلوں سے متاثر ہوا جن کا ہماری زرعی زندگی میں پہلی مرتبہ تعارف کرایا گیا تھا۔ اپنے باپ کے ساتھ میں کام سیکھنے جاتا تھا اور عمر میں پہلی مرتبہ تخلیقی دنیا سے تعلق رکھنے کا مزا چکھا۔ مشینوں میں ایک دلکشی ہوتی ہے اور میں سمجھ سکتا تھا کہ ایک ریلوے انجن کا انجینیر یا جہاز کی مشنری میں کام کرنے والا کس طرح یہ محسوس کرتا ہے کہ مشینوں کی بھی ایک خاص شخصیت ہوتی ہے۔ جو بعض دفعہ غصہ کا، بعض دفعہ

دوستی کا بعض دفعہ مہربانی اور مدد کا اور بعض دفعہ قوت اور ہشیاری کا اظہار کرتی ہے۔

لیکن میرے باپ کی دکان میں وہ اور میں صرف اپنی ذاتی محنت مزدوری کی حد تک ہی مشترک نہ تھے۔ بلکہ مجھے ان سیاسی اور معاشرتی خیالات کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنی ہوتی تھی جو ہمسایوں سے گفتگو کے دوران میں ظاہر ہوتے تھے۔ اور جن کو میں اپنی کم عمری کے سبب الفاظ کی ایک لغو دنیا سمجھتا تھا۔ نہ میں اُن کی منطق کو سمجھ سکتا تھا اور نہ ان کی لمبی بحثوں سے دلچسپی لے سکتا تھا۔ اس کے سوا یہ بھی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس بارے میں احتیاط کیوں برتی جاتی ہے اور پولیس کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے۔ لیکن اب یہ ایک دھندلی سی شکل میں نظر آتا ہے کہ اس قسم کے واقعات کا تعلق سب ہی بڑے آدمیوں کی زندگیوں سے ہوتا ہے جو نہ صرف اپنی بلکہ اپنے ساتھیوں کی زندگیوں پر بھی چھا جاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ میں نئے سیاسی نظریوں کی طرف مائل ہو رہا تھا جو وقت آنے پر میری قسمت پر اثر انداز ہونے والے تھے۔

میں دیکھ رہا تھا کہ میرے آس پاس کی دنیا ضروریات کی گرفت میں اپنے آپ کو جکڑی ہوئی محسوس کر رہی تھی۔ ایک گہری اور خفیہ شکایت عوام کے دلوں کو بھاری کر رہی تھی۔ شرفاء کا طبقہ جس کی معاشی استعداد اوسط درجہ کی تھی اور جس کی دماغی صلاحیتیں بھی محدود تھیں غیر منصفانہ طور پر مراعات کا وزن حاصل کر چکا تھا۔ یہ تاریک زمانہ نہ صرف میرے صوبہ تک ہی محدود تھا بلکہ اطالیہ کے دوسرے صوبوں کی بھی یہی حالت تھی۔ میرے ذہن میں ابھی تک وہ نشانات محفوظ ہیں جو میرے باپ سے بحث مباحثہ کرنے والے اس وقت میرے دل میں پیدا کرتے تھے۔ بعض تلخ حقیقتوں پر احتجاج کرتے تھے اور بعض ان کی اصلاح کی طرف مائل نظر آتے تھے۔

میں ابھی نوجوان ہی تھا کہ میرے والدین نے خاندان کے دوسرے افراد سے سنجیدہ مشورہ کر کے دفعتہً میری قسمتوں کا فیصلہ کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ میری جسمانی محنت نہ تو ان کی توقعات کے مطابق تھی اور نہ میری استعداد کے موافق۔ میری ماں نے اس موقع پر جو جملہ کہا تھا وہ ابھی تک میرے

کانوں میں گونج رہا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ "اس سے کچھ توقعات وابستہ ہو رہی ہیں"۔

اس وقت میں اس سے نتیجہ اخذ کرنے کا زیادہ خواہش مند نہ تھا۔ مدرسہ کی جد وجہد میں کوشش کرنے کا بھی خاص خیال نہ تھا اور نارمل اسکول میں شریک ہونے اور اپنے آپ کو استاد بنانے کی بھی کوئی آرزو نہ تھی لیکن میرے خاندان کا اندازہ میرے متعلق صحیح تھا۔ طالب علم کی حیثیت سے میں نے بعض صلاحیتوں میں اضافہ کیا تھا اور ان میں مزید ترقی کے امکانات بھی موجود تھے۔

میں فارلم پوپوی کے نارمل اسکول میں شریک ہو گیا۔ مجھے اس چھوٹے سے شہر میں اپنا پہلا داخلہ یاد ہے۔ یہاں کے شہری آسودہ حال اور جفاکش تھے اور تجارت میں بھی اچھی مہارت رکھتے تھے اس مدرسہ کا ایک خاص اعزاز یہ بھی تھا کہ اس کا نگران "وال فریڈو کارڈوکی" تھا۔ یہ نامور صاحب قلم "وگجوسو کارڈوکی" کا بھائی تھا جو رومی ادبیات سے متاثر تھا اور اپنی بلند پایہ شاعری کی وجہ سے شہرت حاصل کر رہا تھا۔

مجھے ایک لمبے تعلیمی دور سے گذرنا تھا۔ معلم بننے کے لئے ڈپلوما کی ضرورت تھی جو چھ سال میں حاصل ہوتا تھا۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں کچھ زیادہ مستقل مزاج نہیں تھا۔ استاد بننے کی مصیبتیں جھیلنے کے لئے میں صرف اس لئے تیار ہوا کہ میں تعلیمی نظام میں اصلاح چاہتا تھا۔ اس کے سوا بھی عوام کی نفسیات کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو چکا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ مجھ میں ضبط و نظم نہ تھا اور بعض دفعہ تلوّن کا بھی اظہار ہوتا تھا۔ نوجوانی بے چینی اور غلطیوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح میری یہ کمزوریاں نظر انداز کر دی گئیں۔ میرے اساتذہ معاملہ فہم اور رحمدل تھے۔ لیکن مجھے کبھی اس کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا کہ یہ رعایتیں کتنی اس وجہ سے تھیں کہ آگے چل کر میں ان کی توقعات کو پورا کر سکوں گا اور کتنی اس وجہ سے کہ میرے والد کی اخلاقی اور سیاسی شہرت پھیل چکی تھی۔

آخر کار وہ دن بھی آیا جب کہ مجھے ڈپلوما عطا کیا گیا۔ میں اب معلم تھا۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہے جنھوں نے اپنی زندگی معلم کی حیثیت سے شروع کی اور جو بعد میں سیاسی معاملات میں

دلچسپی لینے لگے۔ لیکن اس وقت مجھے ملازمت کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھانی پڑیں اور سفارشی خطوط حاصل کرنے اور اثرات وغیرہ کو کام میں لانا پڑا۔

صوبۂ رگیوایملی لیا' کے ایک مقام 'گگال ٹیری' میں معلّمی کی ایک جائداد کے لئے جو مسابقت ہوئی اس میں میں کامیاب رہا۔ مجھے اس پیشہ سے دلچسپی تھی اور میں ایک سال تک لڑکوں کو پڑھاتا رہا۔ سال کے آخری دن میں نے ایک مضمون لکھوایا جو مستقل مزاجی سے متعلق تھا اور اس کو میرے عہدہ داروں نے بہت سراہا۔

مدرسہ بند ہو گیا تھا لیکن میں گھر واپس جانا نہ چاہتا تھا۔ وہاں میری دنیا تنگ تھی اور گو یہ دنیا محبت سے معمور تھی مگر پھر بھی محدود تھی۔ 'پری ڈاپیو' میں آزادی کے ساتھ نہ تو حرکت کرنے کے مواقع تھے اور نہ سوچ بچار کے۔ مجھ میں شعور پیدا ہو چکا تھا اور مجھے اپنے مستقبل کی فکر تھی۔ مجھے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا احساس ہونے لگا تھا۔

روپیہ میرے پاس نہ تھا ——— اور جو کچھ تھا بھی تو وہ بہت ہی تھوڑا۔ مجھے صرف ہمت پر بھروسہ تھا۔ میں نے جلا وطنی اختیار کی سرحد کو عبور کیا اور 'سوئٹزرلینڈ' میں پہنچ گیا۔

اسی بادیہ پیمائی میں مجھے مشکلوں سے سابقہ پڑا مصیبتیں جھیلنی پڑیں اور بے اطمینانی سے دوچار ہونا پڑا۔ دراصل ان ہی کی بدولت میں نے بہت کچھ حاصل کیا اور یہی وہ نشانات ہیں جن سے مجھے منزل کا پتہ ملا۔ میں نے اس نئے دور میں سیاست داں کی حیثیت سے قدم رکھا۔ مجھے اپنی خوداعتمادی سے مدد ملی۔ میں نے اپنی پست شخصیت کو فطری رجحان کی رہبری میں چھوڑ دیا اور بہت جلد میری پوری دماغی صلاحیتیں چمک اٹھیں۔

آج تک بھی میں اپنی گذشتہ مشکلات کا ممنون ہوں۔ ان کی تعداد آرام کے لمحوں سے بہت زیادہ تھی لیکن آسودگی سے مجھے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ زندگی کی مشکلوں نے مجھے سخت جان کر دیا اور مجھے یہ سکھلایا کہ "کس طرح زندہ رہنا چاہیئے"

آئندہ زندگی میں جو منزلیں مجھے طے کرنی تھیں اُن کے لحاظ سے میرے لئے بہت ہی بُرا ہوتا

اگر میں مستقل طور پر ملازمت کی پُرسکون بندشوں میں ہمیشہ کے لئے جکڑا رہتا۔ میں اپنے آپ کو اس زندگی کے لیے کس طرح تیار کرسکتا۔ جس کی فضا آرام وچین سے معمور تھی ؛ میں ترقیوں کے محدود دائرہ کو اور اس خیال کو جس میں مدّتُ العمر ملازمت کے بعد وظیفہ حاصل کرنا شامل ہو کس طرح برداشت کرسکتا تھا؟ کوئی بھی آرام دہ فضا میری قوتوں کو زنگ آلود کر دینے کا باعث ہوسکتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ میری یہ قوتیں دشواریوں اور تکلیفوں سے جِلا پاچکی ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ یہ کشمکشوں کا ہی نتیجہ ہیں نہ کہ آرام وآسایش کا۔

'سوئٹزرلینڈ' میں میرا قیام مشکلوں سے معمور تھا۔ گوکہ یہ مختصر سا تھا لیکن قدم قدم پر تکلیفوں کا سامنا تھا۔ مجھے بڑی محنت کرنی تھی۔ اطالوی سے فرانسیسی اور فرانسیسی سے اطالوی زبان میں مجھے ترجمہ کرنا پڑتا تھا اور اس کے سوا جو بھی ہوسکتا کر گذرتا۔ میں اپنے دوستوں کو دلچسپی، محبّت اور لطف کی نظروں سے دیکھتا تھا۔

میں نے اپنے آپ کو پوری طرح سیاسیات کی نذر کر دیا، خصوصاً مہاجرین اور جلا وطن اشخاص کی گتھیوں کو سُلجھانے میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ سیاسیات میں مجھے ایک کوڑی کا بھی مالی فائدہ نہیں ہوا۔ میں انھیں پسند نہیں کرتا تھا جو سماجی کشمکش میں پیٹ پالنے کے لئے حصّہ لیتے ہیں اور مجھے ان سے بھی نفرت ہے جو سیاسیات کی دُنیا میں دولت جمع کرتے ہیں۔

مجھے اُن دنوں بھوک، بلکہ فاقوں سے سابقہ پڑتا تھا لیکن میں نے کبھی قرض مانگنے کا خیال بھی نہیں کیا اور نہ کبھی اُن لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کی جو میرے اردگرد رہتے تھے اور سیاست کے میدان میں میرا ساتھ دیتے تھے۔ میں نے اپنی ضروریات کو اِمکانی حد تک گھٹا دیا تھا اور بعض دفعہ گھر سے جو کچھ آتا تھا وہ اس سے بھی کم ہوتا تھا۔

سماجی علوم کی میں نے جوش کے ساتھ تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ 'پاریٹو' اُن دنوں 'لوزان' میں سیاسیات پر تقریریں کر رہے تھے۔ جسمانی محنت سے ہٹ کر دماغی محنت ایک خوش گوار تبدیلی تھی اسی لئے میں نے فوراً ہی اس طرف توجہ کی اور مجھے لطف آنے لگا۔ ایک معلم اب

مستقبل کے بنیادی معاشی فلسفہ کا خاکہ تیار کر رہا تھا۔

ایک درس اور دوسرے درس کے درمیان جو مہلت ملتی تھی اس میں میں سیاسی اجتماع میں حصہ لیتا تھا اور تقریر کرتا تھا۔ میری تقریروں کے بعض الفاظ مقامی عہدہ داروں کو ناگوار گذرے اور انھوں نے مجھے 'جنیوا' اور 'لوزان' سے جلاوطن کر دیا۔ یونیورسٹی کا نصاب ختم ہو چکا تھا اور مجھے نئے ماحول سے سابقہ پڑا۔ اس کے بعد ایک عرصہ دراز تک میں لوزان نہیں جا سکا البتہ ۱۹۲۲ء میں اطالیہ کے وزیر اعظم کی حیثیت سے 'لوزان کانفرنس' میں شریک ہونے کے لئے آیا تو ماضی کی رنگین یاد تازہ ہوئی۔

'سوئٹزرلینڈ' میں رہنا ناممکن ہو گیا تھا۔ گھر کی یاد ستا رہی تھی اور یہ احساس ہر اطالوی کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جبری فوجی خدمت مجھے کھینچ رہی تھی۔ اس لئے میں واپس ہوا اور ساتھ ہی اسی قسم کے خیر مقدم کی یورش اور سوالات کی بوچھار جو ایک مہم پسند کی واپسی پر پیش آتی ہے میری بھی منتظر تھی۔ میں فوراً ہی فوج میں بھرتی ہو گیا اس رجمنٹ میں جو 'ورونا' کے تاریخی شہر میں تھی۔ اس 'برساگ لیری' رجمنٹ کی وردی سبز تھی اور ٹوپیوں پر مرغ کے پروں کے طرے تھے۔ اس کے سپاہی اپنی تیز رفتاری، ضبط اور جوش کے لئے مشہور تھے۔ مجھے سپاہی کی زندگی پسند تھی۔ جان بوجھ کر اختیار کی ہوئی ماتحتی میری طبیعت کے موافق تھی۔ مجھ سے پہلے میری شہرت ایک بے چین، جوشیلے، اور انقلاب پسند کی حیثیت سے پہنچ چکی تھی۔ اس وقت کے تعجب کا خیال کیجئے جبکہ میرا کپتان، میجر اور کرنل سب کے سب میری تعریف کرنے پر مجبور تھے۔ اب میری باری تھی کہ میں جوش میں سنجیدگی اور کردار میں قوت کا مظاہرہ کروں۔

'ورونا'، جہاں میری رجمنٹ تھی ایک خوبصورت شہر تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ میں اپنی طبیعت میں ایک ابدی آواز کی گونج محسوس کرتا تھا۔ ایک سپاہی کی حیثیت سے میں نے ورزش جسمانی کے سارے مدارج طے کئے۔ مجھے اجتماع سے ایک دلچسپی سی ہونے لگی،

اِس اجتماع سے جو افراد کے مجموعہ کا نام ہے ـــــ اس کی جد وجہد سے ، اس کی کارگزاریوں سے اور اس کی حملہ اور دفاع کی کوششوں سے !

میری حیثیت ایک سپاہی کی تھی لیکن میں اپنے عہدہ داروں کے کردار ، ان کی قابلیت اور ان کی شخصیت کا اندازہ کیا کرتا تھا ۔ تمام اطالوی سپاہی ایک حد تک یہی کیا کرتے ہیں اسی سلسلہ میں مجھے معلوم ہوا کہ ایک عہدہ دار کے لئے کتنا ضروری ہے کہ وہ فوجی معاملات کا گہرا علم رکھے ، سخت لاطینی ضبط قائم رکھے اور اس کے اثرات سے محفوظ ہو ۔

میں کہہ سکتا ہوں کہ ہر اعتبار سے میں ایک بہترین سپاہی تھا ۔ میں ایک چھوٹا فوجی عہدہ دار بھی ہو سکتا تھا لیکن میری قسمت میں تو یہ لکھا تھا کہ اپنے باپ کے ساتھ کچھ دنوں لوہار رہ کر مدرسہ میں بچوں کو پڑھاؤں ، پھر جلا وطن رہوں ، اس کے بعد فوجی منضبط زندگی میں کچھ دن بسر کروں اور آخر کار پیشہ ورانہ سپاہی رہنے سے بھی انکار کروں ۔

مجھے چھٹی لینی پڑی ، میری ماں کا انتقال ہوا اور میرے لئے یہ سب سے بڑی مصیبت تھی ۔ ایک دن میرا کپتان مجھے علیحدہ لے گیا ۔ اس کے اس رویّہ سے مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا کہ کوئی آفت آئی ہے ۔ اس نے مجھے ایک تار پڑھنے کو کہا ۔ وہ تار میرے باپ کے ہاں سے آیا تھا ۔ میری ماں مر رہی تھی اور اس نے مجھے واپس آجانے کو لکھا تھا ۔

میں فوراً ہی پہلی گاڑی سے واپس ہوا لیکن پھر بھی دیر میں پہنچا ۔ میری ماں دم توڑ رہی تھی لیکن اس کے سر کی ایک غیر محسوس جنبش سے میں سمجھ گیا کہ اُسے میری موجودگی کا علم ہو چکا ہے ۔ میں نے دیکھا کہ وہ مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی ۔ اس کا منکا آہستہ سے ڈھل گیا اور اُس کی روح پرواز کر گئی ۔

میری پوری روحانی طاقت ، میری فراست ، میرا فلسفہ ، حتیٰ کہ میرے گہرے مذہبی اعتقادات بھی میرے اس رنج کو دُور نہ کر سکے ۔ مجھے کسی طرح تسکین نہ ہوتی تھی نہ ہوئی ۔ کئی دنوں تک میں کھویا کھویا سا رہا ۔ مجھ سے وہ ہستی چھین لی گئی تھی جو مجھے بہت ہی عزیز تھی ۔

پُرسے کے الفاظ، دوستوں کے خطوط اور عزیزوں کا دلاسا نہ تو ذرّہ برابر بھی میرے دل کا بوجھ ہلکا کر سکا اور نہ میری اُداسی کو دُور کر سکا۔

کئی حیثیتوں سے میری ماں میری وجہ سے مُصیبتوں میں مُبتلا رہی۔ میری بادیہ پیمائی اور غیر مُستقل زندگی کی وجہ سے وہ بہت بے چین رہی۔ اس نے میری ترقی کی پیشین گوئی کی تھی۔ اس کو مجھ سے بڑی امیدیں تھیں۔ ۴۸ سال سے پہلے ہی اس کی زندگی ختم ہو گئی۔ اپنے طور پر وہ غیر معمولی محنت کرتی رہی تھی۔

ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت زندہ ہوا ور میری سیاسی کامیابی کو دیکھ کر اس کی مادرانہ محبّت کا جذبہ جوش میں آیا ہوا ور وہ اس سے پوری طرح محظوظ ہوئی ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ پھر بھی اس خیال سے مجھے تسکین ہوتی ہے کہ اب بھی وہ مجھے دیکھ سکتی ہے اور اپنی بے مثل محبت سے میرے کاموں میں مدد کر سکتی ہے۔

میں رجمنٹ کو تنہا واپس ہوا اور فوجی خدمت کے آخری مہینے میں نے ختم کئے۔ اس کے بعد میری زندگی اور میرا استقبل دونوں پھر مشتبہ ہو گئے۔

میں "اونیگ لیا" گیا اور پھر ایک بار درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ پیشہ میرے لئے موزوں نہیں ہے۔ اس دفعہ میں ایک مڈل اسکول کا معلم تھا۔ کچھ عرصہ بعد میں "سیزارے باٹسٹی" کے ساتھ ہو گیا جو "پوپولو" کا مدیر اعلیٰ تھا۔ بعد میں یہ ہمارا ایک بڑا قومی ہیرو بننے والا تھا اور پھر ہمارے دشمن آسٹریا کے باشندوں کے ہاتھوں مارا جانے والا تھا۔ ان دنوں وہ آسٹریا کے چنگل سے صوبہ "ٹرینٹو" کو آزاد کرانے کی فکر میں تھا۔ اس کی معزز شخصیت میرے حافظہ میں ہمیشہ موجود ہے۔ اشتراکیت کے طرفدار کی حیثیت سے میں اسے بیحد پسند کرتا تھا۔

ایک دن میں نے ایک مضمون میں لکھا کہ "آلا" اطالوی سرحد نہیں ہے۔ یہ چھوٹا سا شہر اس وقت ہماری سلطنت اور آسٹریا کے درمیان پُرانی سرحد پر واقع تھا۔ اسی

خیال کی بنا پر "ڈویتا" کی حکومت نے مجھے آسٹریا سے نکال دیا ——— میں اب جلا وطنی کا عادی ہو چلا تھا۔ قسمت میں گردش لکھی تھی اور پھر میں "فارلی" کو واپس ہوا۔

صحافت کا مادہ مجھ میں تھا۔ ایک مقامی اشتراکی اخبار کی ادارت کا موقع ملا میں سمجھ چکا تھا کہ اطالیہ کی سیاسی زندگی کی گرہ صرف ایک ہنگامہ ہی سے کھولی جا سکتی ہے۔ اس لئے میں نے علی الاعلان آواز بلند کی۔ وقت آچکا تھا کہ لوگوں کے جذبات کو ابھارا جائے اور انھیں سوچنے اور کام کرنے کے لئے اکسایا جائے۔ بہت جلد میں اشتراکی جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے مشہور ہو گیا۔ جنگ عظیم کے شروع ہونے سے دو سال پہلے یعنی سنہ ۱۹۱۲ئ میں جب "رگیو ایمی لیا" کے مقام پر مجھے "اوانتی" کا ناظم نامزد کیا گیا تو میں اس وقت ۲۹ سال کا تھا یہ وہی ایک اشتراکی روزنامہ تھا جو "میلان" سے شایع ہوتا تھا۔

نئے عہدہ کا جائزہ لینے سے کچھ ہی پہلے میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کی عمر صرف ۵۷ سال تھی۔ اس میں سے تقریباً چالیس سال انھوں نے سیاست میں گذارے تھے وہ حاضر دماغ، ہوشیار اور رحمدل تھے۔ انھوں نے پہلے بین الاقوامی رہنماؤں اور فلسفیوں کی آنکھیں دیکھی تھی۔ اپنے خیالات کی وجہ سے وہ جیل بھی بھگت چکے تھے۔

"روماگ نا" کا مقام سارے اطالیہ میں آزادی کی جنگ میں حصہ لینے کی وجہ سے مشہور تھا اور یہیں میرے باپ نے کارنمایاں کئے تھے۔ برسوں تک ان کی کوششوں کا سلسلہ لامتناہی رہا تھا جو کچھ ان کی خاندانی دولت تھی وہ سب انھوں نے یہیں اپنے سیاسی شرکا کی مدد میں صرف کر دی تھی۔ جو بھی ایک بار اُن سے ملتا ہمیشہ اُن کی قدر کرنے لگتا۔ اس زمانہ کے بہترین سیاست داں بھی ان کو پسند کرتے اور اُن کی عزت کرتے تھے۔ ان کا انتقال مفلسی کے عالم میں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُن کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ اپنی زندگی میں رائے عامہ کو وہ اپنے منشوں کے موافق دیکھیں۔ آخر عمر میں انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ روایتی طاقتوں کو مستقل طور سے

سیاسی شورشوں سے توڑا نہیں جا سکتا۔ اس لئے انھوں نے افراد کی بہتری کی طرف توجہ کی۔ وہ انسانوں کے دلوں میں سچائی اور اخوت کا جذبہ ابھارنا چاہتے تھے۔ مرنے کے بعد ان کے متعلق بہت سی تقریریں ہوئیں اور مضامین شائع ہوئے۔ میت میں تین ہزار لوگ شریک تھے۔

باپ کے بعد ہمارے خاندان کا شیرازہ بکھر گیا۔ ''میلان'' میں جب میں ''اوانتی'' کا نگران مقرر ہوا تو مجھے سیاسیات میں منہمک ہونا پڑا۔ میرے بھائی نے ''آرنالڈو'' اپنی حرفتی تعلیم جاری رکھی اور میری بہن ''اڈویج'' کو ایک گھرانے میں شادی کا موقع مل گیا اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ ''وماگ نا'' کے ایک مقام ''پری مل کیور'' کو چلی گئی۔ گو ہمارے خاندان کے افراد سب الگ الگ ہو گئے تھے لیکن پھر بھی ایک ہی رشتہ میں پروئے ہوئے تھے۔ آگسٹ ۱۹۱۴ء تک ہم مل جل نہیں سکے اور جو ملے تو جنگ عظیم کی سیاست پر تبادلۂ خیال کرنے کے لئے ملے۔ جنگ شروع ہو چکی تھی، وہ جنگ جو تباہیوں اور پریشانیوں کا پیش خیمہ تھی۔

اس وقت تک میں ''اوانتی'' کی اشاعت میں اضافہ کرنے، اثر اور وقعت بڑھانے کی کوشش میں تھا۔ کچھ ہی مہینوں میں خریداروں کی تعداد ایک لاکھ سے بھی بڑھ گئی۔ اپنی جماعت میں میری شخصیت نمایاں تھی لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ لفاظ رہنمائی کا میں قائل نہ تھا۔ نہ میں نے کبھی مجمع کی خوشامد کی اور نہ کسی کی چاپلوسی۔ میں نے ہمیشہ کہا کہ فتوحات قربانی پیش کرنے، پسینہ بہانے اور خون بہانے کی قیمتوں پر خریدی جا سکتی ہیں۔

میں اپنے خاندان کے ساتھ بہت ہی سادہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ میری بیوی ''راحیل'' عقلمند اور بہت ہی اچھی عورت تھی۔ وہ میری زندگی کی ساری دقتوں میں استقامت اور خلوص کے ساتھ شریک رہی تھی۔ میری لڑکی ''ایڈا'' اس وقت ہمارے گھر کا چراغ تھی ہمیں کسی اور چیز کی خواہش نہ تھی۔ میں نے اپنے آپ کو خوف ناک جدوجہد میں پایا۔ لیکن میرے خاندان نے ہمیشہ اطمینان اور تسکین کی نمائندگی کی۔

جنگ سے پہلے سیاسیات پیچیدہ ہو رہی تھی۔ اطالوی زندگی پر سکون نہیں تھی۔

عوام کے لئے بہت سی مشکلوں کا سامنا تھا۔ "ٹری پولی ٹانیا" کی فتح نے جان و مال کا خراج ہماری توقع سے بہت زیادہ وصول کیا تھا۔ ہماری سیاسی نا سمجھی ہر ہفتہ ایک ہنگامہ کا باعث ہوتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ "گیولٹی" کی ایک ہی وزارت میں کوئی تینتیس ۳۳ ہنگامے ہوئے۔ ان میں کئی جانیں تلف ہوئیں، کئی لوگ زخمی ہوئے اور کئی دل مجروح۔ مزدوروں میں، وادی "رپو" کے کسانوں میں اور جنوبی حصہ کے باشندوں میں غرض یہ کہ ہر جگہ فسادات ہوئے حتیٰ کہ ہمارے جزیروں میں تک پھوٹ پڑ گئی۔ اس ہنگامۂ دار و گیر کے درمیان سیاسی جماعتوں میں طاقت حاصل کرنے کے لئے کشمکش ہونے لگی۔

میرا خیال اس وقت بھی یہی تھا اور اب بھی ہے کہ اطالوی قوم کے مساوی حقوق اور فرائض کے تعین کے لئے جانی قربانی ضروری ہے۔ انقلاب کی کوشش جو "سرخ ہفتہ" سے موسوم ہوئی حقیقت میں انقلاب سے زیادہ ہنگامہ تھی۔ نہ کوئی رہنما تھا اور نہ کوئی صحیح راستہ متوسط طبقہ نے بس ایک بے تکے جوش کا مظاہرہ کیا۔

جون کا مہینہ تھا اور ہم اپنے معاملات سے نبٹ ہی رہے تھے کہ یکایک "سراجیو" کے قتل کی اطلاع ملی۔ اس کے بعد ہی جولائی میں جنگ شروع ہو گئی۔

اس وقت تک میری ترقی اور نشو و نما کی استعداد میں کسی قدر تنوع تھا۔ کسی کی پچھلی زندگی کا اندازہ کرتے وقت ان تمام حالات کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ جو زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ عام طور پر باور کیا جاتا ہے کہ صحبت کا اثر شخصیت کو بدل دیتا ہے۔ شاید یہ صحیح ہو لیکن ان لوگوں کی حد تک جن کی طبیعتیں کمزور ہوں اور جن کی زندگی کی عنانیں دوسروں کے ہاتھوں میں ہوں۔ میری تمام زندگی میں خواہ وہ مدرسہ کے ہم جماعت ہوں، خواہ میدان جنگ کے ساتھی، خواہ سیاسی جماعت کے ہم خیال، کسی نے بھی مجھے ذرہ برابر متاثر نہیں کیا۔ یہ صحیح ہے کہ میں نے ان کی باتوں، تجویزوں اور بعض دفعہ مشورہ لیا کو غور سے سنا لیکن جب کبھی فیصلہ کا وقت آیا ہے تو میں نے ہمیشہ اپنے شعور اور ضمیر کی

آواز پر عمل کیا۔ میں کتابوں کے اثرات کا بھی قائل نہیں ہوں۔ میں اُن اثرات کو بھی نہیں مانتا جو سوانحی ادب میں لوگوں کی زندگیوں اور کرداروں کے مطالعہ سے ہوتے ہیں۔ میری حد تک میں نے صرف ایک ہی کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور ایک ہی استاد سے درس حاصل کیا ہے۔ وہ کتاب میری اپنی زندگی ہے جو میں نے خود بسر کی اور وہ استاد میرا روزمرہ کا تجربہ ہے۔ ان تمام نظریوں اور فلسفیانہ خیالات سے جو دنیا کی زبانوں اور کتابوں کے صفحوں پر ہوں ذاتی تجربہ بدرجہا بہتر ہے۔

جب دوسرے لوگ معمولی یا غیر معمولی حالات کے ماتحت واقعات اور حقیقتوں کا اندازہ کر رہے ہوں تو میں کبھی آنکھ بند کر کے ان کے خیالات کو قبول نہیں کرتا۔ اپنے یقین کو مستحکم کرنے کے لئے میں نے ملک کے ماضی اور حال کی تاریخ چھان ڈالی اور ان کی نظیریں دوسری تاریخوں میں تلاش کیں تاکہ مقابلہ کی مدد سے اپنی قوم کی صحیح صلاحیتیں معلوم کر سکوں۔

میرا مقصد اعلیٰ عوام سے دلچسپی تھا۔ جب میں زندگی سے متعلق کچھ کہتا تو میرا مطلب اپنے خاندان کی یا دوستوں کی زندگی تک ہی محدود نہ ہوتا بلکہ میرا مدعا سارے اطالویوں کی زندگی سے بحیثیت مجموعی متعلق ہوتا۔ میں غلط فہمی پیدا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میں دوستی کو اہمیت دیتا ہوں لیکن یہ اہمیت جذباتی نقطۂ نظر سے ہوتی ہے نہ کہ منطقی ضرورت کا نتیجہ۔ دوسروں کی بہ نسبت مجھے اپنے مدرسہ کے دوست غالباً زیادہ یاد ہیں۔ میں نے زندگی کے مختلف شعبوں میں اُن کی دوڑ دھوپ کا پیچھا کیا۔ میرے حافظہ میں میدان جنگ کے دوست احباب محفوظ ہیں۔ اسی طرح مدرسوں، مددگاروں اور عہدہ داروں کی یاد باقی ہے۔ دوستی خواہ فوجی عہدہ داروں سے ہو خواہ کاشتکاروں سے بہرحال اس میں بہت کم فرق ہے خندقوں کی سخت اور دل ہلا دینے والی لڑائی نے میری طرح میرے دوستوں کو بھی بہت متاثر کیا۔ گہری دوستی مدرسہ کی نشستوں یا سیاسی اجتماع میں نہیں ہوتی۔ بلکہ جب زبردست خطرہ کا امکان سامنے ہو اور جب جنگ کی پریشانیوں اور تکلیفوں میں ایک عرصہ تک

اکٹھے رہ چکے ہوں اسی وقت دوستی کے رشتہ کی استواری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سیاسیات میں اطالوی زندگی لوگوں کی ایک تصویر مالا ہے۔ ان میں کا ہر شخص ایک دوسرے کو جانتا ہے۔ میں انھیں نہیں بھولا جو کچھ دنوں اختیار کی جدوجہد میں میرے ساتھ تھے۔ ان کی دوستی باقی ہے بشرطیکہ وہ بہت سی غلطیوں کو درست کرنے کی ضرورت کا اعتراف کریں اور یہ سمجھ سکیں کہ میری سیاسی ترقی میری مسلسل وسعتوں کی تلاش، زندگی کی حقیقتوں سے قربت اور سخت اور ناقابل تبدیل عمرانی اصولوں اور نظریوں سے دوری کا سبب ہے۔

میرے فسطائی دوستوں کی یاد ہمیشہ تازہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں نوجوانوں کی ایک خاص جگہ ہے کیونکہ انھیں کے دم قدم سے اس کا نظام چالو تھا۔ اس میں نوجوانی کی روح تھی اس لئے نوجوان اس کی تائید میں اکٹھے ہوئے۔ ایک نوخیز باغ کی طرح اس کا مستقبل ایک عرصہ دراز تک کے لئے زرخیز ہے۔

گو کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی مجبوریاں مجھ پر عاید ہو چکی ہیں لیکن میں انھیں نہیں بھولتا جو کبھی میرے ساتھ تھے اور جن کی فیاضانہ، بے غرضانہ اور پرخلوص کوششوں نے فسطائی اطالیہ کی تعمیر کی۔ میں قدم بہ قدم ان کی شخصی اور ملکی کامیابیوں پر نظر رکھتا ہوں۔

بعض لوگوں کو یہ معلوم کرنے کی تشویش ہے کہ میرے مطالعہ کا میدان کتنا وسیع ہے۔ میں نے اپنے آپ کو کسی خاص مکتب خیال سے وابستہ نہیں کیا کیونکہ میں ہمیشہ سے یقین کرتا ہوں کہ کتابیں زندگی کے متعلق ٹھوس اور کارآمد معلومات مہیا نہیں کرتیں۔ میں نے قدیم وجدید اطالوی مصنفین، مفکرین، سیاست دانوں اور مصوروں کی کتابیں پڑھی ہیں۔ مجھے ہمیشہ نشاۃ جدیدہ کے مختلف پہلوؤں میں دلکشی محسوس ہوئی ہے۔ انیسویں صدی میں ایک طرف فنون لطیفہ اور روحانیات کے مقابلے اور دوسری طرف کلاسیت اور رومانیت کا تقابل میری دلچسپیوں کا باعث ہوتا تھا۔ میں نے ہماری تاریخ کے اس دور کا گہرا مطالعہ کیا ہے جس کو اخلاقی اور سیاسی اہمیت کی وجہ سے "ریزارگی منیٹو" کہا جاتا ہے۔ ۱۸۷۰ء کے بعد سے آج تک کی ہماری قومی زندگی اور

اس کی تدریجی ترقی کا میں نے بڑی احتیاط کے ساتھ تجزیہ کیا ہے۔ ان کے مطالعہ میں میری زندگی کے بہت سے سنجیدہ دن بسر ہوئے ہیں۔

غیر ملکی مصنفین میں جرمنی مفکرین پر میں نے زیادہ وقت صرف کیا ہے۔ فرانسیسیوں کو بھی پسند کیا ہے۔ ایک کتاب جو مجھے بہت دلچسپ معلوم ہوئی وہ گیٹو لیبان کی کتاب "مجمع کی نفسیات" تھی۔ اینگلو سیکسنس کی فریبانہ زندگی خاص طور پر پسند تھی کیونکہ اس میں ثقافت کی منظم خصوصیت اور عالمانہ رنگ کی جھلک موجود تھی۔ لیکن جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں یا پڑھ رہا ہوں وہ صرف ایک تصویر ہے اور اس کا کوئی گہرا نقش میرے دل و دماغ پر نہیں پڑتا۔ میں اس سے صرف اس حد تک استفادہ کرتا ہوں جس حد تک کہ وہ مجھے دوسری قوموں کی اہمیتوں کے مقابل میں مدد دیتی ہے۔

میں بالکل ہی اطالوی ہوں اور لاطینی طریقہ کار پر ایقان رکھتا ہوں۔ میں اس نتیجہ پر جرمن، اینگلو سیکسن اور سلاوانی اور دنیا کی تاریخ پر ایک گہری اور تنقیدی نظر ڈالنے کے بعد پہنچا ہوں دوسرے براعظموں کی تاریخ کو بھی میں نے نظرانداز نہیں کیا۔ امریکی اشخاص نے زندگی کے متعین اور مستعد لائحہ عمل کی وجہ سے میرے احساسات کو متاثر کیا۔ چونکہ میں حکومت اور جماعت کا آدمی ہوں اس لئے اُن لوگوں کو پسند کرتا ہوں جو فتنہ اور فساد سے نہیں بلکہ قابلیت اور فراست سے زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں۔ میں ان لوگوں کا موئد ہوں جو اصولوں کو مکمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ عوام کے مستقبل کی بنیادوں کو مضبوط کریں۔ میں ان کی عزت نہیں کرتا بلکہ ان سے نفرت کرتا ہوں جو دوسروں کی کمائی ہوئی دولت کا ½ حصہ بھی غصب کرتے ہیں۔

امریکی قوم میں پیدا کرنے کی بھی صلاحیت ہے اور اس کے خیالات سلجھے ہوئے بھی ہوتے ہیں۔ جب میں ممالک متحدہ کے باشندوں کا ذکر کرتا ہوں تو میرے پیش نظر ان کو اپنی طرف راغب کرنا نہیں ہوتا۔ امریکی خاصیت صاف و شفاف ہے۔ امریکہ کو اپنی طرف کرنے کے لئے بڑی احتیاط کے ساتھ اس کے اقدام کا جواب دینے کے لئے منتظر رہنا پڑتا ہے اور صرف

الفاظ کی چالبازی سے کام نہیں چلتا۔ چونکہ براعظموں کی دولت شمالی امریکہ میں پہنچ گئی ہے۔ اس لئے یہ صحیح ہے کہ دنیا کی توجہ اس قوم کی کارگزاریوں پر مرکوز ہے جس میں بڑی قابلیت کے افراد، ماہرین معاشیات، اور علماء کی ایک ایسی تعداد موجود ہے جو نئے علوم اور نئی ثقافت کی بنیاد دیں۔ میں اہل امریکہ کے ضبط اور نظم کو پسند کرتا ہوں یقیناً ہر قوم کا ایک دور ہوتا ہے ممالک متحدہ کا یہ عہد زرّین ہے۔ امریکہ کی خاطر نہیں بلکہ دنیا کی خاطر ان رجحانات اور نتائج کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

امریکہ جہاں بے شمار افراد ہمارے پاس سے منتقل ہوتے ہیں ابھی تک نوجوانوں کی نئی تحریک کو دعوت دیتا ہے۔ جس طرح سے کہ فسطائی ریاست کی ترقی کے لئے اطالوی نوجوانوں سے امیدیں وابستہ رکھتا ہوں بالکل اسی طرح امریکہ کے مستقبل کے لئے میری نظریں اس کے نوجوانوں پر پڑتی ہیں جن کے ہاتھوں میں اس کے مقاصد کی تکمیل ہے۔

نوجوانوں کی اہمیت کو ہمیشہ یاد رکھنا آسان نہیں ہے اور نہ یہ آسان ہے کہ نوجوانی کی روح کو باقی رکھا جائے۔ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ "کارسو" کی خندقوں میں جو سب سے خونی اور خوفناک جنگی محاذ کا حصہ تھا اور کشمکش حیات کے تلخ تجربوں میں میں نے نوجوانوں کے خیال کو پیچھے نہیں چھوڑا۔

باب دوم

جنگ اور اُس کے اثرات

میں اب جنگ کے متعلق اپنے تجربات لکھوں گا، غلط تصورات کا بھی ذکر کروں گا اور اپنے معتقدات بھی قلمبند کروں گا۔ میں جنگ کے دو پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا، ایک وہ جو سیاستِ عالم سے متعلق ہے اور دوسرے وہ جو خندقوں کی حقیقت سے متعلق ہے جن میں میں رہا ہوں اور جہاں میں نے درد و مُصیبت اٹھائی ہے۔

جنگ کے اثرات میں اس وقت تک اچھی طرح نہیں بیان کر سکوں گا جب تک کہ یہ نہ بیان کروں کہ میری قوم نے جنگ میں کس طرح شرکت کی، کن حالات کے تحت کی اور اس سے کس دَرجہ متاثر ہوئی کیونکہ میری نفسیات اطالوی نفسیات ہے اور میں ایک لمحہ کے لئے بھی اسے دبا نہیں سکتا۔

یہ سمجھنا ایک صریحی غلطی ہے کہ جنگ بغیر اعلان کے آئی اور یہ کہ وہ ایک نیا تجربہ تھا۔ معاشی اور اخلاقی امن کے زمانہ میں جنگ عظیم جو ۱۹۱۴ء میں چھڑ گئی در اصل تہذیب کی بربریت کی طرف واپسی نہیں تھی جیسا کہ بہت سے رجائی اشتراکی اور جمہوریت کے قائل خیال کرتے تھے اور آج تک بھی چاہتے ہیں کہ لوگ اس خیال کو باور کرلیں۔ یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ۱۹۰۵ء میں روس نے جاپان سے ایک فیصلہ کن جنگ کی، ۱۹۱۱ء میں بین، جنگ ہوئی ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۳ء میں بلقان کی دو لڑائیوں نے یورپ کو ان اقوام کی قسمتوں کی طرف

متوجہ رکھا۔ ان لڑائیوں میں ایک غیر معمولی ڈرامائی خصوصیت تھی جیساکہ لوئے برگانس کے واقعہ اور اڈریانوپل، کو محصور کرنے سے ظاہر ہوئی۔

یہ ایک حقیقت تھی کہ یورپ کے گوشہ گوشہ میں جنگی روح کارفرما تھی۔ ہر متنفس جنگجو فضا میں سانس لے رہا تھا اور ہم اس دور کے سرے پر تھے جہاں سے انسانیت کی داستانِ الم شروع ہوتی تھی اور جنگ عظیم کا ٹھوس تاریخی واقعہ بس شروع ہونے ہی کو تھا۔ اقوام اور براعظم اس کی طرف کھنچے جاتے تھے۔ اس نے کروڑوں انسانوں کو خندقوں میں رہنے کے لئے اور کئی سال تک خونی لڑائیاں لڑنے کے لئے مجبور کیا۔ کروڑوں آدمیوں کا قتل، زخمیوں کی کثیر تعداد، فتح و شکست، اخلاق اور بداخلاقی، محبت و نفرت، دوستی اور دشمنی، غرضیکہ اس قسم کے تمام پریشان کن اور جذباتی واقعات جن سے جنگ کے دوران میں دوچار ہونا پڑا مشکل ہی سے سمجھائے جا سکتے ہیں اور ایک خود نوشت سوانح حیات میں لکھے جا سکتے ہیں۔ جب کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ دوسرے اقوام کی متعدد کتابوں کے علاوہ صرف جرمنی نے ہی جنگ کے متعلق ساٹھ سرکاری کتابیں شائع کی ہیں تو وہ تصورات کی دنیا میں کھویا سا جاتا ہے۔ اس بڑے ہنگامہ نے مغلوب اقوام کی ذہنیتوں میں ایک ہلچل سی مچادی جس کی وجہ سے حقائق کا فلسفہ وجود میں آیا۔

اس لئے میں اپنی یاد پر بھروسہ کر کے آگے بڑھوں گا۔ میں اپنے حافظہ پر بار ڈالوں گا کہ وہ میرے خیالات اور افعال کے برابر برابر اس رنگین تصویر کو اور اُن بے شمار ایک دوسرے سے ملے ہوئے واقعات کو پیش کرے جو انسانیت کے سب سے بڑے دور میں واقع ہوئے اور جن سے میں بہت گھلا ملا ہوا تھا۔

آسٹریا ہنگری کے تخت کے وارث آرچ ڈیوک فرانسس فرڈیننڈ اور اُن کی بیوی کے قتل کی المیہ واردات نے سارے یورپ میں ایک انتشار کی لہر دوڑادی۔ یہ یاد رہے کہ میں اس وقت ایک بین الاقوامی اشتراکی روزنامہ کا ایڈیٹر تھا۔ جس چیز نے مختلف اقوام کے جذبات کو

مجروح کیا وہ اس المیہ کی سرعت تھی۔ آسٹریا ہنگری کی پولیس کی غیر معمولی حفاظتی تدابیر کے باوجود جو انتظام فرقہ مخالف نے آرچ ڈیوک کے قتل کا کیا تھا وہ مجھے پوری صحت کے ساتھ نظر آ رہا تھا۔ قدیم ہیپسبرگ کی شاہی کے خلاف سربیا میں جو بے چینی تھی اس سے یورپ کو ہمدردی تھی اور مجھے اس کا احساس تھا۔ آسٹریا نے جب بوسینیا ہرزیگونیا کو غصب کر لیا تو اس حصہ کو ایک منٹ کے لئے بھی پھر چین نصیب نہ ہوا۔ سربیا کی وہ ذہنیت جو اس کے خفیہ اداروں سے اس وقت بھی ظاہر ہوئی تھی اور اب ظاہر ہوتی ہے آسٹریا ہنگری کو وقتاً فوقتاً متعجب کر رہی تھی اور وہ بڑی مملکت اس سے پریشان تھی۔ لیکن یہ پریشانی بہت معمولی سی تھی۔

سراجیو کی المیہ واردات مجھے اس سلسلہ کی آخری کڑی دکھائی دیتی تھی۔ ہر شخص جانتا تھا کہ آسٹریا میدان عمل میں کود پڑے گا اور بہت سخت کارروائی کرے گا تمام سفراء اور یورپ کی مختلف سیاسی جماعتیں واقعہ کی اہمیت اور اس کے ہولناک نتائج کا اندازہ کر چکی تھیں وہ دیوانہ وار اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کر رہی تھیں اور ہم نتیجہ کے منتظر تھے۔

اطالیہ میں سراجیو کے قتل نے صرف ایک تجسس کی لہر دوڑا دی اور لوگ مزید خبروں کے لئے بے چین تھے۔ حتیٰ کہ جب آرچ ڈیوک اور اُن کی بیوی کے جنازے خلیج ٹرسٹی کو لیجائے گئے تو بھی اطالویوں کے جذبات غیر مشتعل ہی رہے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس منظر سے اتنا ہی متاثر ہوئے جتنا کہ تھیٹر کی ایک المیہ کے خاتمہ سے ہو سکتے تھے۔

فرانسس فرڈیننڈ اطالیہ کا دشمن تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ ہماری قوم کی منزلت کو ہمیشہ گھٹاتا تھا۔ وہ اُن لوگوں کے دل کی گہرائیوں سے واقف نہ تھا جن کی رگوں میں اطالوی خون تھا اور جو ابھی تک اس کے پرچم تلے تھے۔ ایسے قوم کی بیداری کا

احساس نہ تھا اور وہ تینوں قوموں کو اپنی شہنشاہیت کے زیرنگیں کرنے کا خوش آئند خواب دیکھ رہا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ قوموں کی آمیزش کتنی مشکل ہے۔ فرانسس فرڈیننڈ کو اطالیہ سے مطلب کی دوستی تھی۔ وہ صرف اس لئے دلچسپی لے رہا تھا کہ کسی نہ کسی صورت سے پاپائے روما کی مذہبی طاقت کا ممکنہ تصفیہ ہو جائے۔ کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے خفیہ دربار میں اور مذہبی مشیروں کے ساتھ روما میں ایک ایسا مذہبی شہر بسانے کی فکر میں تھا جس کا ایک راستہ سمندر کی طرف بھی ہو۔

گو وہ میری طرح متعصب کیتھولک تھا لیکن عیسائیت کے ان ہی ٹھوس اور رمانوس مطلق العنانی نظریوں کو قبول کرتا تھا جو پرانی مطلق العنانی طرز حکومت کی بنیاد تھے۔

وہ نفسیاتی بہروپ میں سمجھتا تھا کہ رعایا پر حکومت کرنے کے لئے خاص طور پر خدا نے اسے متعین کیا ہے۔ اپنے اطراف واکناف کی چھوٹی قوموں کے دلوں پر وہ رعب جماتا تھا۔ اس کی موت سے تعجب تو ہوا لیکن ہمیں رنج نہیں پہنچا۔ البتہ گرانڈ ڈچس کے دل ہلا دینے والے خاتمے نے ہمیں زیادہ متاثر کیا۔ اطالویوں کے دلوں میں جو اپنی ہمدردی کا جذبہ ہوتا ہے مقتول کی دکھ بھری اولاد کے نام قیصر کا تعزیتی تار ہمارے خیالات کے مطابق تھا۔ میں نے دیکھا کہ جرمنی آسٹریا کی مدد کے لئے ہر طرح تیار تھا اور سربیا کے خلاف ہر کارروائی میں اس کا ہاتھ بٹانے پر آمادہ تھا۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ 'ویانا' ایک معمولی شکایت 'بلگریڈ' سے کرے گا لیکن اس کی کسی کو بھی خبر نہ تھی کہ واقعات ایک ایسے الٹیمیٹم کی شکل اختیار کریں گے جو اس کے احساسات، اس کی عزت اور خود اس کی قومی آزادی کو مجروح کرے گا ——— مجھے ان تمام حالات پر 'اوانتی' کے ایک نوجوان مدیر کی حیثیت سے نظر رکھنی تھی۔

الٹی میٹم کی آمرانہ نوعیت نے اور اس طرز نے جس میں وہ لکھا گیا تھا۔ دنیا کو ایک صدمہ کے ساتھ یہ محسوس کرا دیا کہ جنگ سر پر آگئی ہے۔ اطالیہ میں ہمیں یہ

دریافت کرتا تھا کہ آیا بین الاقوامیت کامیاب ہو رہی ہے یا وہ محض ایک سراب ہے!
میں نے حیرت کے ساتھ غور کیا اور ایک نتیجہ پر پہنچا۔

سفارتیں دیوانہ وار کام کرنے لگیں۔ سیاسی جماعتوں نے ڈپلومیٹک سرگرمیوں پر اپنا دباؤ ڈالا۔ فوج میں طلبی اور جمع ہونے والی افواج کے شور نے اشتراکی اور بین الاقوامی طاقتوں کے نظری احتجاجوں کو پس پشت ڈال دیا۔

اطالیہ میں ہم سب نے جنھیں زبانی نظریوں سے زیادہ ٹھوس حقائق کا سامنا تھا، اپنے ملک کا نعرہ سنا۔ عزلت کا نعرہ۔ فریب نظری قلبلے کی طرح پھوٹ گئی۔ فرانسیسی اور جرمن اشتراکیوں کی جماعت اور پیرس میں جا ورے کا قتل تک ثانوی اہمیت کے واقعات تھے مجھے وہ اس زبردست اور ڈرامائی چپقلش کے ضمیمے معلوم ہوئے جس کی طرف قسمت مختلف اقوام کو روز بروز کھینچ لے جا رہی تھی۔

مجھے اس امر کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ جنگ عظیم سے چند ماہ قبل میں نے فرانسیسی پارلیمنٹ میں ایک آواز بلند ہوتی سنی تھی۔ اس نے اقتصادی جنگی، اور مدافعت و اقدام کے عسکری ذرائع کی کمی کے دونوں نقطۂ نظر سے فرانسیسی فوج کی ناقابلیت قنوطی رنگ میں ظاہر کی تھی۔ کلیمنشو اس مباحثہ میں موجود تھے اور ان کے منہ سے کف جاری تھا۔ انھوں نے بعد میں کہا تھا کہ انھوں نے اپنی سیاسی زندگی میں ۱۸۷۱ء کے بعد سے ایسا ڈرامائی منظر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جس نے فرانسیسی قوم کو اپنی فوج کے ناکافی ہونے کا پورا پورا احساس کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے پاس وہ ذرائع ہی نہ تھے جن کی ایک جنگ عظیم کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ وہ کیسا سبق تھا۔ ہم اُسے نہیں بھولے۔

جنگ سر پر آگئی تھی۔ پاپائے روما اور اتحادیوں کے حلقہ کے باہر کی مربی اقوام کی شکست اور کمزور، علانیہ اور خفیہ مداخلت سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وہ واقعات کی رو کو نہیں روک سکتے تھے۔ جنگ یکم اگست ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی۔ گرما پورے بہار پر تھا۔ یاد ہے

گہرے سایہ میں قدیم یورپ کے باشندے ہیبت آمیز حیرت و محویت کے عالم میں کھڑے رہے۔ ایک ایسے عالم میں جو کسی پر سانپ کو دیکھ کر طاری ہوتا ہے۔

اطالیہ چند سال قبل سے دُولی معاہدہ کی تجدید کر چکا تھا۔ وہ ایک عقد تھا بے احترام اور بے اعتماد۔ اس کی تکمیل سیاسی ضرورت سے زیادہ فوجی قوت کا توازن برقرار رکھنے کے لئے کی گئی تھی۔ ضمانت اور فوجی اتحاد میں بہت کم فرق ہے۔

بہرحال آسٹریا اور جرمنی کے ساتھ اتحاد نے اطالیہ کو نقل و حرکت کی کسی قدر آزادی دی۔ صدر وزارت خارجہ مارچیس آف سان جیولیانو، کو سربیا کے نام آسٹریا کے الٹی میٹم اور بہر قیمت جنگ کرانے کی چالوں کا سامنا تھا۔ انھیں اطالیہ کو غیر جانبدار رکھنے کے لئے تیز کام کرنا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ معاہدہ یہ تھا کہ اگر سہ دُولی اتحاد کی ایک یا ایک سے زیادہ اقوام پر کوئی غیر ملک حملہ کرے تو کارروائی کی جائے گی۔ ہمیں تاریکی میں رکھا گیا۔ جیسا کہ میں بخوبی جانتا ہوں۔ یہ چیز اس معاہدے کو توڑنے کے لئے اس اتحاد کے مزید واجبات سے ہمیں آزاد کرنے کے لئے کافی تھی۔

ایک پہلی جرأت آمیز کارروائی جس کے ذریعہ اطالیہ نے اپنی آزادی اور طاقت کا مظاہرہ کیا، اس بات کا احساس تھا۔ اس اثناء میں روس نے سربیا کی جانب سے مداخلت کی۔ اس کی وجہ سے فرانس بھی آسٹریا ہنگری کے دوست جرمنی کے خلاف صف آرا ہو گیا۔

میں انگلستان کو دیکھتا رہا۔ وہ اس پر بہت غور و فکر کر رہا تھا کہ قدم کونسا اٹھائے اور پھر اپنی بزرگی کو برقرار رکھنے نیز اپنے فخر و ناز اور انسانیت کی خاطر اس نے اپنی جنگی مشینری کو حرکت دی، اور جرمنی کے پنجہ سے قدیم براعظم کو چھڑانے کے لئے نئی افواج کی تنظیم تیز تر کر دی۔

جنگ میں جرمنی کو مشرقی فرانس پر حملہ آور دیکھ کر اطالیہ میں رائے عامہ بہت

متاثر ہوئی۔ جرمن طریقوں کے بیانات خوفناک تفصیلات کے ساتھ سننے میں آئے۔ اور سب سے بڑھ کر انصاف اور انسانیت کے جذبات کے باوجود بلجیم پر حملہ کا حال معلوم ہوا۔ فرانسیسی فوج بے یار و مددگار پسپا ہوئی۔ ایک بلکہ کئی اقوام کا مستقبل ترازو کے پلّے میں رکھا ہوا تھا۔ مجھے اپنے کمرۂ ادارت میں ہمیشہ اس کا احساس رہتا تھا۔ اس مشترکہ تہذیب کا بھی احساس رہتا تھا جو ہم کو سابقہ اور موجودہ جھگڑوں کو بھول جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ میں یہ خیال برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ میرا ملک ممکن ہے ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے جو جنگ اور بے بلائی آفت کے بوجھ تلے دبے جا رہے تھے۔

— جرمنی نے اطالوی رائے عامہ کو پروپگنڈے کے ایسے طریقوں سے متاثر کرنا شروع کیا جو ہماری ذکی الحس نسل کو اکساتے تھے۔ اس پر مجھے سخت غصہ آیا۔ اس پروپگنڈے کو روبعمل لانے کے لئے ایک بڑا سیاسی پرنس فان بولو بھیجا گیا۔ وہ اطالوی اور رومن دنیا سے بخوبی واقف تھا۔ اس کے آنے کی غرض یہ تھی کہ ہر لحاظ سے اطالیہ کی غیر جانبداری کا یقین حاصل کیا جائے۔

لیکن ساری قوم جنگ کی طرف مائل تھی۔ میں مدد کر رہا تھا۔ اشتراکی جماعت جو اس زمانہ میں اطالوی زندگی میں کسی قدر وزن رکھتی تھی ——— خود اپنی طاقت سے زیادہ دوسری سیاسی جماعتوں کی کمزوری کی بدولت ——— تذبذب کے عالم میں تھی کہ اس کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اس مقام پر اس کے قدم ڈگمگائے۔ اس جماعت کی اکثریت کامل غیر جانبداری کی تائید میں تھی ——— غیر جانبداری وقت، قول یا وقار کی حد کے بغیر۔ اس جماعت میں اکثر افراد ایسے تھے جو کھلے بندوں جرمنی کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔ میں نے ہمدردی نہیں کی۔

مٹھی بھر سمجھدار اور قوت ارادی رکھنے والے آدمی دل میں سوچنے لگے، کہ کیا شاہ پرشیا کے سیاسی مقاصد کی مدد کرنا اہل اطالیہ کے لئے واقعی مناسب ہوگا، اور کیا اس سے اطالیہ اور دنیا کے مستقبل کو فائدہ پہنچے گا۔ خود میں نے یہی سوال اخبار "اوانتی" میں کیا۔ ظاہر ہے کہ اس کو ہر طبقہ نے للچائی ہوئی نظروں سے پڑھا۔ وہ سوال پیش کرنا میری صحافتی زندگی کی سب سے

زیادہ ممتاز کوشش تھی۔

یہ سوال کافی تھا رائے عامہ کے ایک حصہ کو اس امکان کی طرف مائل کرنے کے لئے، کہ جنگ میں ہم فرانس اور انگلستان کے دوش بدوش کھڑے رہیں! ہم انہیں نہیں بھول سکتے تھے، اور نہ بھولنا چاہیے تھا، کہ عملی اسباب کے ساتھ ساتھ بعض خاص جذباتی اسباب بھی تھے، جو اس جنگ عظیم میں ہماری اس مشرقی سرحد والے پرانے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کا مشورہ دیتے تھے، جو ۱۸۸۶ء کی ہماری اور آسٹریا کی جنگ کے بعد کھلی رہ گئی تھی۔

میں رات کو اپنے گھر جاتا تھا تو میرے دماغ میں پختہ خیالات گھومتے تھے، شدت پکڑنے والے عزم کے ساتھ، فیصلے کے ساتھ سب سے بڑھ کر میرا ملک تھا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ بین الاقوامیت کی عمارت گر رہی ہے۔ وفاداری کی وحدت بہت بڑی تھی۔ میں نے ایک مقالۂ افتتاحیہ بھی لکھا تھا کہ کس قدر احمقانہ ہے یہ خیال کہ اگر اشتراکی ریاست قائم کی جائے تو بھی نسل اور تاریخی نزاعوں کی قدیم رکاوٹیں جنگ پیدا کرتی نہ رہیں گی۔

مشرقی جانب اطالیہ کی سرحدیں جڈریو، تک پہنچتی ہیں، لیکن علاقہ "ٹرینٹینو" جس پر اطالیہ کا ناجائز قبضہ تھا، 'لمبارڈی' اور 'وینس' کے صوبہ جات کے درمیان ایک سدّ بن کر رہ گیا تھا۔ آسٹریا ہنگری کی سلطنت سے ہمارا سودا چکنا باقی تھا، اس لئے کہ جن سرحدوں کی ڈانٹے نے پیشین گوئی کی تھی، وہ ہر اطالوی کو دل سے عزیز تھیں۔

اس نئی صورت حال کو سامنے دیکھ کر تمام سیاسی اشخاص، جن میں میں بھی شامل تھا، اپنے اپنے ضمیر کو ٹٹولنے لگے۔ اس مسئلہ کا ذکر ہی قومی شعور کے پوشیدہ طریق کو واضح کرنے کے لیے کافی تھا۔ میرا خیال بالکل بدل گیا۔

"ابھی یا پھر کبھی نہیں" یہ نعرۂ جنگ تھا 'سیزر بیٹسٹی' کا، جس کے جذبۂ نیک نے اور آسٹریائی قتل کے ذریعہ جس کی شہادت نے اطالوی قلوب کے نزدیک اس کو غیر فانی بنا دیا تھا۔ اس کے علاوہ 'فلپّو کوریڈونی' کی انقلابی روح کی پیامبرانہ تصویر بھی نظروں کے سامنے تھی۔ ان سے

اثر لیکر میں چند اشتراکیوں کو جنگ کی تائید میں گھسیٹنے لگا۔ میرے ساتھ کئی مکاتب خیال کے باغی تھے جو آخر کار ہماری نسل کی ناقابل شکست طاقت پر بھروسہ کریں گے۔

اشتراکی سینڈریم نے یہ دیکھ کر کہ میں کدھر جا رہا ہوں اخبار "اوانتی" کو میرے قبضہ سے نکال لیا۔ میں اس کے بعد اس ذریعہ سے جنگ میں اطالیہ کی مداخلت کی تائید نہیں کرسکتا تھا۔ ہمارے جلسوں میں اشتراکیوں کا میں نے مقابلہ کیا۔ مجھے خارج کر دیا گیا۔ میں نے عام جلسے منعقد کئے۔ میں نے فسطائی جماعت بنائی ——— جوانمرد نوجوانوں کی ایک جماعت جس کا ایقان تھا کہ مداخلت بالجبر کی جاسکتی ہے۔ یہ شبہ نہ کیجئے کہ ان کے اعمال و افعال نے ہماری سیاسی عمارت کی بنیادیں ہلا دیں، جو اطالیہ کی خود مختاری کے زمانہ سے ۱۹۱۴ء تک موجود تھی۔ میں ان کا لیڈر تھا۔

آج یہ چیز دلچسپ ہے۔ جمہوریت کو چیلنج دیکر یہ یاد دلایا جاتا ہے کہ اعتدال پسند جمہوری فسطائی جماعت، جس کا صدر پارلیمنٹ میں بڑا اثر رکھنے والا آدمی اور سیاسی تجویزوں کا ہوشیار منتظم "گیووانی گیولٹی" تھا، ایک ایسا فارمولا معلوم کرنے کی کوشش میں تھی جو اطالیہ کی سرحدوں کو درست کرنے کا مسئلہ حل کرے لیکن جو ہمارے ملک کو جنگ کے لائے ہوئے بوجھ، قربانی اور نقصان جان سے بچائے رکھے۔ "گیولٹی" نے وعدہ کیا کہ جنگ کے بغیر بھی اطالیہ ایک "اچھا سودا" کرسکتا ہے۔ اس "اچھے سودے" نے اطالویوں کے فیاض دلوں میں طنز کے احساس کو بیدار کیا۔ فطری طور پر وہ حقیقت پسند ہوتے ہیں اور سیاسی لین دین کی ہر شکل کے دشمن۔

اہل اطالیہ کی نظریں ان پرامن مراعات اور سرحدوں کی اس حقیر درستی سے آگے جاتی تھیں۔ ان کو اس چالبازی کے خلوص کا اعتقاد نہیں تھا۔ میں نے اس کو کمزور تدبر سمجھا ——— سمجھوتہ کا تدبر۔ ایسے بھی ولی موجود تھے جن کو یورپ کی جنگ میں نہ صرف قومی فائدے بلکہ نسل کے اقتدار کا امکان بھی نظر آتا تھا۔ زمانہ کے چکر میں پھر ایک ایسا ڈرامائی وقت آیا تھا جس کی وجہ سے اطالیہ کے لئے ممکن ہو رہا تھا کہ اپنی فوج کی بدولت دنیا کی سربرآوردہ قوموں کے ساتھ برابر کی حیثیت سے سودا کرے۔

وہ ہمارا موقع تھا۔ میں اس کو جانے نہ دینا چاہتا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال جڑ پکڑ چکا تھا۔

جنگ عظیم ۲۸ جولائی ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی۔ ۶۰ دن کے اندر میں سرکاری طور پر اشتراکی جماعت سے علیحدہ ہوگیا۔ اس سے قبل "اوانتی" کی ادارت ترک کر چکا تھا۔

میرا دل ہلکا ہوگیا۔ میں آزاد تھا! میں اپنی لڑائیاں لڑنے کے لئے اس وقت کے مقابل میں اب زیادہ تیار تھا، جب میں کسی سیاسی نظام کے اصولوں کی زنجیر میں جکڑا ہوا تھا۔ لیکن میں سمجھتا تھا کہ میں اپنے عقاید کو موثر طاقت کے ساتھ استعمال نہ کرسکوں گا اگر میرے پاس وہ عصری ہتھیار نہ ہو جو تمام امکانات کا اہل ہوتا ہے طاقت پہنچانے اور مدد کرنے کے لئے تیار رہتا ہے اور اقدام اور مدافعت دونوں میں سود مند ہوتا ہے ـــــ اخبار۔

مجھے ایک روزنامہ کی ضرورت تھی۔ میں اس کو ترسنے لگا۔ میں نے اپنے چند سیاسی دوستوں کو جمع کیا۔ انھوں نے گذشتہ سخت جدوجہد میں میری پیروی کی تھی۔ ہم نے "مجلس حرب" منعقد کی۔ جب معاملہ فقط روپیہ کا ہو، تو میں جادوگر کے سوا سب کچھ ہوں۔ جب سوال کسی پراجکٹ کے آغاز کے لئے ذرائع یا روپیہ کا یا اخبار کے مالی پہلو کا ہو، تو میں اس چیز کی صرف سیاسی قدروقیمت اور روحانی جوہر کو دیکھتا ہوں۔ میرے نزدیک روپیہ قابل نفرت چیز ہے۔ جو کچھ وہ کرسکتا ہے بعض وقت خوبصورت ہوتا ہے اور بعض وقت عزت سوز۔

چند دوستوں کو جو پرجوش خیالات رکھتے تھے فوراً تہ خانہ نما چھوٹے کمرے میلان میں پاولو دا چا لزیو کی تنگ گلی میں مل گئے۔ قریب ہی دارالطباعت تھا۔ اس کا مالک ہمارے اخبار کو کم اجرت پر چھاپنے پر راضی ہوگیا۔ میں اطالیہ اور اہل اطالیہ کے سامنے حقیقت ان کا موقع ـــــ پیش کرنے کے لئے دیوانہ ہو رہا تھا!

ہمیں بڑے ذرائع کی ضرورت نہ تھی۔ ہم ایک ایسا اخبار چاہتے تھے، جو شہر میلان کو ایک قلعہ کی مانند بنا دے۔ اس کے اداریوں کی قدروقیمت ایسی ہو کہ ہر اطالوی اخبار ان کو نقل کرے۔

اس طرح ـــــ اور کس قدر ڈرامائی طور پر! ـــــ ہمارے قارئین کی تعداد بڑھتی جائے گی۔ یہ میری آرزو تھی۔ ہمارے دفتر کو ایک میز اور چند کرسیوں سے جلد سجایا گیا۔ میں ان صحافتی خندقوں سے محبت کرنا کبھی نہیں چھوڑ سکتا، جہاں سے میں نے اپنی لڑائی شروع کی۔

دار الطباعت سے ایک معاہدہ ہو گیا، ایک ایسا معاہدہ جس کو ہر ہفتہ ٹوٹ جانے کا خطرہ لاحق تھا اگر ہمارے ماہانہ اخراجات کے چند ہزار لیرا کم پڑیں لیکن ہماری نشوونما ایک خیال پر ہوئی۔

۱۵ نومبر ۱۹۱۴ء کو "پوپولو ڈی اٹالیہ" کا پہلا نمبر نکلا۔ اب بھی میں اس نئے اخبار کو اپنا سب سے چہیتا بچہ کہتا ہوں۔ اگرچہ اس کی ابتدا معمولی ہوئی لیکن اسی کے ذریعہ سے میں اپنی سیاسی زندگی کی تمام لڑائیاں جیت سکا۔ اب بھی میں اس کا ڈائرکٹر ہوں۔

میں اس اخبار کی ہزاروں قابل یادگار چیزیں لکھ سکتا ہوں جو ۱۹۱۴ء میں عالم وجود میں آیا اور ۱۹۲۲ء تک میرا پلیٹ فارم بنا رہا۔ وہ میرے عروج کا آلہ تھا "پوپولو ڈی اٹالیہ" کا نام بار بار آئے گا۔ اس کا قصہ ہر صورت میں میری شخصیت کے ذریعہ سے بیان کیا جا سکتا ہے شخصیت بحیثیت سیاسی آدمی کے، بحیثیت اخباری آدمی کے، بحیثیت اس جنگ کے معتقد کے بحیثیت ایک سپاہی کے بحیثیت ایک اطالوی کے ـــــ اور بحیثیت ایک فسطائی کے۔

"پوپولو ڈی اٹالیہ" میں میرے پہلے مضمون سے رائے عامہ کا ایک بڑا حصہ جنگ میں فرانس اور انگلستان کے دوش بدوش اطالیہ کی مداخلت کا حامی ہو گیا۔

فسطائی نوجوان میرے دست و بازو بن کر اخباری آدمی کی حیثیت سے میرے کام میں مدد کرنے لگے۔ وہ مشتمل تھے انقلابی روحوں پر جو مداخلت پر اعتقاد رکھتی تھیں۔ وہ نوجوان تھے ـــــ یونیورسٹیوں کے طلبہ صنعت کی اشتراکی تنظیم کے اراکین، وہ اپنے تصورات سے کارل مارکس کے اعتقاد کو ملیا میٹ کر رہے تھے۔ وہ پیشہ ور آدمی بھی تھے، اور مزدور بھی جو ملک کی حقیقی آواز پر کان دھر سکتے تھے۔

اور اب جبکہ اطالیہ جنگ سے الگ رہا ہمارے رضاکاروں کی پہلی پلٹن منظم ہو کر

لڑنے کے لئے فرانس گئی۔ ارگون میں یہ چھوٹی گریبالڈی کے دولڑکے ٹرونو اور جاسنٹی، سامنے آئے۔ وہ اس گریبالڈی کے بھتیجے تھے جس نے یونائیٹڈ اٹلی نارتھ سسلی اور نیپلز کو فتح کیا تھا۔
ان دو جانبازوں کا جلوس جنازہ رومہ میں نکلا اور اطالیہ کے طول و عرض میں اس کی حزن انگیز گونج سنائی دی۔ پھر سرخ قمیضئیے جو اطالیہ کے نجات دہندوں کی حیثیت سے ممتاز تھے، لیٹینٹی کے ناقابل شکست ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا۔

بحیرۂ روم کی پرانی لڑائیوں کی یاد مٹ چکی تھی۔ جنگ لیبیا میں ہمارے تعلقات جو فرانس سے کشیدہ ہوگئے تھے وہ بھی نظر انداز کر دیئے گئے۔ کسی کو یہ واقعہ یاد نہیں تھا کہ مانوبا اور کارتھیج نامی فرانسیسی جہازوں نے ترکوں کے لئے امداد فراہم کی تھی۔ حالانکہ ترک ہمارے خلاف جنوری ۱۹۱۲ء میں لڑ رہے تھے۔ غرض یہ کہ ہر چیز بھلا دی گئی تھی فرانس پر برا وقت پڑا تھا۔ بلجیم کی المیہ واردات کے بعد اس پر حملہ ہو چکا تھا۔ میں یہی کہہ کر عملی اقدام کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ فرانس خطرہ میں ہے!

جنیوا کے قریب کوارٹو ڈی ملی کے مقام پر گبریل ڈی انن زیو نے ۵ مئی کو تقریر کی۔ یہاں سے گیری بالڈی اور اس کے ایک ہزار شمالی علاقہ کے رہنے والوں نے مہم آغاز کی۔ یہ سسلی گئے تاکہ جنوبی اطالیہ کو بوربونز کی غلامی کے چنگل سے رہا کریں۔
اس نے اپنی بہترین خطابت سے اطالیہ کو جنگ میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کیا۔

ملک تیار تھا گیولٹی کی مخالفت نے جلد فیصلہ کر دیا۔ تاج پارلیمانی طریقہ کار اور مشیروں کے مشورے سے مجبور ہو کر دستور کی لفظی اور سخت پابندی کرنا چاہتا تھا۔
اس نے قیصر کے شخصی نمائندہ سے کہا کہ اطالیہ کو ایک قدیم حلیف کی حیثیت سے لاعلم رکھ کر دھوکا دیا گیا۔

میلان کا جنگ کی تائید میں کھڑا ہونا، روم، پاڈووا، جنیوا اور نیپلز کا رجحان بھی اسی طرف ہونا ایسے واقعات تھے جنھوں نے ہز مجسٹی وکٹر ایمانیول سوم کو آمادہ کیا کہ

وہ وزیر اعظم "گیوانی گیولٹی" کو مستعفی ہونے کے لئے کہیں۔ پھر انھوں نے "سالنڈرا" کو نئی وزارت قائم کرنے کے لئے کہا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ جنگ جیتنے میں میرا بھی کچھ حصہ تھا۔ ابھی میں نوجوان ہی تھا اور میرا تجربہ پختہ نہ ہوا تھا لیکن آزادی اور طاقت کے حصول کی انتہائی کوشش کر چکا تھا۔

نئی وزارت جنگ کے لئے آمادہ تھی۔ ہز ایکسیلنسی "گیولٹی" کا استعفیٰ بڑی چیز تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ میدان جنگ میں کودپڑنے کے لئے صحیح موقع تلاش کیا جائے۔ ہمارے دل دھڑک رہے تھے اور ہم موقع کے منتظر تھے جو ۲۴ مئی ۱۹۱۵ء کو حاصل ہوا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کامیابی کے لمحہ میں میرے کیا جذبات تھے؟

میں ایک باب میں اُن سارے واقعات کی تفصیل نہیں بیان کر سکتا جو اطالوی محاذ پر ہوئے۔ جنگ نے مجھے بہت کچھ بدل دیا اور میں اس ڈرامائی ماحول میں صرف ایک جنگجو سپاہی ہو کر رہ گیا۔ میں ان واقعات کو بیان کروں گا جنھوں نے بحیثیت ایک سپاہی کے بلا واسطہ اور بحیثیت ایک سیاس کے بلواسطہ مجھے زیادہ متاثر کیا۔ جس دن سے میں نے "برساگ لیری" رجمنٹ کی شاندار بھوری سبز وردی دوبارہ پہنی اسی دن سے میں نے یہ تہیہ کر لیا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے بہترین سپاہی رہوں گا۔ یہ رجمنٹ اطالیہ کی بہترین رجمنٹ تھی اور میں اس میں۔ جبری فوجی خدمت کے سلسلہ میں نہیں بھرتی ہوا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ ایک اطاعت گذار اور پابندِ ضبط سپاہی رہوں اور اپنی مفوضہ خدمت کو پوری طرح انجام دوں۔

میں نے محسوس کیا کہ مجھے کامیابی ہوئی۔ میری سیاسی حیثیت نے میرے لئے بہت سی سہولتیں اور سپر چھپانے کے مواقع فراہم کئے لیکن میں نے اُن سب کو ٹھکرا دیا۔

میں چاہتا تھا کہ ایک مکمل اور غیر متبدل مطمحِ نظر کا پابند رہوں۔ اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ نہیں تھا، بلکہ میں باور کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہوں کہ جب کوئی شخص ایک مطمحِ نظر پیش کرتا ہے یا ایک نئے مکتبِ خیال کی بنا ڈالتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس پر مضبوطی کے ساتھ اڑا رہے اور دن رات اسی کے لئے جدوجہد کرتا رہے تا آنکہ آخر کار اس کو کامیابی حاصل ہو جائے!

وقت نے بہت سی چیزوں کو محو کر دیا اور بھول جانے کے آرام طلب جذبہ نے بھی بہت سی باتوں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ اکتالیس مہینوں کی سخت لڑائی کے بعد جو فتح حاصل ہوئی اس نے احساسات کو بہت زخمی کیا۔

اعلان جنگ ہوتے ہی میں نے فوجی عہدہ داروں سے کہا کہ وہ میری رضاکارانہ خدمات قبول کریں۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں رضاکار کی حیثیت سے بھرتی نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک المیہ تھی۔ ان کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ فوجی قانون کی ایک دفعہ کے لحاظ سے رضاکار وہی شخص ہو سکتا تھا جو جسمانی کمزوریوں یا کسی اور وجہ سے جبری فوجی خدمت سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے میں رضاکار نہیں مقرر کیا جا سکتا تھا۔ مجھے اپنی جبری فوجی خدمت کی باری کا انتظار کرتا تھا ان حالات کی وجہ سے میں غیر مطمئن تھا۔

خوش قسمتی سے میری باری جلد آگئی۔ اطالیہ کے جنگ میں حصہ لینے کے صرف تین ہی مہینے بعد پہلی ستمبر کو میں نے 'برساگ لیری' کے سپاہی کی وردی پہن لی۔ مجھے ڈرل کرنے کے لئے، 'لمبارڈی' کے قریب 'برس چیا' بھیجا گیا جہاں سے ہوائی جہازوں کا دھاوا زیادہ دور نہیں تھا۔

تقریباً فوراً ہی مجھے 'آلپس' کی اونچی پہاڑیوں پر لڑنے کے لئے بھیجا گیا جس سے مجھے ایک گونہ تشفی ہوئی۔ کچھ مہینوں تک پہاڑیوں کی خندقوں میں میں نے زندگی کی صبر آزما تلخیاں برداشت کیں۔ نہ خندقوں میں اور نہ پناگاہوں میں ہمیں کسی قسم کا سکون میسّر تھا۔ ہم پریشان تھے۔ ہمارے ہاں ہر چیز کی کمی تھی لیکن برابر ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ پہلے چند مہینوں میں سردی، بارش، کیچڑ، اور بھوک کی تکلیفیں تھیں۔ لیکن ان سبھوں نے ملکر بھی میرے جوش کو ٹھنڈا نہیں کیا۔ میرے خیالات میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔

مجھے ہیڈکوارٹرس میں رہنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا لیکن میں نے صاف انکار کر دیا اور اس کی بجائے خطرناک مہمات میں حصہ لینے کے لئے بخوشی آمادہ ہو گیا۔ یہی میرا ارادہ تھا اور یہی میری خواہش اور مجھے اسی سے فائدہ ہوا۔ چند ہی مہینوں میں جنگی خدمات کی وجہ سے میری ترقی ہوئی۔

میرے متعلق کہا گیا کہ "بنیٹو مسولینی ہمیشہ جرات اور بہادری کے میدان میں پیش پیش ہے!"
پچھلی سیاسی کارگزاریوں نے میرے متعلق جو شبہات پیدا کر دئے تھے وہ بدستور باقی رہے اور ان ہی کی وجہ سے مجھے ورنی زو کے ٹریننگ اسکول میں نہیں بھیجا گیا جہاں فوجی عہدہ داروں کی تعلیم ہوتی ہے۔ ایک ہفتہ کی چھٹی کے بعد میں خندقوں کو واپس ہوا جہاں مہینوں رہا۔ پھر وہی خطرناک اور اندیشوں سے بھری ہوئی زندگی بسر کرنے لگا تا آنکہ "ٹائیفائیڈ" میں مبتلا ہو کر سیونڈیل کے دواخانہ میں پہنچا دیا گیا۔ جب میری صحت بہتر ہو گئی تو "فریرا" کو بھیجا گیا۔ یہاں سے پھر "آلپس" کی اونچی چوٹیوں پر پہنچا۔ یہاں سے جب کوئی آسمان کی طرف نظر کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو گنبد گردوں کے بہت ہی قریب پاتا ہے۔
میرے فوجی دستہ کو "کارسو" پر جارحانہ کارروائی کرنے کے لئے متعین کیا گیا تھا۔ میں اُس کمپنی میں تھا جس کے سپاہی ہاتھ سے بم پھینکنے میں مہارت رکھتے تھے۔ ہم دشمنوں سے چند ہی درجن گز کے فاصلہ پر بم کے جان لیوا ماحول میں تھے۔
تھوڑے دنوں کی سختیوں کے بعد میں خندقوں کی زندگی سے مانوس ہو گیا۔ میں اپنے اخبار "پوپولو دی اطالیہ" کا پُر شوق بے چینی سے مطالعہ کرتا تھا۔ میں نے اسے اپنے بعض دوستوں کے ہاتھوں میں چھوڑا تھا۔ اس کی جدائی میرے لئے ایسی ہی شاق تھی جیسی کہ کسی عزیز کی ہو سکتی ہے میں نے ہدایت کی تھی کہ اطالیہ کے اس چراغ کو بجھنے نہ دیں۔ میرا حکم تھا "جنگ کے ختم تک اس میں شرکت کی برابر دعوت دیتے رہیں"۔ میں اکثر اپنے دوستوں کو بھی لکھتا تھا۔ میں نے کبھی اپنے صحیح جذبات اور احساسات کی ترجمانی نہیں کی کیونکہ میں سب سے پہلے ایک سپاہی تھا اور سپاہی کا کام اطاعت ہے۔ خندقوں میں میں اپنے عہدہ داروں اور ساتھیوں کی نفسیات کا مطالعہ کرتا رہتا تھا اور بعد میں یہی عادت میرے بہت کام آئی۔
میرے دل میں اطالیہ کے بھی سپاہیوں کی عزت تھی۔ بہت سے جو مشرقی محاذ پر بھیجے گئے تھے جنگ کی تاریخی بنیاد کے قائل نہ تھے۔ پھر بھی اپنے عہدہ داروں کے احکام کی

تعمیل بے مثال ضبط سے کرتے تھے ۔ ان عہدہ داروں میں سے اکثر کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء تھے ۔ ان کی وہ کوششیں دیکھ کر خوشی ہوتی تھی جن سے پتہ چلتا تھا کہ نئی پود میں بھی اطالیہ کی پرانی جرأت موجود ہے ۔

حقیقت یہ تھی کہ جنگ نے جو مالی اور جانی محاصل وصول کئے تھے وہ ہمارے لئے تعجب خیز تھے کیونکہ "گیری بالڈی" کے نقطۂ نظر سے یہ تصور بہت اجنبی تھا ۔ ہم مجبور ہوئے کہ بڑی تیزی سے اپنے خیالات میں مناسب تبدیلی کریں اور طریقۂ جنگ بدل دیں ۔ یہ دیکھ دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہوا جاتا تھا کہ ہماری قوم میں موزوں تبدیلیوں کو جلد قبول کر لینے کی صلاحیت موجود ہے ۔ ہیڈکوارٹرس اور دوسری فوجی کمک خصوصاً طبّی امداد پہنچانے والوں نے جو کام کیا وہ میں کبھی نہیں بھول سکتا ۔ لیکن جب فوجوں سے ہٹ کر سیاسی حالات پر غور کرتا تھا تو بہت سے شبہات پیدا ہوتے تھے ۔ روما میں جن لوگوں کے ہاتھوں میں سیاسی تنظیم تھی ان کی حرکتوں سے مجھے ڈر لگتا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پارلیمانی دنیا اپنی پرانی غلطیوں سے چھٹکارا نہیں پا سکے گی ۔

غیر جانبداری کی زہریلی فضا ہم کو جنگ میں حصہ لینے سے روک رہی تھی اور اس قوت کو آسانی سے شکست دینا بھی ممکن نہ تھا ۔ میں جانتا تھا کہ وہ ہماری جنگی طاقت کو حتی الامکان کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی ۔

چار خاتوں کی پھیلائی ہوئی خوفناک گپیں اور ان خاندانوں کی غضب ناکی نے جن کی اولاد میدان جنگ میں تھی ہماری مدافعی ہمتوں کو بھی پست کر دیا ۔ ایک سیدھے سادے سپاہی کی حیثیت سے میں یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ "رومینیا" اپنے چند سو مشین گنوں کے ساتھ کس طرح میدان جنگ میں گھسیٹ لیا گیا ؟ کس طرح یونان نے ترکوں پر دھاوا بول دیا محض اس ناچ کے اثر سے جس کو مسٹر لائڈ جارج ؟ ڈوراڈلکن، نے "پی رے" میں پیش کیا تھا ؟

میں روزانہ اپنی فوج کی نقل و حرکت پر نظر رکھتا تھا ۔ جنگ سوئزو ۱۹۱۶ء میں ہوئی اور اس کے بعد آلپس کی پہاڑیوں پر لڑائی ہوئی ۔ فرانس میں جنگ کی قسمتوں کا پانسہ بھی میرے پیش نظر تھا

اور دردانیال کی شکست اور مشرقی کارروائیاں بھی میرے سامنے تھیں۔ اطالیہ کی حد تک مجھے یقین تھا کہ فتح آخرکار ہماری ہی ہوگی۔ گوکہ جنگ اندازہ سے زیادہ طول کھینچ رہی تھی اور ہماری معاشی حالت کمزور پڑگئی تھی لیکن ہماری کامیابی کا مجھے یقین تھا۔

اطالوی فوج نے مختلف لڑائیوں میں دشمن کو کمزور کر دیا۔ سختیاں جھیلنے کے باوجود بھی ہماری فوج میں ضبط باقی رہا۔ کوہ آلپس کی سطح مرتفع پر ۱۹۱۶ء میں جو حملہ ہوا اس کو بہت جلد پسپا کر دیا گیا۔ "کارسو" کے سپاہی جن میں میں بھی شامل تھا جہاں دیدہ معلوم ہوتے تھے۔

ایک ایسے زبردست ڈراما میں جس میں ہزاروں بھائیوں کی جان گئی اپنا شخصی ذکر فضول سا معلوم ہوتا ہے۔

. بہرحال یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اطالیہ کی سیاسی زندگی کن مصیبتوں میں الجھی ہوئی ہے میں مجبور ہوا کہ وقتاً فوقتاً اخبارات میں اپنے متعلق خبریں شائع کراؤں۔ یہ اس لئے بھی تھا کہ ان لوگوں کی توقعات کو غلط ثابت کر دکھاؤں جو سمجھتے تھے کہ میں کسی دفتر میں چھپا ڈاک تقسیم کر رہا ہوں اور جنگ میں ہماری کامیابی کے شبہات اپنے دماغ میں پرورش کر رہا ہوں۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے مجھے بار بار اپنے کارنامے بیان کرنے پڑتے تھے۔ میں اس وقت "برساگلیری" میں میجر کارپورل تھا۔ شروع جنگ سے فروری ۱۹۱۷ء تک محاذ پر خندقوں میں تھا ہمیشہ مسلح اور ہمیشہ دشمنوں کے مقابل۔ نہ میرا اعتقاد متزلزل ہوا اور نہ یقین میں فرق آیا۔ میں وقتاً فوقتاً "پوپولو ڈی اٹالیہ" میں مضامین بھیجتا تھا اور کامیابی کی تلقین کرتا تھا۔ فوجی ضبط برقرار رکھنے کے لئے میں فرضی نام سے مضامین لکھتا تھا۔ اس طرح مجھے دو قوتوں سے مقابلہ کرتا تھا ایک وہ جو مقابلہ پر میرے سامنے تھی اور دوسری وہ جو پس پردہ تھی۔

۲۲ر فروری ۱۹۱۷ء کی ایک صبح کو ایک ایسا سانحہ پیش آیا جس کی توقع محاذ کی خندقوں پر ہمیشہ ہو سکتی ہے ہوا یہ کہ دشمن پر گولہ باری کرتے وقت ایک پہلا بم ہماری ہی خندق میں پھٹ گیا۔ خندق میں اس وقت کوئی بیس سپاہی تھے ہم سب گرد و غبار اور بارود گولی میں

اُڑ گئے۔ ہم میں سے چار چل بسے اور کئی بُری طرح زخمی ہوئے۔

دشمن کی خندقوں سے چند ہی میل کے فاصلہ پر مجھے 'راپچی' کے شفاخانہ میں فوراً لیجایا گیا۔ ڈاکٹر 'پیچاگ نونی' اور دوسرے ڈاکٹر میری خاص نگرانی کرنے لگے۔ میرے زخم گہرے تھے۔ میرے مہیرا ور ڈاکٹروں کی قابلیت کی وجہ سے میرے جسم میں ۴۴ بم کے اجزاء نکلے۔ گوشت کٹ گیا تھا اور ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں اور مجھے بلا کی تکلیف تھی ایسی کہ جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ مجھ پر تقریباً تمام آپریشن بیہوشی کے بغیر کئے گئے۔ ایک مہینہ میں، ۲۷ آپریشن ہوئے اور صرف دو میں مجھے بیہوش کیا گیا۔

یہ تکلیف دہ حالت اس وقت تک باقی رہی جب تک کہ ایک زبردست گولہ باری نے ہمارے شفاخانہ کے ایک گوشہ کے پرخچے نہ اُڑا دیئے۔ تمام زخمیوں کو دور دراز مقامات پر منتقل کردیا گیا لیکن میری حالت منتقلی کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اس لئے کس مپرسی کے عالم میں دشمنوں کی آتش خیز فضا میں شفاخانہ کے اسی تباہ حال حصہ میں پڑا رہا۔

ان سب مصیبتوں کے باوجود میرے زخم چنگے ہونے لگے اور آرام وچین کا زمانہ آیا۔ متعدد تار مجھے وصول ہوئے اور ایک دفعہ بادشاہ سلامت نے بھی یاد فرمایا۔ سپاہیوں اور جنگ کے مقتولین سے متعلق انھوں نے انسانیت کے جو جذبات ظاہر فرمائے نہ میں اُن کو بھول سکتا ہوں اور نہ اطالیہ۔

چند مہینوں بعد میں 'میلان' کے جنگی شفاخانہ میں تھا۔ اگسٹ میں میں بیساکھیوں کے سہارے چلنے لگا اور کئی مہینے اسی طرح گذر رے۔ میرے اعضاء اتنے کمزور ہوگئے تھے کہ وہ میرے جسم کا بوجھ اٹھا نہیں سکتے تھے۔

میں نے اپنے اخبار میں ایک جنگی کی حیثیت سے جگہ حاصل کی۔ روس کے محاذ پر جو شکست ہوئی اس کی وجہ سے ہمیں نئی خدمتیں تفویض ہوئیں اور اُن سب کو انجام دینا ضروری ہوگیا۔ ان کے سوا ملک میں جو پروپگنڈا پھیل گیا تھا اس کا بھی مقابلہ کرنا تھا۔ ایک اشتراکی رکن پارلیمنٹ کا یہ جملہ

"موسم سرما سے پہلے ہی ہم خندقوں کا تخلیہ کر دیں گے" ملک میں عام ہو رہا تھا۔ ضرورت تھی کہ اُن خفیہ طاقتوں کا مقابلہ کیا جائے۔ جو عوام کے جذبات سے کھیل رہی تھیں تا آنکہ وہ ختم ہو جائیں۔ سپاہی دو ہفتہ کی چھٹیوں کے بعد خندقوں کو واپس ہو رہے تھے۔ شہر کی عیش و راحت سے بھری زندگی اُن سے چھوٹ رہی تھی۔ وہ ایک نفسیاتی موقع تھا جبکہ عوام کو حکام کی طاقتوں کا اندازہ ہونا ضروری تھا اور حکومت کا فرض تھا کہ وہ اپنے احکام کی پابجائی کرائے۔ میں وقت کے بعد الزام لگانا نہیں چاہتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۱۷ء کی اندرونی کھوکھلی سیاست، پارلیمنٹ کی کمزور گرفت، اور نفرت انگیز اشتراکی پروپیگنڈا سب مل جل کر تباہی کے آثار پیدا کر رہے تھے۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں یہ متوقع سانحہ پیش آیا جس کو سانحہ کاپوریٹو، کے نام سے موسوم کیا گیا۔

ایک اطالوی یا ایک سیاست داں کی حیثیت سے مجھے اتنا رنج کبھی نہیں ہوا تھا جتنا کہ کاپوریٹو، کی شکست کا حال سنکر ہوا۔ اس شکست کا اگر جنگ عظیم کی دوسری شکستوں سے مقابلہ کیا جائے تو اس میں کوئی خاص اہمیت محسوس نہیں ہوتی لیکن اطالویوں پر اس سے ایک ضرب کاری لگی۔ اسی شکست نے 'اسونی زو' کا راستہ کھول دیا۔ جنگ کے پہلے ہی حلہ میں ہم آسٹریا کی حدود میں پہنچ گئے تھے اور دشمن سے ان ہی کے میدان میں بھڑ گئے۔ ۱۹۱۶ء میں 'آلپس' میں 'آسیاگو' پر جو حملہ ہوا اس کی ہم نے مدافعت کی۔ 'بین سی زا' کی سطح مرتفع کو ہم نے فتح کیا اور 'اسون زو' میں کوئی دس دفعہ کامیاب رہے۔ ہمارے احساسات میں ایک ہلچل سی تھی۔

وقت بُرا آپڑا تھا۔ 'اسون زو' کی دوسری طرف فوج کا جو تتبرا دستہ تھا اس کو بچانا تھا۔ 'پیاوے' پر ثابت قدمی دکھانے، 'ماؤنٹ گراپا' کو بچانے' اور 'وینس' کے شمالی علاقوں کو اطالیہ سے علیحدہ ہو جانے سے روکنے کی شدید ضرورت تھی۔ فوجی دستوں کو پلٹتے دیر نہیں لگی 'ماونٹ گراپا' پر ہم قدم جمائے رہے 'پیاوے' سے دشمن گذر نہ سکے۔ اور ایک نیا جذبہ پیدا ہو گیا جس کو ہر شخص محسوس کرتا تھا۔ 'گوری زیا' اور 'بالو نوا' اور 'بوڈائن' کے دونوں صوبوں

کھونے کے بعد ہم پھر دشمن سے دُو بدو ہو گئے۔ ہم زخموں سے چُور چور تھے جس سے میرا دل بیٹھ چکا تھا۔ لیکن اطالیہ پر وہ بُرا وقت نہیں آیا تھا جو دوسری فوجوں اور دوسرے ممالک پر آیا تھا۔ مقابلہ کیجئے ہماری تباہی کا جنگ عظیم کی عام تباہی سے، ہمارے تین صوبوں کے نقصان سے اور جنگ 'ماسورلیکس' سے 'کوئنس برگ کے حملہ سے' اور فرانس کے چودہ مقامات سے اور 'بلجیم' کی مکمل تباہی سے۔

مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ ایسے نازک لمحوں میں میرے اخبار نے ملک کی سیاسی زندگی کو بلند کیا اور سپاہیوں کے جنگی جذبہ کو بہت اُبھارا۔

معذوروں، زخمیوں اور اُن خرانٹ لوگوں کی مدد سے جو جنگ کی تائید میں تھے میں نے خاتمہ تک جنگ میں حصہ لینے کی تحریک پھیلانی شروع کی، بہت جوش و خروش سے حکومت سے احتجاج کیا کہ ٹال مٹول کرنے والوں اور جنگ کی اہمیت گھٹانے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے رضاکاروں کی تنظیم پر زور دیا، اطالیہ کے شمال میں فوجی حکومت قائم کرنے کی تجویز پیش کی، اشتراکی اخباروں کو دبانے پر اصرار کیا، سپاہیوں کے ساتھ زیادہ انسانیت کا سلوک کرنے کی سفارش کی اور جنگی ضبط پہلے عوام میں اور پھر محاذ پر قائم رکھنے کی خواہش کی۔ میری یہ تحریک پہلے اخبار میں پیش کی گئی اس کے بعد عام جلسوں میں اور پھر محاذ پر پھیل گئی اور میری توقعات سے کہیں زیادہ کامیاب رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حکومت ہماری کوششوں سے مقاومت اور کامیابی کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہے۔

اسی طرح سرما گذر گیا۔ بہار کی آمد کے ساتھ ہی تمام اطالویوں نے اپنی پوری کوششوں کو 'پیاوے' اور 'گراپا' کے محاذوں پر مرکوز کر دیا۔ آخرکار قوم کی بقاء کا جذبہ سپاہیوں اور اُن کے خاندانوں میں مشترک طور پر پیدا ہو گیا اور اطالیہ میں خدمت اور ایثار زندگی کا جزو بن گئے۔ ۱۹۱۸ء میں ہم 'پیاوے' پر اپنی فوج کے ساتھ تیار تھے۔ ہمارا پہلا جارحانہ فوجی دستہ، آرڈیٹی، ہاتھ سے پھینکنے کے بم اور خنجر لئے جانبازی پر پہنچا ہے تو ہمارے جنگی جذبہ میں ایک عجیب ڈرامائی کیفیت پیدا ہوئی ہر شخص کے دل میں خواہش تھی کہ 'کاپوریٹو' کی شکست کو حافظہ سے مٹا دیا جائے۔ ہم کو پھر

وہاں واپس جانا تھا جہاں ہمارے دوسرے بھائی مارے گئے تھے اور جو زندہ تھے وہ ہمارے منتظر تھے۔ ہمارے کشتوں کی یاد ہمیں ستا رہی تھی۔ یقیناً "پیاوے" کو عبور کرنے کی دشمنوں کی خواہش ہرگز پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ ایک خام خیال تھا کیونکہ ہمارا جارحانہ دستہ انھیں کچل دے سکتا تھا۔ ہوائی بیڑا بم برسانے کا کام برابر کرتا گیا۔ میں محسوس کر سکتا تھا کہ اطالوی روح بالیدہ ہو رہی ہے اور جیتنے کے دن قریب ہیں۔ ضرورتوں نے ہمارے دماغوں کو جلا دی تھی۔ ایسے میں جون کا مہینہ آیا اور ساتھ ہی دشمن حملہ آور ہوئے۔

ہمارا محکمہ خفیہ یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ دشمن کب حملہ شروع کرے گا۔ ہماری اعلیٰ کمان نے اس موقع پر ایک چال چلنے کی فکر کی۔ دشمن کے حرکت میں آنے سے چند ہی گھنٹے قبل ہماری فوج نے دشمن کے محاذ اور اس کے کونل دستہ پر یکایک دھاوا بول دیا۔ نتیجہ کے طور پر دشمن کے منصوبے ٹوٹ گئے۔ "پیاوے" پر موقتی پل بنانے کی کوششیں کی گئیں مگر وہ سب ناکام رہیں۔ دشمن چاہتے تھے کہ "سل ٹیلو" پر جو کہ اس محاذ کی کنجی تھی قبضہ کر لیں لیکن ہم نے اس پر سے اپنا تسلط اٹھنے نہیں دیا۔ چند میلوں تک ایک دوسرے کو رگیدتے رہے مگر لڑائی بہرحال جاری رہی۔ ہمارے جوابی حملے تابڑ توڑ ہوتے رہے۔ آخر کار پہلے تین دن کے تجربہ سے دشمن کو معلوم ہو گیا کہ اس دفعہ اطالوی صفوف پتھر کی دیواریں ہیں کہ نہ جن میں رخنہ ڈالا جا سکتا ہے اور نہ جن کو ڈھایا جا سکتا ہے۔ "زن زان" کے قریب دشمن کو ٹریے ولسیو کے "مونا شائی" تک دریا عبور کرنے میں کامیابی ہوئی لیکن فوراً ہی ایک جوابی حملہ نے انھیں پسپا کر دیا اور وہ "پیاوے" پر واپس ہو جانے پر مجبور ہو گئے۔ دریا میں طغیانی ہوئی اور اس نے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا کیونکہ پل اور بہت سے سپاہی بہہ گئے۔ اس زبردست لڑائی کے پانچویں دن ۲۳ جون کو ہماری اعلیٰ کمان نے یقین دلایا کہ ہماری مقاومت دشمن کو روک رہی تھی اور اسی سے مجھے یقین تھا کہ ہماری کامیابی قریب ہے۔ آج تک بھی میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جنگ عظیم کی لڑائیوں میں سب سے زیادہ فیصلہ کن یہی "پیاوے" کی لڑائی ہے۔ دشمنوں کا نقصان بے حساب ہوا تقریباً ایک لاکھ اہل ہنگری "پیاوے" پر بھینٹ چڑھ گئے۔

اس سے 'بوڈاپسٹ' میں رنج وغم کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مملکت آسٹریا کی مختلف اقوام میں بحث و مباحثہ شروع ہوا کہ ہر قوم کو کتنا بار برداشت کرنا چاہیئے اور اسی سلسلہ میں ہر قوم کو یہ شکایت تھی کہ اس کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔

آسٹریا ہنگیری سے ہمیں یہ خبر ملی۔ یہ ظاہر تھا کہ اندرونی مشکلات روز بروز بڑھ رہی تھیں۔ پھر بھی پھوٹ ابھی نہیں پڑی تھی اور ضرورتاً انھوں نے ہمارے دو صوبوں میں جارحانہ کارروائی جاری رکھی تھی۔

عین اس وقت جبکہ حصول کامیابی کے لئے جوش امنڈ رہا تھا اطالیہ کی سیاسی دنیا میں میں نے عجیب وغریب رجحانات دیکھے۔ شرانگیز سرگرمی بہت قریب تھی اور ضرورت تھی کہ اسے بے نقاب کیا جائے اور کچل دیا جائے۔ یہ سرگرمی انسانیت کے بھیس میں تھی۔ وہ ان لوگوں کو قومی حقوق دلانا چاہتی تھی جن میں قوموں کا وقار اور اس کا شعور بھی پیدا نہیں ہوا تھا اور جو ایک صدی سے زیادہ آسٹریا کے ماتحت اطالویوں کو دبانے کے لئے آلۂ کار بنے ہوئے تھے۔ ہماری کامیابی کا سورج طلوع ہو رہا تھا لیکن ایک ایسی کامیابی کی تکمیل کے لئے جو ہمارے سپاہیوں کو دنیا میں پہنچا دے اس بات کی ضرورت تھی کہ جذبات کو غلط طریقہ پر اکسایا نہ جائے۔

یہ موقع اُن بڑے لوگوں کے لئے مناسب تھا جو جمہوریت کے زنگ آلود اصولوں کے اب بھی زیر اثر تھے۔ اور انھوں نے قومی اختلافات کے مسئلہ کو چھیڑا۔ وہ ہمیشہ سے ہمارے دشمنوں کے طرفدار رہے ہیں۔ ہماری قومی جذبہ کو اس سے ٹھیس لگی۔ اطالویوں کی یہ آوازیں سنائی دینے لگیں کہ ہر اُس وقت جبکہ اطالیہ فتح وظفر اور کامرانی وشادمانی کی دہلیز پر ہوتا ہے بعض حاسد بُرے ارادہ سے آڑے آجاتے ہیں۔

گرما گذر گیا اور اکتوبر ۱۹۱۸ء میں ہماری اعلیٰ کمان نے اکاون اطالوی دستوں کے ساتھ جن میں تین برطانوی، دو فرانسیسی، ایک امریکی اور چند چیکوسلوواکیا کے رضاکار شامل تھے آسٹریا کے محاذ پر ایک فیصلہ کن حملہ کا تصفیہ کر لیا۔

ہماری یہ کارروائی بڑی حکمت عملی پر مبنی تھی۔ "سرناگ لیا" میں دشمن کے محاذ پر رخنہ پڑگیا اور ہماری فوج گھس گئی۔ ہم نے دو طرفہ گھیرا ڈالا، ایک "ٹرینٹو" کی طرف بائیں بازو سے اور دوسرے "ویوڈائن" اور جنوبی "پیاوے" کی طرف دائیں بازو سے۔ ہمارے سپاہیوں کے بہادرانہ حملے اور عہدہ داروں کی چالاکی نے ہمیں کامیاب کیا اور دشمن کے محاذ کے پرخچے اڑا دیئے۔ جنگی اخبار کی اطلاع سے ظاہر تھا کہ بے شمار قیدی، توپیں اور سامان حرب ہمارے ہاتھ لگا۔

آسٹریا ہنگیری کی فوج پسپا ہوئی اور بحری بیڑے کو بہت نقصان پہنچا۔ ہم "ٹریسٹی" میں داخل ہوئے اور "ٹرینٹو" پر قابض ہو گئے۔ اصلی کامیابی جنگی کامیابی ہی نہیں تھی بلکہ میری نظروں میں اس کے سوا وہ ساری اطالوی قوم کی کامیابی تھی۔ ایک ہزار سال بعد ہم بیدار ہوئے تھے اور اپنی اخلاقی اور روحانی طاقت کا ثبوت دے رہے تھے۔ ہم پھر جنگی روایتوں پر جی رہے تھے اور حب وطن کا جذبہ دوبارہ ہمارے دلوں میں موجیں مار رہا تھا۔ نئے یورپ کے مستقبل میں ہم اپنی اہمیت کو نمایاں محسوس کر رہے تھے۔ اطالیہ کی نئی پود خوش تھی کیونکہ اطالیہ کے شہر اس کے اپنے حدود میں دوبارہ شامل ہو چکے تھے۔ "ٹرینٹو" اور "ٹریسٹی" اب ہمارے حدود میں تھے جس کی ہماری قوم کو بڑی خواہش تھی اور جس کے متعلق "ڈانٹے" نے چودھویں صدی میں فیصلہ کیا تھا اور پیشین گوئی کی تھی۔

ملک کے گوشہ گوشہ میں گرجا کے گھنٹے اس نئے دن کا اعلان کر رہے تھے ——

اتنی مدت اور اتنی تکلیف کے بعد جنگ ختم ہو چکی تھی۔ روس کے دیوالیہ ہونے اور مقاصد کے تباہ کرنے والے پیشہ وروں کے باوجود بھی جنگ اطالیہ کی کامیابی پر ختم ہوئی تھی۔ ہر خاندان کے لباس پر اس کے کسی عزیز کے مارے جانے یا زخمی ہونے کا نشان لگا ہوا تھا۔ جنگ کے یتیم اور بیوہ بیک وقت غمگین اور خوش تھے۔ ہم "ٹرینٹو" اور "ٹریسٹی" میں تھے۔ "فیوم" آدھا فتح ہو چکا تھا اور "ڈال ماٹیا" ابھی فہرست میں شامل تھا۔

اطالیہ کی فضا پر غرور اور تمکنت کی ایک ایسی روح چھائی ہوئی تھی جو فاتحین سے مخصوص ہے۔

جنگ نے ہماری توقعات سے زیادہ طول کھینچا تھا اور ہماری دولت اور مستقبل کو گھٹا دیا تھا۔ پھر بھی فتح نے ہمارے دلوں کو گرما دیا تھا اور اپنے مُردوں اور زندوں کی صحیح قدر و منزلت پہچاننا سکھا دیا تھا۔ اکتوبر سے دسمبر ۱۹۱۸ء تک اطالیہ ایک کارخانہ کی طرح ترقی کی راہ پر چلتا رہا۔ جنگ نے ناقابل تلافی نقصانات کی وجہ سے ہماری قومی زندگی پر ایک شاعرانہ پردہ سا چھوڑ رکھا تھا جس کو مجھ سے زیادہ واضح کسی اور نے نہیں دیکھا۔

اس تاریخی موقع پر ہماری ناقابل بیان محنتوں سے کمائی ہوئی کامیابی کے فوراً ہی بعد ہماری نوعمر قوم کو جو امریکہ سے بھی خوردسال تھی اور جس کا تجربہ ابھی پختہ نہیں ہوا تھا باوجود اس کے کہ وہ جان و مال کی قسمت آزما لڑائیوں میں حصہ لے چکی تھی دھوکا دیا گیا اور اس کے جذبہ اعتماد کو معاً ورسائی میں دھکا پہنچایا گیا۔

۶۵۲۰۰۰ اموات، ۴۵۰۰۰۰ معذور اور ۰۰۰,۰۰۰,۱ زخمی ——— یہ وہ محصول تھا جو اطالیہ نے جنگ عظیم میں ادا کیا، ہمارے ملک میں ایک خاندان بھی ایسا نہیں ہے جس نے اکتالیس مہینوں کی جنگ میں ملک کی عزت پر اپنی کوئی نہ کوئی بھینٹ نہ چڑھائی ہو۔ میں جانتا ہوں کہ آج سے دس سال پہلے ہر روز جنگ سے معذور، زخمی، بیوہ اور یتیم جو ہماری آبادی کا بڑا حصہ تھے عوام کے دلوں میں عزت و وقار کا احساس پیدا کرتے تھے۔

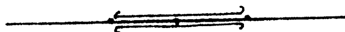
میں کبھی نہیں بھولتا وہ وقت جبکہ ہم جھگڑوں سے لیکر انقلاب تک ہزاروں اندرونی مصیبتوں میں مبتلا رہے لیکن "ماؤنٹ اسٹلویو" سے سمندر تک کے پہاڑی قبرستانوں میں جن کو زمانہ آہستہ آہستہ مٹا رہا ہے ہماری قوم کی قسمتوں کے عروج کی عمارت باقی ہے ——— میں اس کو کبھی نہیں بھولتا۔

میں ہمیشہ جنگ کا قائل رہا اور ایک گرم دل اطالوی اور سپاہی کی طرح لڑتا رہا۔ میں کامیابی کی خوشی دیکھنے کے لئے زندہ رہا اور جنگ کے بعد جو بے اطمینانی کا زمانہ آیا اس کو بھی دیکھتا رہا۔

لیکن ہر موقع پر خواہ وہ خوشی کا ہو خواہ غمی کا میں اپنے مقتولین کی یاد ایک روشنی گھر اور ایک ذریعہ نصیحت کی حیثیت سے باقی رکھتا تھا۔ وہ ملک کے مختلف حصوں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے

تعلق رکھتے تھے اور کچھ ان میں ایسے بھی تھے جو دوسرے ممالک کے غلام تھے یا دوسرے ممالک میں منتقل ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنا خون پانی کی طرح بہایا تھا اور مادر وطن کے قدموں پر ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے آمادہ تھے۔ جب تک کہ کوئی قوم دوسری اقوام کے دوش بدوش اکڑ کر بیٹھنے کی مستحق نہ ہو اس کی طاقت کی نشانی، اس کی شرافت کا اعلیٰ ترین معیار اور اس کی بزرگی کی علامت اُن افراد سے ظاہر نہیں ہوتی جو اپنے خون کا آخری قطرہ غیر فانی ملک کے لئے بہا دیتے ہیں۔

یہی وہ نشانات ہیں جو جنگ نے جسم، دماغ اور روح پر چھوڑے۔ مزید برآں اُس نے ایک ایسے شخص کو جو ابھی جوان ہی تھا انسانیت کی روح سے واقف کرایا۔



تیسرا باب

راکھ اور چنگاریاں

جنگ کا شعلہ بھڑکا اور بجھ گیا لیکن بعد کے دو سال ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء مجھے اطالوی زندگی کا تاریک ترین اور بہت ہی پُر تکلیف زمانہ دکھائی دیا۔ ہماری متحدہ قوت پر گھٹا ٹوپ بادل چھا گئے اور اطالیہ کی متحدہ ترقی خطرہ میں پڑ گئی۔ میں آنے والے طوفان پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

اس سے قبل بھی بے چین کرنے والے واقعات نے ہماری قومی زندگی کو خطرہ میں ڈالا تھا وہ سیاسی واقعات بلکہ ان سے زیادہ معاشی پستی کا نتیجہ تھے۔ میری مراد ۱۸۹۴ء کی سیسلی کی تحریک اور ۱۸۹۸ء کے خونی مظاہرہ سے ہے لیکن یہ سب انقلابات مقامی حد تک محدود تھے اور ان میں سے کسی میں بھی تفریق و اختلاف کے جراثیم نہ تھے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء کے واقعات میں ایسے جراثیم موجود تھے کہ جن کا اگر بہادری کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا گیا تو ایک متمدن قوم کی زندگی کے لئے مہلک ثابت ہوں گے۔

ہر چیز پر دوبارہ بحث کی گئی۔ ہم اطالویوں نے سیاسی مسائل کی طرف رجوع کیا اور سماجی حالات پر بھی نظر کی۔ تاج سے لیکر پارلیمنٹ، فوج سے لیکر نو آبادیات، سرمایہ داری سے لیکر اطالوی علاقوں کے وفاق کی سوویٹ انتظامی تجویز تک اور مکتبوں سے لیکر پاپائے روما تک کے سارے واقعات معرض بحث میں آئے۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء کی فتح کے بعد ہم مجاہدین اور مجروحین جب اتحاد اور یکجہتی کی خوشنما عمارت کی تعمیر کا خواب دیکھ رہے تھے وہ ڈھیر ہونے کو تھی۔ ہمارے مطمح نظر کے درخت کے پتے جھڑ رہے تھے۔

میں نے محسوس کیا کہ ہم کسی ایسی طاقت، جوانمردی کی تحریک، یاد، یا سیاسی فلسفہ کے بغیر ہیں جو شیرازہ کو منتشر ہونے سے بچانے کے لئے کافی ہو اور میں سمجھ رہا تھا کہ زوال اور تباہی کے آثار قریب ہیں۔

جنوری ۱۹۱۹ء ہی میں اشتراکیوں نے جو جنگ کے دوران میں کسی قدر دبے ہوئے تھے صلح نامہ کی سیاہی خشک ہوتے ہی غداری اور دغابازی شروع کی۔ میلان کی اشتراکی بستی نے ایک خاص پیام اور مدد ونیا، کے نام نہاد بھائیوں کو بھیجی۔ موسم بہار میں مرجھائے ہوئے بین الاقوامیت کے پودے میں شگوفے پھوٹے۔ 'ٹریسٹی' میں سوشلسٹ پارٹی، نے واپس گئے ہوئے شہر کی تنظیم میں اہم حصّہ لیا۔ اطالیہ کے بہت سے شہروں میں اس کے پرانے دشمن آسٹریا اور ہیپبرگ کے پایۂ تخت کے غریب بچوں کو ترجیح دی گئی۔ اس سے احساسات کو ٹھیس لگی۔ 'گیولٹی' کے احراریوں کے دماغوں میں ایک خواہش تھی اور وہ یہ کہ ہمارے حافظہ سے فتح کے احساس کو محو کر دیا جائے۔

میں ان کو جانتا تھا جنھوں نے ہماری رفتار تباہی کو تیز کیا۔ وہ جرمنی اور آسٹریا کے جاسوس، روس کے بلوائی اور رازدارانہ مالی امداد تھے۔ چند ہی مہینوں میں انھوں نے اطالویوں کو فنا کی آغوش میں پہنچا دیا۔ یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ معاشی انتشار جو دنیا کے تمام گوشوں میں پھیل چکا تھا اطالیہ کو چھوڑ دے گا۔ مجھ جیسے سپاہی جنگ کے ختم ہوتے ہی اپنے اپنے خاندانوں کی طرف لوٹے۔ ہمارے احساسات کو کون بیان کر سکتا ہے؟ لاکھوں افراد کو فوج سے خارج کر دینے کا زبردست واقعہ چپکے سے ضبط شکن ماحول میں ہوا۔ ہمارے لئے سرما کی مصیبتوں کا سامنا اور امن کے نیا لباس اور ردوبدل کی تلاش کی دشواریاں تھیں۔

ہماری یہ بے عزتی ہوئی کہ جب ہمارا کامران فوجی دستہ گھر لوٹا تو نہ اس کی سلامی ہوئی اور نہ گرمجوشی کا ہمدردانہ استقبال ہوا جیسا کہ عام طور پر فتح کے بعد واپس آنے پر کیا جاتا ہے۔ اب بھی مجھے اور میرے دوستوں کو دکھائی دے رہا تھا کہ ہر شخص کے دل میں جنگ کو ختم کرنے کا

جذبہ موجود ہے، حقیقی کامیابی کے خیال سے نہیں بلکہ اس اطمینان کے خیال سے کہ اس کا کم سے کم نقصان ہوا ہے۔ رات میں سونے سے پہلے میں سوچا کرتا تھا کہ ہمارے ہاں اس یقین کے تزلزل کو روکنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا جو ایک فاتح قوم کی قسمت میں لکھا گیا تھا۔ تباہی کا خیال ہر طبقہ میں بہت جلد اور بہت گہرا ہو گیا یقیناً مرکزی حکومت کمزوری کا بہاؤ نہیں روک سکتی تھی۔

سیاست داں، فلسفی، جیتے اور ہارے ہوئے غرض کہ بہت سوں کی آنکھیں کھل گئیں دغا باز اپنے بچاؤ کی تدبیریں کرنے لگے۔ جنگ کو آگے بڑھانے والے معافی کی کوشش کرنے لگے لفاظ رہنما ہر دل عزیزی حاصل کرنے کی فکر میں تھے جاسوس اور شر و فساد کے بانی غداری کی قیمت کا انتظار کرنے لگے۔ جو لوگ غیر ممالک کے آلہ کار بن چکے تھے وہ باہر سے رقم پانے لگے ــــــ ان سب نے مل جل کر چند ہی مہینوں میں قوم میں روحانی انتشار پیدا کر دیا بھرآئے ہوئے دل اور بے چین روح کے ساتھ میں نے آنے والے خطرہ کو محسوس کیا۔

زیادہ نہیں چند ہی بہادر افراد میرے ساتھ تھے ابتداء میں میری تمام کوششیں ایک اہم غداری کے خلاف لڑنے سے متعلق تھیں۔ بعض اطالوی جو قوت حافظہ اور قوت بصر دونوں کھو چکے تھے کسی نہ کسی خود غرضی کے تحت اتحادیوں کے آلہ کار ہو گئے۔ حقیقت میں یہ لوگ مادر وطن کے خلاف کام کر رہے تھے۔ ڈال میٹیا، جو اطالوی الاصل اور کامل الیقین تھا معاہدہ لندن کی رُو سے ہمارا تسلیم کر لیا گیا تھا۔ وہ جو ایک عرصہ سے روما اور وینس کے باقیات الصالحات کے ساتھ کامیاب جنگ کا منتظر تھا اب ہماری متحدہ قوت سے جدا کر دیا گیا۔ دست کشی کی سیاست غیروں کی مدد سے آگے بڑھ رہی تھی۔ ولسن نظری اصول کا موئد تھا۔ وہ اطالوی زندگی یا تاریخ کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس کی اس غیر ارادی مدد سے دغا بازی کو طاقت پہنچ رہی۔ فیوم، جس نے بڑا ایثار کیا اور جس کے باشندے اطالیہ کے لئے بے چین تھے اور شاہراہ عام پر بھی مظاہرہ کر چکے تھے اور جو ہمارے فوجی کمانداروں کے پاس پیامات بھیجتے تھے بین الاقوامی فوجی تسلط میں آ گیا۔ جنگ کے ایک اور انعام کو ہم کھونے کے قریب پہنچے

اور وہ آسٹریا کی بحری بیڑا تھا۔ "سی سانا" کو ہماری سرحد قرار دئے جانے کے امکانات تھے جو "ٹریسٹی" سے بیس کیلومیٹر تھا۔

میں نے اس وقت کہا تھا کہ فتح کے بعد کسی قوم کی زندگی میں اس سے زیادہ برا وقت نہیں آیا تھا۔ سنہ ۱۹۱۹ء کے پہلے چند مہینوں میں جہاں تک میں دیکھ سکا بعض سیاست دانوں کے زیر اثر اطالیہ اپنی کامیاب جدوجہد کے سارے فائدوں کو جو سرحد کی وسعتوں کو تسلیم کرنے سے متعلق تھے ٹھکرا رہا تھا۔ وہ ۶۰۰،۰۰۰ کشتوں اور لاکھوں زخمیوں کو بھول چکا تھا اور ان کے خون کو ضائع کر رہا تھا۔ یہ لیڈر بیرونی مشتبہ رجحانات اور زہریلے نظریوں کو مطمئن کرنا چاہتے تھے۔ بد راہ اطالویوں اور بیبتیہ ور اشتراکیوں کے ہاتھوں مادر وطن کا خون ہو رہا تھا۔ ان دونوں کے ساتھ فسطائی انقلاب نے چشم پوشی کا ایسا برتاؤ کیا جو رحمدلی سے زیادہ ہو گیا۔

تباہی کی بازگشت کے خلاف میں لڑ رہا تھا۔ میری ساری توجہ ملک کی حدود کے مقدس حقوق پر مرکوز تھی۔ اس لئے سیاسی زندگی کی اندرونی بدعنوانیوں کو نظر انداز کرنا پڑا۔ بین الاقوامی بازی گاہ میں شرط کی شرح بہت اونچی تھی۔ جو کچھ بچ سکتا ہے اسے میدان میں رہ کر بچانے کی ضرورت تھی۔ اندرونی سیاسیات کے متعلق میں خوب جانتا تھا کہ ایک مضبوط حکومت انتشار انگیزوں، دہشت پیدا کرنے والوں، تباہ و برباد کرنے والوں اور انتشار برپا کرنے والے دغابازوں کو بہت جلد درست کر سکتی ہے۔ میں ان کی روحوں سے واقف تھا۔ وہ ہر وقت اور ہر زمانے میں یکساں تھیں —— یہ روحیں بزدل بھیڑیوں اور خونخوار بھیڑیوں کی تھیں۔

اعلان صلح کے چند ہی مہینوں بعد اتوار کے دن ۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۹ء کو میں نے "میلان" میں ایک بہت انتشار آفریں اور اہم واقعہ جس کے امکان کی مجھے توقع نہ تھی پیش آیا۔ میں نے ایک جلوس دیکھا۔ لوگوں کے ہاتھوں میں سرخ جھنڈیاں تھیں اور کوئی

تین ۳ دستے ہوں گے جو جنگ کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ آسٹریا، جرمنی اور روس کے بچوں اور عورتوں کا ایک بہتا ہوا دریا تھا جو شہر کے عام مقام سے مرکزی مقام تک ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ یہ مجھے آخر کار "آرینا" کے "مدور تھیئٹر" کے قریب منتشر ہو گیا۔ کئی جلسے کئے گئے اور غداروں کے لئے معافی طلب کی گئی اور ملک کی تقسیم کا بھی مطالبہ کیا گیا۔

اب سے زیادہ اس وقت "میلان" ایک ایسا شہر سمجھا جاتا تھا جہاں قوم کی نبضیں ٹٹولی جا سکتی تھیں۔ "میلان" نے جہاں میں نے نصب العین کے حصول کی کوششیں کی تھیں ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۵ء کے ابتدائی مہینوں میں جنگ کا خاص تجربہ حاصل کیا تھا۔ شہر میں بہادرانہ جذبہ کارفرما تھا۔ وہاں شہریت کا احساس بہ نسبت دوسرے مقامات کے زیادہ تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جنگ کی کوششوں کو کس طرح عزت کے ساتھ برداشت کیا جا سکتا تھا لیکن اب کامیابی کے بعد یہ شہر بھی جہاں دس ہزار رضاکار رکھے عام وبا میں مبتلا نظر آتا تھا۔

یہ جلوس ایک ثبوت تھا اس بات کا کہ آبادی کے تمام طبقے ڈوبے جا رہے تھے خصوصاً وہ جن کا تعلق "پاپولاری" سے تھا۔ جلوس جب راستہ سے گزر رہا تھا دکاندار اور مالکان ہوٹل جلد جلد اپنے دروازے اور کھڑکیاں بند کر رہے تھے "دیکھو" میں نے کہا "وہ آنکھیں تھکن اور خوف سے بند ہو رہی ہیں" انقلاب ان اثرات کی وجہ سے آگے ہی بڑھتا گیا اور کوئی بھی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت کو روکنے کے لئے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا۔ اطالیہ کا ہر دل عزیز ترنگا جھنڈا انشانی تھی۔ اس کو بہت جلد بیہودوں سے اتار لیا گیا۔

مجھے ان دنوں کا ایک شرمناک واقعہ یاد ہے۔ ایک عورت جو کسی مدرسہ میں پڑھایا کرتی تھی اطالیہ کے جھنڈے کی حفاظت کے لئے پیش قدمی کر گئی۔ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر وہ اشتمالیوں کے مجمع کے آگے ڈٹ گئی۔ آپ یقین کر سکتے ہیں کہ جب حالات بدل گئے اور ہمارے قدم جم گئے تو دلیری کا ایک طلائی تمغہ اس عورت کو ولیوں کی سی طاقت کے مظاہرہ کے صلہ میں عطا کیا گیا۔

"پاپولو ڈی اٹالیہ" جس کا میں بانی اور مدیر تھا اس زمانہ میں بڑی تکلیف کے ساتھ زندگی گذار رہا تھا ہر روز ایک نئی جنگ ہوتی تھی۔ "ویا پاڈلو" ڈاکا نیو ہوگی تنگ سڑک متواتر پولیس یا سپاہیوں سے معمور رہتی تھی۔ اخبار کے پورے عملے کی حفاظت کی جاتی تھی جب ہم عوام میں آتے تھے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حکومت ہمارے متعلق متشوش تھی۔ حکام چاہتے تھے کہ "پاپوڈی اٹالیہ" جو کچھ کر رہا ہے اس پر قابو رکھا جائے اور سیاسی جدوجہد کے ناجائز طریقوں کو روکا جائے۔ خاص طور پر ہمارے ہی اخبار پر دوبارہ احتساب قائم ہوا۔ ایک قابل نفرت اشتراکی نے اندرونی طور پر تحقیقات کی بھی کوشش کی لیکن اس کی تجویز پر کھلے بندوں مضحکہ اڑایا گیا۔

"میلان کی شکست کے جلوس" کے دوسرے دن میں نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان "گیورڈا نو برونو" کی مشہور کتاب "درندہ کی واپسی کے خلاف" سے لیا گیا تھا۔

۱۸ فروری کو وہ مضمون "پاپولو ڈی اٹالیہ" میں چھپا۔ اس کے آخری فقرے یہ تھے "اگر اس جنگ کی مخالفت جو نہ صرف ختم ہوئی بلکہ جس میں ہماری فتح ہوئی بے عزتی کے شبہات کا بہانہ ہے تو ہم جو مداخلت کرنے والے ہونے میں شرم محسوس نہیں کرتے بلکہ اپنی حیثیت کو بلند محسوس کرتے ہیں بہ بانگ دہل چلائیں گے کہ "پیچھے رہو اے گیدڑو!" کوئی مُردوں کو جدا نہیں کر سکے گا اُن کا ایک مقدس ڈھیر ہے —— ایک زبردست اہرام کی مانند بڑا جس کی چوٹی آسمان کے دامن سے چھو جاتی ہے۔ یہ ڈھیر ہر شخص کا ہے اور کسی کا بھی نہیں! کوئی شخص ان مُردوں کو نہ کچھ دے سکتا ہے اور نہ لے سکتا ہے وہ کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ ابدی مادر وطن کی ملک ہیں۔ وہ ایک ایسی انسانیت کی ملک ہیں جو اتنی مرکب اور محترم ہے کہ نہ تو وہ کسی شراب کے کلب میں رکھی جا سکتی ہے اور نہ کسی امداد باہمی کی انجمن کے پچھلے کمرے میں۔ یہ سیاسی انتشار بہت بُرا تھا۔ کیا ہم کو اپنے کشتوں کے کشتاس مکروہ برتاؤ کے خلاف مدافعت کرنی چاہیئے تھی؟ "وٹوٹی" اے روحِ! تیری ایک زندگی سارے اطالوی اشتراکیوں کی زندگی سے بدرجہا قیمتی ہے۔ اے لا تعداد

جواں مردو! تم نے جنگ کی خواہش کی تھی یہ معلوم رکھتے ہوئے کہ جنگ کس طرح چاہی جاسکتی ہے! تم نے جنگ میں شرکت کی یہ جانتے ہوئے کہ جنگ کیا ہے! تم نے موت کے منہ میں اپنے آپ کو پیش کیا یہ جانتے ہوئے کہ موت کیا ہے! اے ڈچیو راگی، فلپو کاری ڈونی، سیزارے باسٹی لویگی لوری، ویتی زیان، ساورو، ریمنڈی، کانٹوچی! اے تم جو ہزاروں کی تعداد میں ہو اور جو اطالوی الطلبیت کا بہترین نمونہ ہو! کیا تم نہیں محسوس کرتے کہ گیدڑوں کی ٹولی تمھاری ہڈیوں کی تلاش میں ہے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ تمھارے خون سے رنگی ہوئی زمین کریدی جائے اور تمھارے ایثار پر تھوکا جائے؟ اے کامران روحو! نہ ڈرو! ہمارا کام ابھی شروع ہوا ہے تمھیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا اور ہم تمھاری طرفداری کریں گے۔ ہم کشتوں کی طرفداری کریں گے تمام کشتوں کی خواہ اس میں ہمیں شہر کی شاہ راہوں اور سڑکوں پر عارضی جھونپڑیاں بنانا اور خندقیں کھودنا کیوں نہ پڑے!"

وہ ایک تنبیہ تھی اور میدان عمل میں جمع ہونے کا بلاوا۔ بہت سے جو راست متاثر ہوئے بھاگ گئے اور کچھ جو ہمارے آس پاس تھے کانپتے ہوئے اس خطرہ کا خیال کرنے لگے جو ابھی نزاع سے پیدا ہونے کو تھا لیکن تھوڑے سے افراد میرے اخبار کے پرانے جھنڈے تلے جمع ہوگئے۔

ضرورت تھی کہ ہماری قوت مدافعت کو منظم کیا جائے، بین الاقوامی نوعیت کے مباحث میں احتیاط برتی جائے، اندرونی سیاسیات کے محاذ پر ہماری حیثیت کو مضبوط کیا جائے، جھوٹے دوستوں سے حفاظت کی جائے، جھوٹے صلح جویوں سے مقابلہ کیا جائے اور انسانیت کے جھوٹے علمبرداروں کو شکست دی جائے۔ عام طور پر ہمیں مختلف غلط رجحانات سے مقابلہ کرنا تھا جو فتح کا صحیح اور منطقی مفہوم سمجھنے میں غلطی کر رہے تھے۔

پیرس میں ہمارا وفد افسوسناک تنگ نظری میں مبتلا تھا۔ اتحادیوں کے بعض مدبروں کی قابلیت اور نا انصافی نے اس کو اور بھی تنگ کر کے اس کا گلا تقریباً گھونٹ ہی دیا۔ ہمارے اندرونی حالات کی وجہ یہ ممکن تھا کہ ہمارا وفد مستقل مزاجی سے قدم جمائے رکھتا۔ جو مقامات

اطالیہ کو واپس ملنے تھے وہ بے چینی کے عالم میں تھے جس کی وجہ ہم میں سے اکثر مشوش تھے۔
کس قدر خوفناک موقع تھا! شاہراہ پر ہمارے مٹھی بھر آدمیوں کا عمل ناکافی تھا اور کئی محاذ تھے جہاں لڑنا تھا۔ اطالیہ کو اندرونی طور پر محفوظ کرنے کے لئے ضرورت تھی کہ ایک ناقابل شکست اتحاد قائم کیا جائے جہاں مجھ جیسے جانباز اطالوی جو جنگ کی تائید میں تھے جمع ہوں۔ اس کے بعد میں نے دن رات کے غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا کہ اپنے اخبار کے ذریعہ اس انتشار کا خاتمہ کر دیا جائے۔

۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو 'میلان' میں میں نے ایک بنیادی اصول کا تصفیہ کیا ——
اٹالین فاسسی ڈی کم باٹی مین ٹو' —— جنگی فسطائی نظام العمل!

پہلا جلسہ 'میلان' میں 'پیازا ابن سیپولیرو' میں ہوا۔ یہ اس ہال میں منعقد ہوا جس کو میلان کی انجمن تجار اور دکانداران نے پیش کیا تھا۔ اجازت بڑی مشکل سے انجمن کے ممبروں کے بحث و مباحثہ کے بعد دی گئی تھی۔ آخر کار معمولی سمجھ ہی کی فتح ہوئی۔ ہم نے اس بات کی ضمانت دی کہ ہوا یا گڑبڑ نہیں ہوگی۔ اس شرط پر ہماری ضرورت کی تکمیل ہو گئی۔

جلسہ خالص سیاسی تھا۔ میں نے 'پاپولو ڈی اٹالیہ' میں اشتہار دیا تھا کہ اس جلسہ کا مقصد ایک ایسی تحریک اور ایک ایسے نئے نظام العمل پر غور و فکر کرنا ہے جو اُن طاقتوں کا مقابلہ کر سکے جس کی وجہ سے فتح کے اثرات زائل ہو رہے ہیں اور قوم تباہ ہو رہی ہے۔

میں نے اس یادگار جلسہ کے ماحول کو 'پاپولو ڈی اٹالیہ' کے اداریوں اور اعلانات سے تیار کیا۔ پھر بھی لوگ زیادہ تعداد میں جمع نہیں ہوئے۔ میرے ایک دوست نے جو ہال میں تھا ان ناموں کی فہرست تیار کی جو دستخط کرنے کو تیار تھے۔ دو دن کی بحث کے بعد ۵۴ اشخاص نے ہمارے نظام العمل پر دستخط کئے اور ہمارے بنیادی اصولوں پر قائم رہنے کا حلف اٹھایا۔

میں نے 'پارٹی' کا نہیں بلکہ 'تحریک' کا ذکر کیا کیونکہ میرا خیال ہمیشہ یہ تھا کہ 'فاسسو' کی

کسی پارٹی سے متعلق نہیں ہونا چاہیئے اور نہ اس کا دامن کسی پرانے یا نئے مکتب خیال سے باندھا جانا چاہیئے۔ "اطالین نائیٹنگ فاسٹی" کا نام بخت آور تھا۔ وہ بہت موزوں تھا ایسے سیاسی عمل کے لئے جس کو تمام پرانے متعلقین اور نظام الاوقات کا مقابلہ کرنا تھا جو اطالیہ کو تباہ کر رہے تھے۔

میں نے محسوس کیا کہ ہم کو صرف اشتراکیوں ہی سے لڑنا نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک ضمنی مقابلہ تھا۔ اس کے علاوہ کئی اور کام تھے۔ تمام نام نہاد تاریخی جماعتوں کے خیالات غیر موزوں اور غیر افادی نظر آتے تھے۔ وہ نمایشی اور ناکافی تھے اور وہ نہ تو غیر متوقع سیاسی ضرورتوں کا ساتھ دے سکتی تھیں اور نہ نئی تاریخ کی تیاری اور جدید زندگی کے نئے حالات کا لحاظ کر سکتی تھیں۔

پرانی جماعتیں خواہ مخواہ اس پرشور نظام العمل سے وابستہ رہیں۔ ان جماعتوں کو اپنے نظریوں کو نئے زمانہ کے موافق بنانے کے لئے بہت کچھ قابل رحم تبدیلیاں کرنی پڑیں۔ اس لئے جیسا کہ بعضوں نے بلا ضرورت کہا اشتراکی عمارت کی مخالفت میں ایک غیر اشتراکی عمارت کی تعمیر ضروری نہ تھی بلکہ بالکل ہی نئے سیاسی خیالات کے تصور کی ضرورت تھی جو بیسویں صدی کی زندہ حقیقت کے مناسب ہوں اور جو ساتھ ہی ساتھ آزادی کی پرستش کی لغویت متعدد جمہوریتوں کی تنگ دامانی اور خاتمہ، اور بالشویت کی خیالی دنیا پر بھی فتح حاصل کر سکیں۔

مختصر یہ کہ میں نے محسوس کیا کہ ایک ایسے اچھے خیال کی شدید ضرورت ہے جو تاریخ کے اس نئے دور میں انسانی زندگی کے لئے زیادہ کارآمد ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو ایک نئے تمدن کا سنگ بنیاد رکھنا لازمی تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے روزانہ نت نئے تجربات اور مشاہدات کے ساتھ میں پوری طرح کوشاں رہا۔ مجھے اپنی منزل کا پوری طرح اور یقین کے ساتھ شعور تھا۔ میرے پیش نظر مسئلہ یہ تھا کہ راستہ، موقع اور شکل معلوم کی جائے۔

وہ مباحث جن پر میں قابو پا سکا تھا میرے بعض خیالات کو مستحکم بناتے ہیں جو آج بھی اس مطمح نظر کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ زندگی کی اس تنقید سے آج تک کے جو واقعات میں آئندہ بیان کروں گا ان میں ہمارے منصوبوں کی ارتقا کی تفصیل ہوگی۔ ہمارے جلسوں میں حرفتی مزدور،

پرانے مداخلتی، جنگ سے علٰحدہ کئے ہوئے وردی پوش عہدہ دار، اور بہت سے "آرڈیٹی"، جن میں ہاتھ سے بم پھینکنے والے فوجی بھی تھے، سب ہی موجود رہتے تھے۔

اطالوی آرڈیٹی، جنگ کی پیداوار تھے۔ ان کا خیال و گیری بالڈی کے جنگجو جذبہ سے پیدا ہوا لیکن ابتدا کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ زمانۂ قدیم میں جب اطالیہ کے مختلف حصوں میں شہریت کا خوشگوار احساس تھا اس کا وجود عمل میں آیا۔ آرڈیٹی نے جنگ کے دوران میں اعلیٰ درجہ کے خدمات انجام دیئے۔ جارحانہ اقدام کے لئے وہ سب سے اچھے فوجی تھے۔ ہاتھوں میں بم اور دانتوں میں خنجر پکڑے ہوئے موت پر لعن طعن کرتے ہوئے اور جنگی ترانے گاتے ہوئے وہ دشمن سے بھڑ جاتے تھے ان میں نہ صرف بہادری کا جذبہ تھا بلکہ وہ ارادے کے بھی پکےّ تھے۔

یہ خاص اطالوی تحریک، جنگ کے بعد باقی رہی۔ ان میں وہی حصہ لیتے تھے جو ارادے کے پکےّ اور جوانمرد تھے۔ مخالف اشتراکی اور مخالف اشتمالی جدوجہد میں "آرڈیٹی" کے جرائت سپاہیوں نے ہی اہم حصہ لیا۔ میں کئی دفعہ ان کا سردار نامزد ہوا اور اب بھی "آرڈیٹی اسوسی ایشن" کا اعزازی صدر ہوں۔ اب اس انجمن نے ایسی شکل اختیار کرلی ہے جس سے شہری اور فوجی جذبات کی بقا مقصود ہے۔

جو اٹالین فاسسٹ آف کمباٹ، کے جلسے میں شریک ہوتے تھے وہ الفاظ بہت استعمال کرتے تھے۔ وہ خوش آیند خوابوں کی تفصیلات ہی پر اپنا زور بیان ختم نہیں کردیتے تھے بلکہ ان کے پیش نظر فتح کی بہر قیمت حفاظت کرنا، کشتوں کی مقدس یاد تازہ رکھنا، اور نہ صرف اموات اور اُن کے پس ماندوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا بلکہ ان معذوروں اور زخمیوں کا بھی خیال رکھنا جو جنگ میں لڑے تھے۔ موجودہ رجحان بہرحال مخالف اشتراکیت تھا اور ایک سیاسی خواہش کی حد تک امید کی جاتی تھی کہ نیا اطالیہ یہ جان لے گا کہ فتح کے اثرات کو کس طرح باقی رکھا جاسکتا ہے اور دغابازی اور غداری کا کس طرح خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور اندرونی فساد اور بیرونی حرص و آز کو کیونکر روکا جاسکتا ہے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو فسطائیت کو سمجھنے سے انکار کرتے ہیں اور بعض ایسے جو خیال کرتے ہیں کہ اس کا باغ بغیر کسی باغبان کے ہاتھ کے خود ہی لہلہا اٹھا۔ مجھے اس وقت یقین تھا کہ اس نئی تحریک کے اہم اصولوں کا تعین کر دینا ضروری ہے۔ اسی لئے میں نے میدان عمل کے تین حصے کئے۔ ایک حسب ذیل تھا۔

"۲۳ مارچ کا جلسہ اُن فرزندان اطالیہ کے نام تہنیتی پیام بھیجتا ہے جو اپنے ملک کی بزرگی اور دنیا کی آزادی برقرار رکھنے کے لئے قربان ہوئے اور اُن معذورین اور زخمیوں سپاہیوں اور سابق قیدیوں کا احترام کرتا ہے جنہوں نے اپنے فرائض ادا کئے۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ انجمن شہر کا جنگ کی طرف سے جو بھی اخلاقی اور مادی مطالبات ہوں گے ان کی حمایت کے لئے تیار رہے گا۔"

دوسرے اعلان کی رو سے اس تحریک میں حصہ لینے والوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہر اُس شہنشاہیت کے خلاف ہوں جو اطالیہ کے درپے آزار ہو۔ اطالیہ کے متعلق 'سوسائٹی آف نیشنز' کی بنیادی منطق کو تسلیم کر لیا گیا اور یہ بھی لازمی قرار دیا گیا کہ بشمول 'فیوم'، اور 'ڈال میٹیا' سرحدوں کو 'آلپس'، اور 'آڈریاٹک' کے درمیان معین کیا جائے۔

تیسرے اعلان میں الکشن کا ذکر تھا۔ اس کی رُو سے اُن امیدواروں کی حمایت ضروری تھی جو خالص اطالوی تھے بلا لحاظ اس کے کہ ان کا تعلق کسی پارٹی سے ہو۔

آخر میں ہم نے تنظیم کا ذکر کیا، ایسی تنظیم جو اس نئی تحریک کے مناسب اور موزوں ہو میں عہدہ داروں کی خشک تنظیم کا طرفدار نہیں تھا۔ یہ خیال معقول سمجھا گیا کہ ہر بڑے شہر میں میرے اختیار کا نمائندہ ہی اس تحریک کو پھیلائے تاکہ ہر ایک حلقہ فسطائی خیالات کا عملی لحاظ سے مرکز ہو سکے۔ ابتدائی مصارف جو چند ہزار لیرا ہوئے 'پاپولو ڈی اٹالیہ' کی آمدنی سے ادا ہوئے۔

ایک مرکزی مجلس پوری تحریک کی قیادت کے لئے قائم کی گئی۔

مجھے اس خیال سے خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا یہ جلسہ ناقابل لحاظ سمجھا گیا۔ اشتراکیوں کے احمقانہ طنز

اور اطالوی احراری جماعت کی تنگ نظری نے اس کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا۔

زبردست احراری اخبار "کوریرے ڈی لاسیرا" نے اپنے کالموں میں اس خبر کو تقریباً بیس سطر کی جگہ دی۔

اطالیہ کی اندرونی سیاسیات غیر مستقل رہی جن لوگوں نے جنگ میں حصہ لیا تھا ان کے بھی خیالات میں تصادم نمایاں تھا ہر طبقہ میں ایک قسم کی تھکن کے آثار پائے جاتے تھے۔ گرجانے جو جنگ کے زمانہ میں بے تعلق تھا اب دخل دینا شروع کیا تاکہ صلح کی گفت و شنید میں اس کی آواز بھی سنی جائے اور اُن سوالات میں دخل دے سکے جن سے جنگ میں حصہ لینے والی قوم کو دلچسپی تھی۔

جہاں تک ہماری قومی زندگی کا تعلق تھا گرجا نے ایک مسیحی جماعت موسوم بہ "پارٹیٹو پوپلیرے" کے قیام تک ہی اپنی کارستانی محدود رکھی۔ اس کا تعلق خاندان، مذہب اور قوم سے مخلصانہ تھا۔ وہ اس وقت اُس انتشار کو روک رہی تھی جو اشتراکی پارلیمانی طریقے کے بالشویک خیالات کی وجہ سے روما کو دوسرے صوبوں سے جدا کر رہے تھے۔ لیکن اس جماعت نے ضرورت سے زیادہ تیزی کی اور اشتراکیوں کے ساتھ مسابقت شروع کر دی۔ فسطائی اور "انٹروِنسٹی" کی بھی مخالفت پر کمربستہ ہو گئی۔ "پاپولر پارٹی" نے دوسری جماعتوں کی طرح جنگ کی مخالفت میں بہت جلد بازی کی۔

سیاسی ہنگامے، فسادات اور ہڑتالیں باری باری سے اور بیزار کرنے والی تکرار سے ہمارے اطالوی شہر میں ہونے لگیں۔

میرے لئے ان حالات پر تبصرہ کرنا ضروری ہے جن سے ہمیں سابقہ پڑا "آرلینڈو" صدر کونسل جس طرح خارجی معاملات کا ماہر بننے کے قابل نہیں تھا اسی طرح اپنی افتاد طبع کی وجہ سے داخلی صورت حال پر قابو نہیں پا سکتا تھا۔ اس کا کام متضاد تھا، جھوٹے جذبات سے پُر۔ وہ اطالیہ کے حقیقی مفادات کو سمجھ نہ سکتا تھا۔ فرانسیسیوں کو وہ نہ جانتا تھا اور

اتحادی اقوام سے کیئے ہوئے معاہدات کا اُسے علم نہ تھا۔ آرلینڈو نے سونی نو کی موجودگی کے باوجود ورسائی میں صلح کی گفت وشنید کے دوران میں تباہ کن اثر ڈالا۔ جہاں تک اطالیہ کا تعلق تھا ولسن تذبذب کے عالم میں تھا، اس قدر کہ ۲۳ر اپریل کو اطالوی وفد کو پیرس سے روانہ ہو جانا پڑا۔ وہ ۵ر مئی کو واپس آیا۔ یہ ایک مشتبہ صورت حال تھی۔ جون میں چیمبر کی رائے کے بعد آرلینڈو کی کابینہ علیحدہ ہو گئی۔ اس اثنا میں ـــــ اور جون میں بھی ـــــ بمقام فیوم، فرانسیسی ملاحوں اور اطالوی سپاہیوں میں سخت جھڑپیں ہوئیں۔

اطالیہ میں اطالوی مفادات اور لائحۂ عمل کے لئے اتنا مضر آدمی کوئی نہیں آیا جتنا اس کے بعد آیا ـــــ "نِٹی"۔ اس کی ہستی زندگی اور مردانہ جدوجہد کے ہر تصور کی نفی تھی اور ہے۔ مالیات کے بارے میں اس کی معلومات کافی اچھی ہیں۔ وہ اپنے بیانات میں گستاخ ہے، اور اپنا ہی خیال کرتا رہتا ہے۔ وہ کابینہ میں ہمیشہ نہایت اہم کام انجام دینا چاہتا ہے۔ چاہے وہ صدر کونسل ہو چاہے محض ایک وزیر۔

جب اس کو اقتدار حاصل ہوا تو اس کا پہلا کام عام معافی عطا کرنا تھا۔ اس عام معافی کے بعد ۲ اور عام معافیاں اس نے عطا کیں۔ پہلی میں عام اصول کا رنگ تھا اس لئے میں نے اس کو پسند کیا۔ لیکن دوسری دو معافیاں عطا کر کے "نِٹی" ایک بڑے اخلاقی جرم کا مرتکب بنا۔ اس لئے کہ اس نے ان لوگوں میں، جنھوں نے قربانی کی تھی اور ان لوگوں میں جنھوں نے جنگ میں قوم سے غداری کی اور دشمن سے تک جا ملے تھے۔ امتیاز مٹا دیا!

"نِٹی" کا سارا کام اشتراکیوں کو خوش کرنے کے لئے مچھلی کا گوندا تھا۔ اس نے مستقبل میں اطالوی جمہوریت کے صدر بننے کی آرزو کو اپنے دل میں جگہ دی۔ اس کی کارروائیاں جن پر لفاظ رہنما کا لبادہ پڑا ہوا تھا، بدامنی اور تباہی کو روک نہ سکیں اور اس میں بعض وقت تو جان کا نقصان بھی ہوا۔ اس نے بالشویزم اور تباہ کن طاقتوں کا مقابلہ کھلے بندوں کبھی نہیں کیا۔ اس نے روٹی کی قیمتیں مقرر کرتے ہوئے ایک حکم بادشاہ کے دستخط سے

جاری کیا۔ اور دوسرے ہی روز اس کو واپس لے لیا۔ اور اس کی جگہ دوسرا حکم جاری کیا جس پر بھی بادشاہ کے دستخط تھے۔

قومی زندگی کا کوئی پہلو نہ تھا جس کو اس نے بحث کے لئے پیش نہ کیا۔ ان سب باتوں سے اشتراکی پھولے نہ سمائے۔ انھوں نے خفیہ طور پر مسکرانا شروع کیا، کیونکہ ان کو انتخاب میں اپنی زبردست سیاسی کامیابی قبل از قبل نظر آنے لگی۔ انتخاب کو تناسب نظام کے تحت ہونا تھا! اشتراکی انتخاب کی لڑائی کے ذریعہ سے اطالیہ کی سیاسی زندگی کے مالک بن جائیں گے! مجھے ایسا معلوم ہوا کہ یہ موسم ہماری مصیبت اور کشمکش کا زمانہ ہے۔

جون ۱۹۱۹ء میں جرمنی کے ساتھ صلح کا معاہدہ ورسائی میں طے پا گیا۔ یورپ کے لئے یہ واقعہ ایک ڈراؤنے خواب کا تتمہ تھا۔ فریب نظری کا دور ہونا، جرمنی کے احتجاج اور اتحادیوں میں طعن و تشنیع، ان سب کی وجہ سے کئی اقوام کو مستقل خطرہ اور تشویش لاحق ہو گئی تھی۔ یہ معاہدہ اس لئے ان کے نزدیک نجات کا باعث تھا۔

برعکس اس کے اس نے اطالیہ کے تصورات کو بالکل پارہ پارہ کر دیا۔ ہم نے جنگ جیت لی تھی۔ ہم سیاسی جنگ میں بالکل شکست کھا گئے تھے۔ ہم باستثنائے 'زارا' پورا 'ڈلمیشیا' کھو رہے تھے، جو ہماری زمین تھی روایت اور تاریخ کی رو سے، رسم و رواج کی رو سے، بولی جانے والی زبان اور مادر وطن کے لئے اہل 'ڈلمیشیا' کی پرخلوص تمناؤں کی رو سے۔ نوآبادیاتی مسئلہ کا تصفیہ ہمارے لئے بالکل منفی طریقہ پر کیا گیا۔ ہماری جیسی قوم کے لئے جو طاقتور اور مردم خیز تھی جس کو خام مواد، منڈیوں اور گنجان آبادی کی وجہ سے زمین کی ضرورت تھی، صرف سرحدات کی بالکل معمولی اصلاح کی گئی اور نوآبادیاتی لوٹ میں زیادہ حصہ دوسروں کو دیا گیا۔

میں اس بے چینی کو محسوس کر سکتا تھا جو ہمارے عوام میں پھیل رہی تھی اور خود جنگجوؤں پر اثر ڈال رہی تھی۔ پھر ایک بار اطالیہ جس نے جنگ میں سپاہیوں، ذرائع، ورثہ اور نوجوانوں کو جھونک دیا تھا، صلح کے سمجھوتہ سے خالی ہاتھ اور مایوس نکل آیا۔

"دِنتی" کی حکومت اپنی پیہم قنوطیت کے ساتھ ہماری حالت کو معاشی اور سیاسی اعتبار سے دیوالیہ کی سی بنا کر پیش کر رہی تھی! خود "دنتی" اس کے اخبارات، اس کے خدام سب اطالوی باشندوں کو یقین دلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ معاہدہ ورسائی ہمارے لئے وہ بہترین نتیجہ ہے جو حاصل کیا جا سکتا تھا۔ پستی کا احساس ہمارے سارے جزیرہ نما پر طاری ہو گیا۔ لیکن ایسے لوگ بہت تھے جو ان المیہ حقائق کو قبول کرنا نہیں چاہتے تھے۔ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ بہت سے اشخاص غمگین خاموشی سے نہایت خوفناک کارروائیوں کا خیال پکا رہے تھے۔

حکومت اس نفسیاتی پلٹے کو غور سے دیکھ رہی تھی، حالانکہ عملی میدان میں وہ سوائے اس کے کچھ نہیں جانتی تھی کہ انتخابی قانون کی مشینری کو ایک شر انگیز تناسب کے ساتھ کس طور پر تیار اور ترمیم کرے۔ تخریب کے میدان میں وہ اس ناقابل بیان فیصلہ پر پہنچی کہ ہوا بازی کے کیمپوں کو برخاست کر دے، اور سب سے بڑھ کر اگست ۱۹۱۹ء میں "کپوریٹو" کے تکلیف دہ حادثہ پر تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ شائع کر دی گئی۔

میں نے اپنے دل میں کہا "مرے پر سو دُرّے" کا معاملہ ہے۔ اشتراکی اخبار "اوانتی" نے جس کے سردست ۳ ایڈیشن (ایک "تیورن" میں، ایک روما میں اور ایک میلان میں) نکلتے تھے فوج کے خلاف ایک خوفناک مہم شروع کر دی تھی۔ چھاپنے والوں کی ہڑتال کی وجہ سے دو مہینہ تک پورے روما میں صرف "اوانتی" ہی شائع ہوتا تھا۔ راستوں پر جو مظاہرے ہوتے تھے اُن میں عہدہ داروں کی ہتک کی جاتی تھی اور ان پر حملہ کیا جاتا محض اس وجہ سے کہ وہ وردی پہنے ہوتے تھے۔ قوم کی عزت ایسے واقعات بیان کرنے میں مانع ہے جن پر بہت کچھ اظہار تاسف کیا جا سکتا ہے۔ چند قسطائی جنھیں مارچ ۱۹۱۹ء پر اعتماد تھا اب اپنے کاروبار میں بڑی دشواریاں محسوس کرنے لگے۔ انھیں تنہا چھوڑ دیا گیا، ان پر حملے کئے گئے اور ان کی جاسوسی کی گئی اور یہ سب کچھ یا تو انقلابی کرتے تھے یا خود حکومت۔

میں ہر روز "پاپولو ڈی اٹالیہ" میں "کمباٹنٹی" کی گرمجوشی، رضاکاروں کی والہانہ جوش

اور اشتراکِ عمل کی ضرورت پیدا ہو جایا کرتا تھا کہ حکومت کو بہادری کی بزرگی کا مرتبہ یا نہ احساس نہیں ہوتا۔ شاعر "گبریل ڈی انزیو" نے جو روما میں رہتا تھا لکھا کہ اس کی منظوری "میرے کارنمایاں سے متعلق پسندیدگی سے لرز رہی تھی"۔

ان سب کے باوجود بھی فتح اپنے اثرات کھو رہی تھی۔ قومی پارلیمنٹ الکشن کے نئے قوانین پر بحث کر رہی تھی اور منظوری دے رہی تھی۔ بدعنوانیاں کرنا اور حکومت کو دھوکا دینا روز کا معمول تھا۔ مباحثوں میں ایسی گپیں اور افواہوں کا طرز تھا اور نچلی دنیا کی ایسی جھلک تھی جس کو جنگ، نیکی اور بہادری سے کوئی تعلق نہ تھا۔

"الکشن! الکشن!! الکشن!!!" میں نے سوچا "اطالوی پارلیمنٹ میں یہی ایک سوال اٹھایا جاسکتا ہے"۔ 'فیوم' میں اطالویوں اور فرانسیسی ملاحوں کے درمیان چپقلش سی ہوگئی تھی اور اس شہر کی آبادی اتحادیوں کے خلاف نفرت کا جذبہ چھپا نہ سکی۔ اس لئے اتحادیوں کے ایک مخلوط دستہ نے اس شہر کو محصور کر لینے کی تدبیر سوچی۔ اس طرح 'فیوم' جو اطالوی مردانگی کی ایک خاص نشانی تھی فوجوں میں گھر گیا۔ یہ نااہلی کی انتہا تھی بلکہ بے وقوفی کی انتہا کہنا چاہیے۔

"ڈی انزیو" جو تنہائی میں تھرا رہا تھا مجھ سے کہنے لگا کہ وہ 'فیوم' کو بہ جبر حاصل کرنے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس کے سوا کوئی اور طریقہ ہی نہ تھا۔ ہر چیز کھوئی ہوئی سی معلوم ہوتی تھی۔ بس مٹھی بھر آدمی شاعر کے ساتھ تھے لیکن وہ ہماری فوج کے بہت ہی آزمودہ سپاہی تھے۔ وہ پرانے رضاکار تھے۔ وہ فسطائی ہی تھے جو روما کی گلی کوچوں اور دوسرے شہروں میں جنگ اور فتح کی لہر محسوس کر رہے تھے۔ وہ مسلح ہو کر 'رانچی' سے نکل پڑے۔

'فیوم' پر قبضہ ایسے وقت میں جبکہ انگریز ملاح اس کو خالی کر رہے تھے بہت جلد ہو گیا۔ حکومت کو جوں ہی اس کی اطلاع ملی وہ حملہ کی مدافعت کے لئے تیار ہو گئی۔ اس نے باغیوں کے خلاف دستے بھیجے۔ لیکن "ڈی انزیو" اور اس کے ساتھیوں نے جو خاموشی کے ساتھ راستہ بنا چکے تھے 'نیٹیان' کو دعوت مبارزت دی۔

"گبریل ڈی انزیو" نے زانچی سے نکلنے سے قبل مجھے حسب ذیل خط لکھا :-

پیارے ساتھی !

پانسہ پڑ چکا ہے، کل میں "فیوم" ہتھیار کے زور سے لے لوں گا۔ اطالیہ کا خدا ہماری مدد کرے ! میں بخار میں بستر سے اٹھا لیکن دیر کرنا ناممکن تھا۔ پھر ایک دفعہ روح جسم پر غالب آگئی۔ "گزٹ ڈل پوپولو" نے جو مضمون لکھا ہے اس کا اقتباس کرو لیکن آخری حصہ پورا رکھو مقابلہ کے دوران میں مقصد پر اڑے رہو۔

میں تم سے بغلگیر ہوتا ہوں

۱۱ ستمبر ۱۹۱۹ء

گبریل ڈی انزیو

اطالوی ماحول جو اتنے عرصہ تک ساکت و جامد تھا "ڈی انزیو" کے نئے اعلان کے تیور دیکھ کر "وسوویس" کی طرح پھوٹ پڑا۔ دوبارہ ہم نے جوش اور اخوت کے اونچے نعرے سنے اور مئی ۱۹۱۵ء کا جوش دوبارہ محسوس کیا۔ ہمارے بہترین لوگوں نے اس لہر کو محسوس کیا جو "نیٹیان گورنمنٹ" کے منہ پر مقدس آزادی پیدا کر رہی تھی۔

فسطائی "فیوم" کے حصول کے خواہش مندوں میں تھے اور وہ اندرونی طور پر اپنے شہر میں "پرانے دَور" نئے "مفتوحین کے خلاف زور آزما تھے۔ اطالوی نو آبادیات کے باشندے جو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے اور جو معاہدہ "ورسائی" کا کرب و بے چینی اور ناقابل بیان خوف کے ساتھ پچھا کر رہے تھے "انزیو" کی مہم کے لئے بڑی بڑی رقمیں بھیجنے لگے۔ "فیوم" نے اپنی رہائی کو قریب محسوس کیا۔ بڑے جوش و خروش کے مظاہرے ہوئے۔ ناانصافی کی تلافی ہو چکی تھی۔ شہر کی پوری طرح حفاظت کی گئی تا کہ وہ پوری طاقت کے ساتھ "نٹی" کی یا بین الاقوامی مداخلت کو روک سکے۔

کونسل کے صدر "نٹی" نے پارلیمنٹ میں اس موقع پر ایک ذلیل رویہ اختیار کیا۔

ایک عام ہڑتال کے ذریعہ اُس نے احتجاج کے خطرناک خیال کو عملی جامہ پہنایا۔ اس نے مشتبہ الفاظ کی مدد سے عوام کو جو اشتراکیت کی طرف مائل ہو رہے تھے اور خصوصاً اشتراکی اور 'راڈیکلس' کو 'ڈی انزیو' کے خلاف راستوں پر مظاہرہ کرنے کے لئے اُکسایا۔

'نٹی' نے یوگوسلیویا' کے وزیر 'ٹرم بک' سے گفتگو کے بعد دیکھا کہ ساری اُلجھی ہوئی اور پست ذہنیت چند بہادر لڑکوں کی قوت ارادی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔ جسمانی خوف ہی کے نتیجہ کے طور پر 'نٹی' خیال اور عمل کے میدان میں آیا۔ جب اس کے مجنونانہ اور افسوسناک خوابوں کی تعبیر اُلٹی ہوگئی تو اُس نے 'فیوم' کو روکی ہوئی طاقت پر قابو پانے کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی سپاہیوں کو دغاباز کہا گیا اور شہر کو محصور کر لیا گیا تاکہ معاشی ضروریات شہریوں کو مجبور کر دیں۔ پارلیمنٹ بند کر دی گئی اور تکلیف دہ متناسب نظام کے ماتحت ۱۶ نومبر ۱۹۱۹ء کو الکشن مقرر کیا گیا۔

الکشن نے ایک لمحہ کے لئے ظاہری امن کو دوبارہ قائم کر دیا۔ ہر پارٹی عوام اور گروہوں کا وزن معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اشتراکی جو جنگ کی بدقسمتیوں کا اندازہ کر رہے تھے اور 'انزیو' کی جد و جہد کو دوسرے جنگ کا پیش خیمہ بتا رہے تھے اس موقع پر ہر دل عزیز تھے۔ گرجا جو سیاسیات میں ہمیشہ سے ایک غیر معین حصہ بنا رہا ہے اس موقع پر دیہات کے پادریوں کے حرکات پر خاص طور سے زور دینے لگا تاکہ 'پارٹیٹو پاپولارے' جو اولاً عامی کیتھولک کی بنا کردہ جماعت ہے۔ گرجا کی خدمت کے سلسلہ میں پارلیمنٹ میں نمایاں حصہ لے سکے۔

احراری، جمہوری، اور بعض راڈیکلس نے ایک ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی جو "منضبط طاقت" کے نام سے موسوم ہوئی۔ وہ قابل تبدیلی اور بلا مقصد تھی۔ وہ ٹکڑیوں میں ایک دوسری ٹکڑی تھی جس کی ہولناکی میں برسوں سے دیکھ رہا تھا۔

میں چاہتا تھا کہ الکشن میں فسطائی اکیلے قسمت آزمائی کریں۔ ہم نے کسی دوسری جماعت سے حتیٰ کہ قوم پرستوں سے بھی جو ہمارے مسلک سے قریب ترین تھے اشتراک عمل نہیں کیا۔ ماحول ہمارے خلاف تھا پھر بھی اپنی جماعت پر بھروسہ کرنا ضروری تھا۔ یہ معلوم کرنا لازمی تھا

خواہ وہ الکشن کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو کہ اطالوی قوم اخلاقی یکجہتی اور اخلاقی بیداری میں ایک فاتح قوم کی حیثیت سے کہاں تک پہنچ چکی ہے۔ میں نے ایک الکشن کی کمیٹی بنائی محدود ذرائع لیکن کافی طاقت کے بل بوتے پر۔ میں نے اطالیہ کے خاص شہروں خصوصاً 'میلان' میں جلسے ترتیب دئے۔

مجھے 'پیازا بل گیوسو' کا جلسہ یاد ہے، وہ کتنی خاص وضع کا تھا؛ وہ مقام 'میلان' کا ایک غیر آباد گوشہ تھا جہاں ایک تاریک رات اور مشعلوں کی روشنی میں میں نے ایک بڑے جلسے کو مخاطب کیا تھا۔ وہاں نہ صرف 'میلان' کے لوگ تھے بلکہ دوسرے شہروں کے بھی باشندے تھے۔ 'بلوگنا، تیورن، روما، اور نیپلز' کے فسطائیوں نے دراصل اپنے نمایندوں کو بھیجا تھا کہ الکشن کی آنے والی جنگ کے متعلق تفصیلی ہدایت حاصل کریں۔

میں نے اس موقع پر بعض اعلانات ایسے کئے جو فسطائی رشتہ میں ابھی تک پروئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے ساری سیاسی جد وجہد میں میری رہنمائی کی۔

میں نے کہا کہ انقلابات کو بالکل ہی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ان پر بحث کی جا سکتی ہے۔ اطالویوں کو روسی بالشویت کی نقل نہیں کرنی چاہیئے۔ سیاسی جد وجہد کی تاریخ میں ہمارے خیال کی بزرگی بھی موجود ہے۔ اس نے ہی موقع اور وقت پر اطالوی ذہانت اور بہادری کے جوہر دکھائے ہیں۔

"اگر ایک انقلاب کو" میں نے کہا "رونما ہونا ہی ہے تو ہر ایک کو خالص اطالوی ہونا لازمی ہے۔ مازانی اور کارلو پیساکینی کی پوری وسعتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ!"

میرے تخیل میں پرانی سلطنت کے خلاف ایک صاف اور مکمل انقلاب کا خاکہ تھا جو ٹلنا نہیں جانتا تھا۔

۱۶ نومبر کو انتخابات ہوئے اور فسطائیوں کو شکست ہوئی۔ مجھے اور ہم سب کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہم میں سے کسی کو اتنے کافی ووٹ نہ ملے کہ وہ پارلیمنٹ کا رکن

بن سکتا۔ بعض قوم پرست روما میں بچ گئے۔ وہ بعد میں عام حیرانی و پریشانی کے دلدل میں قومی تصور کے ترجمان بن گئے۔ 'میلان' میں مجھے اتنے بھی ووٹ نہ ملے کہ میں منتخب ہو سکتا ہمارا ریکارڈ حزن انگیز تھا۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا ہے یہ دلچسپ ہو گیا ہے اور اس کو تمام ہارنے والے یاد رکھ سکتے ہیں۔

ہمارا اضطراب اب شدید ہو گیا۔ مجمع فسطائیت کا مخالف تھا۔ آبادی کے دل میں المیہ فریب نظری کی پرورش ہو رہی تھی۔ اس کے دماغ میں تاریک امید نے جگہ لے لی بالشویزم کی آمد! ذرائع پیدا وار پر قبضہ کرنے کی تدبیر' اطالیہ کے اشتراکیوں کا تسلط!

'لااوانتی' عام اسکیم اور اس کی تفصیلات شائع کر چکا تھا۔ اپنی شکست سے مجھے کسی ذاتی خیال سے کوفت نہیں ہوئی بلکہ اس سے ایک صاف اور واضح تصور ہماری حالت کے مایوس کن ہونے کا سامنے آیا۔ اس اشتراکی اخبار نے اس موقع پر میری نسبت، ایک مختصر اطلاع شائع کی۔ "ایک نعش نہر 'نیوگلیو' سے نکالی گئی ہے" اس اطلاع میں بیان کیا گیا تھا کہ 'نیوگلیو' کی چھوٹی نہر سے جو 'میلان' کو دو حصّوں میں منقسم کرتی ہے ایک نعش نکالی گئی۔ کاغذات کو دیکھ کر کہا گیا کہ وہ نعش 'بنیطو مسولینی' کی تھی —— اس کی سیاسی نعش۔ یہ نہیں بیان کیا گیا کہ اس کی آنکھیں آگے کو گھور رہی ہیں۔

اپنی فتح کی عام ضیافت میں اشتراکی باقاعدہ جلوس جنازہ کی نقل اُتارنا نہیں بھولے۔ سڑکوں پر تابوت کا جلوس نکالا گیا۔ اُس کے اطراف موم بتیاں روشن کی گئی تھیں لیکن اس عجیب جلوس سے اُس کی صفوں کا حال بدظاہر ہوا۔ وہ شہر 'میلان' کے طول و عرض میں سے گذرا —— وہ ایک ایسا شہر تھا جو اب اشتراکیوں کی بلا شرکت غیرے ملک بن گیا تھا۔ یہ جلوس میرے مکان کی کھڑکیوں کے نیچے سے گذرا، جہاں میرے اہل و عیال عام تشویش کے عالم میں سانس لے رہے تھے اور فضا تشدد سے آلودہ ہو گئی تھی۔ میں یہ واقعہ نہیں بھولا ہوں۔ لیکن میں ہمیشہ اس کو جلوسیوں کی زبوں حالی کی روشنی میں دیکھا کرتا ہوں۔

انتخابات میں اشتراکیوں کو پارلیمنٹ میں ۱۵۰ نشستیں ملی تھیں۔ وہ خود اپنی زبردست کامیابی سے خوف زدہ ہو گئے۔ اس صورت حال کو جنوبی اطالیہ نے بچا لیا۔ جو ہمیشہ منظم عمومی حملوں سے زیادہ عوام کا وفادار رہا ہے۔

اس فتح سے اشتراکیوں کے دلوں میں تسلط جمانے کی آرزو نے گھر کر لیا۔ زبردست جلوس سرخ جھنڈیاں لئے ہوئے اور شور مچاتے ہوئے سڑکوں پر نکلتے رہے۔ ہڑتالیں ہفتہ بھر ہوتی رہیں بطور احتجاج نہیں بلکہ بطور اعلان مسرت۔

'میلان' میں ۳۰ ہزار کے ایک مجمع نے مطالبہ کیا کہ سرخ جھنڈا بلدی عمارت پر لہرایا جائے۔ فتح کی مرغ کی اس بانگ کے دوران میں تمام اداروں اور باقاعدہ زندگی کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ قواعد وضوابط چوپٹ ہو گئے۔

کسی کو کام کا خیال نہیں آیا اور سب سے آخر میں یہ واقعہ! مٹھی بھر من چلے اس نشہ کی مزاحمت کرنے لگے۔ اس کی وجہ سے ایک حادثہ کرا یا گیا۔ بم پھینکے گئے۔ چند ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ پارلیمنٹ کے اشتراکی اراکین کا جلوس 'فلیپو توراتی' کی قیادت میں میلان کے گورنر کے دفتر 'پری فتورا' کی سیڑھیوں پر پہنچا ـــــ میری اور فسطائی سرداروں کی گرفتاری کا مطالبہ کرنے کے لئے۔

یہ سیاسی جانبداری کا ایک واقعہ تھا، بیکار اور شرانگیز۔ حکام کمزوری اور خوف ظاہر کرنے لگے۔ وہ اشتراکیوں کو مطمئن کرنا چاہتے تھے۔ لیکن میری واضح اور راست بازانہ سیاسی کارروائی کو اقتدار کے اس غلط استعمال سے نقصان نہیں پہنچا۔ صرف ایک دن کی قید بھگت کر نکلنے کے بعد میں نے اپنے رفقائے کار سے اس سارے کام کے بارے میں مشورہ کیا جو ہمارے سامنے تھا۔ ہم کو اب کیا کرنا چاہیئے؟ ہم کونسی کارروائی کر سکتے ہیں قبل اس کے کہ اطالیہ کا نقصان ناقابل تلافی بن جائے۔

انتخابی حزیمت نے ہماری مرکزی مجلس کو توڑ دیا تھا۔ ہم میں سے اکثر گرفتار ہو چکے تھے

اکثر دھمکیوں کے بعد غائب ہو گئے تھے۔ جب سکون بحال ہوا تو میں نے آہستہ آہستہ "پوپولو ڈی اطالیہ" کے ذریعہ سے ہمارے مقصد کو پھر آگے بڑھانا شروع کیا اور ہمارے نظام کی عمارت کی دوبارہ تعمیر کی کوشش کی۔ متعدد جلسوں میں میں نے اطالیہ کی صورت حال کی نزاکت کو شرح و بسط سے بیان کیا میں نے اپنے طور پر فسطائی جماعت کے خاص زاویۂ نگاہ پر تقریریں کیں۔

اشتراکیوں کی فتح ایک خطرہ تھی، اس لئے نہیں کہ وہ ایک امر واقعہ تھا بلکہ زیادہ تر اس لئے کہ اشتراکی فتح کے بعد ہی تمام نکمّے اور کمزور اشخاص اپنے اپنے سوراخوں میں گھس گئے تھے۔ اس فتح نے اعتدال پسندوں اور جمہوریت پسندوں کو کچل دیا۔ کچھ عرصہ تک حقیر پروپیگنڈا کیا گیا اور جرمنی اور آسٹریا کے شکست خوردہ ممالک کے پریشان کن قصّے عام طور پر پھیلائے گئے۔ بیان کیا گیا کہ پروفیسروں کو ادنیٰ نوکر بننے پر مجبور کیا گیا۔ روسی شہزادیوں کو رقاصہ بنایا گیا۔ جنرل سڑکوں پر دیا سلائیاں بیچتے نظر آئے۔ اشتراکی فتح کے ساتھ ساتھ ان سب خبروں سے تمام طبقوں میں خوف کی ایک لہر پیدا ہو گئی۔ اور مجھے نازک بدعملی اور سیاسی فالج کے واقعات صاف نظر آرہے تھے۔ قدیم جماعتوں کو بلّی کی چال والے اشتراکیوں نے شکست دیدی۔ اِس اشتراکیت کا کوئی مقصد ہی نہ تھا۔ اس کو فتح دوسروں کی بزدلی ہی سے اور آبادی کی عام بے چینی سے نصیب ہوئی۔ یقیناً اس نے ایقان عظیم کے کسی اعلان کی بنا پر فتح حاصل نہیں کی۔

میں نے اپنے جھنڈے کے چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کو بھی نہیں لپیٹا۔ اپنے دفتر ادارت سے، جو روز بروز چھوٹا ہوتا جا رہا تھا، میں نے اپنے قارئین کو جن کی تعداد روز بروز قلیل ہوتی جا رہی تھی، سخت ترین اور تلخ ترین نصیحتیں کیں کہ مزاحمت کرو، مزاحمت کرو، مزاحمت کرو،

میں نے ایڈیٹر کے کمرے سے ایک چھوٹا قلعہ بنایا اخبار کو ہر روز قطع و برید اور

احتساب کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ لیکن مشکلات اور ذرائع کی انتہائی کمی کے باوجود میں اس چھوٹے سے اخبار کو زندہ رکھنے میں کامیاب ہو گیا۔ افلاس کا پتلا ہاتھ میرا گلا گھونٹ رہا تھا۔ میں نے اس کو فروخت کر دیا ہوتا۔ لیکن میں اپنے عزم پر قائم رہا۔

'نٹی'، کی حکومت کے کئی ایلچی میرے پاس آکر مجھے مشورہ دینے لگے کہ جنوبی روس کو جاکر خود اختیار جمہوریتوں کا مطالعہ کروں۔ یہ اس لئے تھا کہ اخبار کی اشاعت بالکل بند کر دی جائے۔ میں اُن کی دہری چال سمجھ گیا۔ وہ میرے ساتھ بالکل اسی طور پر پیش آئے جس طور پر وہ 'ڈی انزیو' کے ساتھ پیش آئے تھے اور اس کو رومائسے 'ٹوکیو' کو قرار ہو جانے کی کوشش کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن 'ڈی انزیو' اب بھی 'فیوم' میں مزاحمت کر رہا تھا اور میں اپنے اخبار کو لیکر فسطائی جماعت کی منتشر صفوں کو دوبارہ ترتیب دے رہا تھا' اور دوبارہ جمع کر رہا تھا۔ میں نے وقتاً فوقتاً جلسے کئے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی میں نے اپنی سرگرمی بند نہیں کی۔ یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ میں فاتح جانور کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے میں ناکام رہا۔

ایک روز انتخابات کے بعد ہی مجھے ڈاک خانہ کے ضوابط کی وجہ سے شخصی طور پر 'میلان' کے صدر ڈاک خانہ کی منی آرڈر کی کھڑکی کے پاس جانا پڑا۔ مجھے چندے حاصل کرنے تھے جو اطالوی ماورائے بحر کی نوآبادیات سے 'فیوم' کی مہم کے لئے بھیج رہے تھے۔ صدر ڈاک خانہ کی بڑی عمارت میں انتخابات کی علامات اب بھی نمایاں تھیں۔ گفتگو سرگوشیوں میں' تحریریں دیواروں پر' یہ سب کچھ وہاں نظر آیا۔ میں اپنے بھائی 'آرنالڈو' کے ساتھ منی آرڈر کی کھڑکی کے پاس گیا۔

بالشویک کلرک نے علانیہ طنز کے ساتھ میرا نام وغیرہ دریافت کیا، وہ "کسی 'بنیٹو مسولینی'،" سے واقف نہیں تھا۔ بحث چھڑ گئی۔ دوسرے بالشویک بھی اس میں شریک ہو گئے۔ انھوں نے مذاق سے بیان کیا کہ کوئی بھی 'بنیٹو مسولینی' کو نہیں جانتا۔ اس

بحث کو جو گستاخانہ اور اشتعال انگیز بھی طول پکڑنے سے ڈاک خانہ کے ایک بوڑھے کلرک نے بچایا، جو ریاست کا وفادار ملازم تھا اور اشتراکیوں کی کامیابی کے نشہ سے بیخود نہیں ہوگیا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ "یہ رقم ادا کردو۔ بیوقوفی کی باتیں نہ کرو۔ مسولینی کا نام نہ صرف اب یہاں مشہور ہے بلکہ ساری دنیا میں مشہور ہو جائے گا"۔ مجھے اس شخص کا نام کبھی معلوم نہیں ہوا۔ وہ سیدھا سادا آدمی تھا۔

اشتراکی فتح کے خلاف ردعمل کی بعض علامات اب ہویدا ہونے لگیں۔ ایک روز اخبار کے ادارتی کمرے میں، جب کہ میرے رفقائے کار پریشان تھے اور میری خدمات کی نسبت مشتبہ تھے، مجھے خود اپنی توقعات اور ایقانات کا اظہار ضروری معلوم ہوا۔

"ڈرومت۔ اطالیہ اس بیماری سے صحت پالے گا۔ لیکن ہماری نگرانی کے بغیر ممکن ہے یہ بیماری مہلک ثابت ہو۔ ہم مزاحمت کریں گے۔ مزاحمت کرو! مجھے بس یہی کہنا ہے۔ درحقیقت دو سال کے اندر اندر میری باری آجائے گی"۔

چوتھا باب

فرسودہ جمہوریت کی کشمکش

مجھے یقین ہے کہ تمام ناکارہ جماعتیں اور پارلیمانی حکومتیں ایک ہی سبب اور ایک ہی طرح سے زوال پذیر ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ میں نے ایک کو ختم ہوتے دیکھا ہے اور اس کی آخری سانسوں کی آواز بھی سنی ہے لیکن یہ وقت ہماری آزمائش کا تھا۔ ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے خوفناک انتشار اور برائیوں کو دیکھا ہے جن کا نظارہ ایک محبِ وطن کے لئے مضحکہ خیز بھی تھا اور ناقابل بیان حد تک المیہ بھی۔ علاوہ ازیں یہ طاقتیں معمولی اور غیر مخلص تھیں۔

۱۶ر نومبر ۱۹۱۹ء کے سیاسی انتخابات نے اطالوی سیاسی زندگی کو ساکت کر دیا تھا۔ ایک بھی ایسا داخلی یا خارجی پالیسی سے متعلق مسئلہ جس کے لئے بہادرانہ عجلت کی ضرورت تھی ایسا نہ تھا جس کی چھان بین کی گئی ہو۔ ہر چیز سیاسی جماعتوں سے متاثر تھی حسبِ عادت وزارت کے اشتراک سے متعلق پیشینگوئیاں ہو رہی تھیں۔

اشتراکی اس موقع پر پیش پیش تھے۔ وہ حکومت کو متواتر پریشان کر رہے تھے جبکہ حکومت خود انتمالیوں کی طرف پہلے سے منہمک تھی

اکیسویں مجلس وضع قوانین کے افتتاح کے موقع پر بادشاہ کی تقریر قریب آ رہی تھی اس تقریب کے سلسلہ میں "نٹی" کو تھوڑی سی پریشانی تھی۔ اس نے اشتراکیوں کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی لیکن وہ بادشاہ کے خلاف پرانی دشمنی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ مجھ سے

پہلے کہا گیا کہ وہ بادشاہ کی تقریر کے وقت ہال میں رہنے سے انکار کریں گے۔

ایوان کے افتتاح کے دن جبکہ بادشاہ پارلیمنٹ کے ہال میں داخل ہو رہے تھے ایک مظاہرہ ترتیب دیا گیا۔ اشتراکیوں نے اپنے اپنے بٹن کے سوراخوں میں گلاب کے پھول لگائے اور وہ ایک جلوس کی شکل میں مزدوروں کی تائید میں اور بین الاقوامیت کے گیت گاتے ہوئے گذرے۔ ان کے ساتھ ایک غیر معین سیاست کا بھونڈا مظاہرہ کرتے ہوئے جمہوری، احراری اور پیاری بھی تھے۔

بادشاہ کی تقریر نے اُن مخالف طاقتوں کا اچھا جائزہ نہیں لیا جو ہمارے قومی اتحاد جیسے اہم مسئلہ کو خطرہ میں ڈال رہی تھیں۔ اس میں 'فیوم' کو نظر انداز کر دیا گیا تھا جو ہمارے قومی جوش کے لئے مشعل راہ تھا۔ تقریر میں بعض شاہی اختیارات سے دستبرداری کی گئی تھی۔ جنگجو سورماؤں، سپاہیوں اور زخمیوں کے حق میں شاہی ترکہ کا ایک کافی حصہ دے دیا گیا تھا کیونکہ یہ بھی وہ نشانیاں تھیں جن سے بے چینی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایسے وقت جبکہ خارجی پالیسی بُری طرح پھنسی ہوئی ہو اور ملک کی معاشی حالت تباہ ہو میں اس کے سوا کچھ اور نہیں دیکھتا تھا کہ وزارتوں کے حصول کے لئے وہی پُرانی کوششیں پارلیمانی دنیا میں نمایاں ہیں۔ پہلے تین مہینوں کے دوران میں 'نٹی' کی وزارت کو ایوان میں تین دفعہ شکست ہوئی پھر بھی وہ باقی رہی۔ اور ہمارا 'پیڈمانٹ' کا ایک پرانا اخبار 'اسٹامپا' جو اعتدال پسند تھا جنگ پر الزام لگانے پر راضی تھا۔ اس نے 'دگیووانی گیولٹی' پر ہی فتح پانے کی کوشش شروع کر دی جو جنگ میں غیر جانبدار رہنے کے خیال کو پھیلانے اور سکھانے والا تھا۔ گرجا یا پوپلر پارٹی کے ساتھ ملکر چاہتا تھا کہ اس غیر معمولی موقع پر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔ اشتراکیوں نے اپنے آپ کو کامیاب کرنے کے لئے بُری طرح ظاہر کیا۔ کامیابی ہی نے انھیں زحمت کی دلدل میں پھنسا دیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ یمینیوں اور اشتمالیوں کے درمیان توازن نہیں کر سکتے تھے۔ ایک طرف قوم تھی اور دوسری طرف سیاست ——— ناکارہ اور کھوکھلی سیاست!

اس اثناء میں "گبریل ڈی انزیو" نیوم میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ خفیہ سیاسی کارندوں کی خوشامدں کو روک رہا تھا جن کا فیوم میں ہم جانتے تھے کہ بازار گرم تھا۔ اس کے سوا حملہ کی روک تھام بھی تھی۔ فسطائی اصول ۱۶ نومبر ۱۹۱۹ء کی انتخابی شکست کے بعد دوبارہ شیرازہ بندی کر رہا تھا اور ہر جگہ روشنی دھندلی تھی اور ماحول خودغرضی اور بزدلی سے پُر تھا اس کے باوجود بھی ہمیں اپنا راستہ سیدھا دکھائی دیتا تھا۔

فسطائیت کی صفوں کو مان لینے میں کوئی ناممکن دشواری نہیں تھی کیونکہ فسطائی جماعت نے ضبط اور جوش سیکھا تھا اور ہم محض انتخابات کی شکست کو برداشت کر سکتے تھے۔ اس کے برخلاف "فلارنس" میں ہوشیار لیڈری شروع ہو گئی تھی۔ جہاں اکتوبر ۱۹۱۹ء میں اٹالین فاسی ڈی کمباٹی منٹو کا پہلا بین الاقوامی جلسہ منعقد ہوا تھا۔ کس قدر خاص جلسہ تھا وہ! متعلقین مجبور رہے کہ پستولوں کی آواز سے جمع ہونے کا حق منوائیں۔ "فلارنس" جو روایتی مہربانی اور مہمان نوازی کے لئے مشہور تھا فسطائیوں کا مخالف ہو گیا چھپی ہوئی مخالفتوں کے باوجود بھی جلسہ ہوا اور ہمارے طرفدار موقع پر قابو پا سکے۔ بڑی طاقت کے ساتھ انھوں نے ہمارے مخالفین کے ہنگاموں کو روکا۔

"فلارنس" کے جلسہ نے حکومت کے حقیقی مسئلہ کو طشت از بام کر دیا۔ ۹ اکتوبر کو اسی سلسلہ میں میں نے ایک تقریر کی اور قوم کے گمراہوں سے بہت صاف صاف درخواست کی۔ دوسرے دن "پاسیلا" کے معتمد نے شاعر "ایف ٹی، مارینٹی" کی چبھتی ہوئی تقریر کے بعد ایک تحریک پیش کی جس میں "فاسی ڈی کمباٹی منٹو" نے سلطنت اطالیہ کی بنیادی تبدیلی کا حق مانگا تھا۔ سیاسی سہولتوں سے معمور وہ ایک ایسا نظام العمل تھا جس کے ذریعہ ایک بالکل نئی سماجی اور معاشی سلطنت بہت جلد قائم ہو سکتی تھی۔

میں نے ترجمانی کی اور مقصد کو بدرجہ اتم پورا کیا۔

اگر وہ مقصد جس کی اب میں تلاش میں ہوں اسی راستہ پر ہے جس پر میں چل کر ترقی کر سکتا ہوں

تو یقیناً اس آزمایش پر تعلیم اور علیبوں کے زمانہ میں میری رہنمائی کے نشانات ملیں گے۔

"فاسسٹی" نظام العمل کو ہر شخص نے پسند کیا۔ حقیقت میں اس میں یہ تنبیہ ضرور ظاہر تھی کہ فسطائی نظام رائج ہو رہا ہے۔ اس نظام میں کسی طرح صنعتی و تجارتی نظام بھی شامل کر لیا گیا اور اس کا شمول قابل لحاظ تھا۔ اسی وجہ سے دس اکتوبر کے دوپہر کے اجلاس میں میں نے معاشی تحریک اور مزدوروں کے خود اختیاری نظام کی تجویز پیش کی۔ ہم نے مبارکباد کا پیام بھیجا اُن تمام متعدد مزدوروں اور ملازمین کی جماعتوں کے نام جو ایسی سیاسی جماعتوں کے جھنڈے تلے آنا نہیں چاہتے تھے جو عوام کو مصیبتوں میں مبتلا کر کے اور دھوکا دیکر اپنی تعریف اور تنخواہ حاصل کرتے تھے۔ مجھے اکثر تعجب ہوتا تھا اگر دوسرے اقوام بھی اسی طرح محسوس کریں۔

جلسہ کی روح رواں جو "فیوم" کو تہنیت کا پیام بھیجنے پر ختم ہوئی ناقابل تسخیر اور جنگ کے پرانے خیال کو جوڑتی تھی۔ میں "فیوم" سے آتے ہوئے جہاں میں طیارہ کے ذریعہ گیا تھا۔ "فلارنس" پہنچا وہاں "گبریل ڈی انزیو" سے ایک طویل، محبت آمیز اور صاف صاف گفتگو اس بارے میں ہوئی کہ اب اطالیہ میں کیا کرنا چاہئیے۔ میرے واپسی کے سفر کے موقع پر اڈریاٹک کے ہوائی طوفان کی وجہ سے مجھے صوبہ "پوڈائن" "ایلو" کی طیارہ گاہ میں اترنا پڑا۔ تاخیر کے خیال سے میں فلارنس کو ریل کے ذریعہ روانہ ہوا، جہاں میں جلسہ کی صدارت کے لئے ٹھیک وقت پر پہنچا اور اس جد و جہد میں حصہ لے سکا جو مخالفین کی روک تھام کے لئے تھی۔ حقیقت میں اندرونی طور پر میں سب حاضرین سے زیادہ پریشان تھا۔

لیکن مجمع کی نظروں میں میں ایک وطن پرست تھا ـــــ جو جد و جہد سکھاتا تھا اور جس نے "پاپولو ڈی اٹالیہ" میں روزانہ مضامین لکھ کر بالشویت کا خاتمہ کیا تھا۔ جلسہ فسطائی طرز پر ختم ہوا۔ ہم نے پھر ملاقات کرنے کی قسم کھائی اور وعدہ کیا کہ فتح خواہ وہ کسی قیمت پر ملے حاصل کریں گے۔

میں "روگنا" جانے کے لئے "فلورنس" سے موٹر میں روانہ ہوا

اس موٹر کو "گائیڈو پنکانی" چلا رہا تھا جو جنگی رضاکار اور طیارہ ران کی حیثیت سے "فلورنس" میں مشہور اور بڑا ورزشی آدمی تھا۔ اسی موٹر میں پنکانی کا برادر نسبتی "کنسٹون گلوانی" اور "لیانڈر وارپنانی" (جو بولونا" ریلوے ورکشاپ میں ملازم تھے) بھی تھے۔ اس وقت تک وہ سیاسی کلبوں میں مشہور ہو گئے تھے۔ جب ہم "فانٹزا" پہنچے تو موٹر "وآرفیم" کی کافی کی دکان کے سامنے رکی، جہاں میں نے اپنے بعض قدیم دوستوں سے ملاقات کی۔ سفر کا سلسلہ جاری رکھنے کے بعد موٹر جو پوری رفتار سے جا رہی تھی ایک ریلوے کراسنگ سے جس کے پھاٹک بند تھے ٹکرائی۔ تصادم اتنا زبردست تھا کہ لوہے کا کٹھرا پارہ پارہ ہو گیا اور موٹر پٹریوں پر جا گری۔ سوائے ڈرائیور "پنکانی" کے ہم سب گڑیوں کی مانند کئی گز دور جا گرے۔ میں زخمی نہیں ہوا اور "وارپنانی" کو خراشیں آئیں۔ ہم دونوں اپنے دونوں دوستوں کے لئے جو درد کے مارے کراہ رہے تھے چیخ چیخ کر مدد طلب کرنے لگے۔ لوگ آئے اور دونوں زخمیوں کو ہماری موٹر میں ڈاکٹر "فانٹزا" کے ہسپتال کو لے گئے۔ علاج کے دوران میں میں نے بھی دونوں مریضوں کی مدد کی۔ میں نے ان کا دل بہلانے کی مقدور بھر کوشش کی۔ بالآخر میں ریل کے ذریعہ پھر "بلونا" روانہ ہوا۔ اس حادثہ کے عواقب اس سے بڑھ کر ہو سکتے تھے لیکن قسمت میرے آڑے آئی۔ میں نے محسوس کیا کہ ہمارے مخالفین کی نفرت میرا تعویذ بن گئی۔

میں کہہ چکا ہوں کہ کس طرح ۱۶ نومبر ۱۹۱۹ء کی انتخابی شکست کے بعد میرے بعض دوست خوف زدہ ہو گئے اور دوسروں نے کہا تھا کہ واقعات کے خلاف جانا کس قدر بے سود ہے وہ کہتے تھے ــــــ کیونکہ اس قسم کے دماغ ہمیشہ ہوا کرتے ہیں ــــــ کہ مخالفین سے عہد نامہ کر لینا بہتر ہے جن کا قبضہ اس زمانہ میں تمام سیاسی جائدادوں اور پارلیمنٹ پر تھا۔ مجھے سمجھوتہ، گفت وشنید اور راضی نامہ کی پیشکش کی گئی۔

میں نے ان کو بالکل مسترد کر دیا۔ میں ایک لمحہ کے لئے بھی ایسے اشخاص سے صلح کرنا

نہیں چاہتا تھا جنھوں نے جنگ میں اطالیہ کو نقصان پہنچایا تھا اور اب امن کے زمانہ میں اس سے غداری کر رہے تھے۔ بہت سے لوگ ——— میرے بہت قریب رہنے والے بھی مجھے نہیں سمجھتے تھے۔ میرے اخبار "پوپولو ڈی اٹالیہ" کے دو ایڈیٹروں نے چلے جانے کی اجازت چاہی۔ انھوں نے بہانہ کیا کہ ان کے سیاسی عقیدے بدل گئے ہیں۔ انھوں نے مجھ پر یہ الزام تک لگایا کہ میں نے انتخاب کی لڑائی میں "پوپولو ڈی اٹالیہ" کی جانب سے جمع شدہ رقم ہضم کر لی۔ میرے لئے یہ ایک تلخ تجربہ تھا۔ میں اپنی مدافعت ان لوگوں کے خلاف کرنے کے لئے مجبور ہو گیا جو میرے دوست رہے تھے۔

میں لمبارڈی کے اخبار نویسوں کی جماعت کے سامنے پیش ہوا اور ان الزامات کی نسبت کہنے سننے کا موقع دئے جانے کا مطالبہ کیا۔ میری صفائی کافی واضح تھی۔ بورڈ واقعات کے مدنظر میرے ساتھ انصاف کرنے کے لئے مجبور ہو گیا۔ اس کے بعد میری کامیابی کی ساعت کا انتظار کئے بغیر میرے اوپر الزام لگانے والوں ہی نے اپنی غلطیوں کی باعزت طور پر معافی مانگی۔

لیکن اس اثنا میں اس واقعہ کو بہانہ بنا کر اشتراکیوں اور "پاپولر پارٹی" کے اراکین نے پادریوں کی سرکردگی میں میرے خلاف سخت غضبناک مہم شروع کی۔ سپاہیوں اور پولیس کو رشوت دی گئی۔ میرے روزمرہ کے کام کاج، میرے ہر فعل، میرے ہر عقیدہ کی خفیہ تحقیقات کی گئی۔ فریب خوردہ، ٹھکرائے ہوئے اور نا سمجھ اشخاص جن کو میری راست بازی اور خوف انگیز ہستی نے کسی نہ کسی طرح سے نشانہ بنایا تھا میرے خلاف کھڑے ہو گئے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ ساری لمبی چوڑی تحقیقات کے باوجود میرے نام پر حرف نہیں آیا۔ رہا رقم کا معاملہ اور دوسرے الزامات، سو میں نے اپنے اخبار میں وہ دستاویزات اور ثبوت شائع کر دیا جس کو ہرگز جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا۔

اس وقت جو نتیجہ نکلا وہ ایک ہی رہا ہے اور میری موت تک ایک ہی رہے گا۔

دیانت کے میدان میں مجھ پر کوئی حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ میرے سیاسی کام کی جانچ اس طور پر یا اُس طور پر کم و بیش ہو سکتی ہے اور اس لئے لوگ مجھے جھنڈے پر چڑھا سکتے ہیں یا غار میں گرا سکتے ہیں۔ لیکن اخلاقی دائرہ میں معاملہ دوسرا ہے۔ آدمیوں کو اس عقیدہ کے ہم آہنگ رہنا چاہیئے جس کے ذریعہ سے وہ آگے بڑھتے ہیں۔ ان کو انتہائی بے غرضی سے کام کرنا چاہیئے۔ سیاست میں راست باز آدمیوں کو رحمدلی اور اخلاص کے احساس سے اپنے سینوں کو روشن رکھنا چاہیئے۔ انھیں اپنے ہم جنسوں سے محبت کرنا، ان کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ ان تمام خوبیوں کو فریب یا خوشامد یا نقصان یا ذلیل مراعات سے داغدار نہ بننے دینا چاہیئے۔ اس بناء پر کم از کم مجھے فخر ہے کہ کوئی بھی (خود میں بھی) میری نسبت کوئی بدگمانی نہیں کر سکتا اور میں دل کی گہرائیوں میں محسوس کرتا ہوں کہ اس قوت کو شکست نہیں ہو سکتی۔ میں باور کرتا ہوں کہ سب سے بڑھ کر یہی چیز میری طاقت اور میری کامیابی کا راز ہے۔

۱۹۲۰ء کے شروع میں اطالیہ ایک نہایت دشوار بین الاقوامی صورت حال میں گھر گیا۔ ادھر تو پیرس میں سیاسی کمیٹی سے لڑ جھگڑ رہے تھے اور ادھر "ولمیشیا" کا زخم جس سے خون بہہ رہا تھا ابھی کھلا تھا۔ "ڈی انزیو" فیوم میں تھا۔ یہ سچ ہے کہ اشتراکیوں کو زبردست انتخابی فتح نصیب ہوئی تھی لیکن روز بروز وہ نہایت کمزور اور وقار کے ساتھ حکومت چلانے کے ناقابل ثابت ہو رہے تھے۔ انتہا پسندوں نے شدید اعتدال پسندوں کا تختہ الٹ دیا لینن کا تنہا زد افسانہ موجود تھا۔ اطالوی اعتدال پسند جماعت اپنے تمام استحقاقات سے دستکش ہو گئی تھی۔ وزارت روز بروز ان لوگوں کے سیاسی استحصال بالجبر کا شکار بننے لگی جو خاص عنایات کے طالب تھے۔ پارلیمنٹ میں بدنظمی اور سڑکوں پر سیاسی نوعیت کی بدامنی تھی۔

ان حالات میں جد و جہد ضروری ہو گئی اگرچہ بعض وقت کامیابی بہت دشوار اور تقریباً ناقابل حصول نظر آنے لگتی۔ میں نے سال کا آغاز "آؤ ہم جہاز چلائیں" کے عنوان سے ایک مضمون سے کیا۔ میں نے لکھا "۲ مذہب دنیا پر تسلط جمانے کے لئے آپس میں

دست و گریبان ہیں ـــــ سیاہ مذہب اور سرخ مذہب ۲ وٹیکنوں سے آج خطوط نکلتے ہیں ـــــ روما سے اور ماسکو سے ہم اپنے آپ کو ان ۲ مذاہب کے پیرو بتاتے ہیں۔ ہم آلائش سے پاک ہیں۔ لڑائی جس بات پر ہو رہی ہے وہ ہمارے نزدیک ثانوی اہمیت رکھتی ہے۔ ہماری نظر میں لڑائی خود ایک انعام ہے، چاہے اس کو کامیابی نہ نصیب ہو۔ آج کی دنیا 'جولین اپاسٹیٹ' کی دنیا سے عجیب مماثلت رکھتی ہے۔ سرخ بال والا 'گیکی لیو'! کیا وہ پھر کامیاب ہوگا؟ یا کامیابی حاصل کرنے والا 'ریمین' کا گیکی لیو' ہوگا؟ کیا تمام بہادرانہ اور جاندار خیالات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا؟

"ان سوالات کا ہمارے معاصرین کی بے چین طبیعتوں پر اثر پڑا۔"

"لیکن اس اثناء میں جہازرانی کی ضرورت ہے، خواہ وہ دریا کے دھارے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور خواہ غلط راستہ چلنے میں زیادہ جوش و خروش دکھانے والوں کی تباہی کیوں نہ منتظر ہو؟"

ان زبردست اختلافات میں اُلجھنے کے لئے بہت کم وقت تھا۔ واقعات بُری طرح پلٹا کھا رہے تھے۔ جنوری کے مہینے میں ایک سخت مباحثہ کے بعد معلوم ہوا کہ ایک ریلوے ہڑتال کی دھمکی کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بعد ہی ٹیپہ خانہ اور ٹیلیفون والوں نے عام ہڑتال کردی جو چھ دنوں تک جاری رہی۔ اس سے نہ صرف شہریوں کا خانگی مفاد تہہ و بالا ہو گیا بلکہ حکومت کا طریقہ رسل و رسائل بھی تہس نہس ہو گیا۔ خیالات کی وہ لہر جو بین الاقوامی موقع کی وجہ سے نازک تر ہو گئی تھی کٹ گئی۔ میں جس کا اڈیٹر رہ چکا تھا اس اشتراکی اخبار 'اوانتی' نے لکھا کہ ڈاک، ٹیلیفون اور ٹیلیگراف جب موجودہ زمانہ کے تعیشات ہیں اور یہ کہ پرانے زمانہ کے لوگ ان کے بغیر بھی بڑے آدمی تھے۔ کون جانتا ہے کہ اس بے وقوفی کا اظہار طعن و طنز کے سلسلہ میں تھا یا اس حماقت کے سلسلہ میں جس کو انتہا پسندی کے اثرات کہنا چاہیئے؟

بلوے کا ظاہری سبب معاشی تھا لیکن اس کی تہہ میں سیاسی حقیقت تھی۔ متوسط طبقے، باضابطہ نظام اور حکومت کے اقتدار کو دھکا لگانا اور اطالیہ میں "سوویٹ" نظام قائم کرنا دراصل مقصد تھا۔ تمام ظاہری آرائشوں اور نقاب کے پیچھے یہی ایک کھلی ہوئی حقیقت تھی۔ یہ محسوس نہیں کیا گیا کہ بدنظمی اور انتشار اگر مواصلات پر قابو پا جائیں تو قوم کو ظالمانہ اقلیت کے چنگل میں کس طرح پھنسا سکتے ہیں۔

عام تکلیفوں اور بزدلی کے درمیان، کمزوروں کی دبی زبان سے شکایتوں اور ناقدوں کے پھسپھسے تبصروں کے درمیان میں ہی اکیلا ایسا تھا جس نے بے باکی کے ساتھ لکھا کہ اگر ملازمین حکومت کا رویہ حکومت کی کمزوری کی وجہ سے صحیح بھی ہے تو قوم کے حق میں بہرحال مضر ہے۔ عوام کو ایک غلط ہڑتال کے اثرات میں مبتلا کرنا اور ان کے حقوق پامال کرنا لوگوں کو جدید شہری زندگی سے محروم کرکے پرانے زمانے کے قبیلوں کے تصادم میں لیجاتا ہے۔

"یہ جھگڑے" میں نے ۱۵ جنوری ۱۹۲۰ء کو اپنے اخبار میں لکھا "حکومت اور اس کے فرائض کے درمیان ہیں۔ وہ مصیبت زدہ جو معاوضہ دینے کے بعد بھی مصیبت اٹھاتا ہے اور وہ مصیبت زدہ جس کے معاوضہ میں اضافہ کا امکان ہے اطالوی قوم کا فرد ہے اور قوم نے اس لفظ کو انسانی اجتماع کے معنوں میں سمجھ رکھا تھا" آگے چل کر میں نے اضافہ کیا۔ "اس قسم کی ہڑتال کے مادی نقصانات بے شمار اور بے حساب ہیں لیکن اندرون اور بیرون ملک کے اخلاقی نقصانات اس سے بھی زیادہ ہیں۔ ہڑتال کے لئے جو وقت کا انتخاب کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو شہنشاہت کی تائید حاصل ہے۔ یہ پیرس کی گفت وشنید کا بڑا موقع ہے۔ اس وقت صرف ایک ہی سوال پیش نظر ہے اور وہ امن کے حصول کا۔ ڈاک، ٹیلیفون، اور ٹیلیگراف والے کیوں نہیں "نٹی" کے پیرس سے واپس آنے تک مزید دو ہفتہ انتظار کرتے؟ کیا یہ انصاف پر مبنی تھا کہ حکومت کو ۱۳ تاریخ کا

الٹیمیٹم دیا جاتا ہے ان تمام باتوں سے تصدیق ہوتی ہے کہ اس کی تہہ میں غلط سیاسی تحریک موجود تھی۔"

ڈاک اور ٹیلیگراف کی ہڑتال ۲۱ جنوری کو ختم ہو گئی لیکن ۱۹ جنوری ہی سے ریلوے ہڑتال شروع ہو گئی۔ وہ ایک فضول ہڑتال تھی۔ سرخ "سنڈیکلزم" کے لیڈر اس کا ہر قیمت اعلان کرنے پر تیار تھے خواہ وہ خود مزدوروں کے احساسات اور مفاد کے کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہو۔ میں نے اس ہڑتال کے بارے میں کہا کہ وہ قوم کے لئے ایک زبردست گناہ ہے۔ ملک کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ اطالیہ ہنگامے اور تشدد کے جنگل میں پھنسا ہوا تھا۔ اجنبیوں نے ہمارے دلکش مقامات چھوڑ دیئے، مہاجنوں میں ایک عام بے اعتمادی کی لہر دوڑ گئی اور حادثات کی افواہیں بین الاقوامی دنیا میں پھیل گئیں اور ساتھ ہی ہماری ڈپلومیٹک گفت و شنید زیادہ سے زیادہ گتھیوں میں الجھ گئی۔

اس انانیت کے بُرے وقت میں قسطانی ہڑتال کے باوجود اپنی جگہ پر اڑے رہنے والے ہمارے آدمیوں کی بعض جماعتوں کو میں نہیں بھولوں گا جنھوں نے اپنے مقصد سے متاثر ہو کر فرائض کی پابجائی میں بلوے کے زمانہ میں بھی کوتاہی نہیں کی۔ انھوں نے ہم وطنوں کے ہتک آمیز برتاؤ اور دھمکیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

اس اثناء میں رائے عامہ کے خیال سے اشتراکی بزدلی محسوس کرنے لگے۔ اور انھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ اپنی ذمہ داری کو اُن لیڈروں سے علیحدہ کر لیں، جنھوں نے ہڑتال کا اعلان کیا تھا۔ اس موقع پر میں نے "پاپولو ڈی اٹالیہ" میں ۲۱ جنوری کو ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا "بہت دیر کی گئی!" میں نے اشتراکیت کی حقیقت کو روشنی میں لانے کی کوشش کی، ان الفاظ کے ذریعہ جو بعد میں پیغمبرانہ ثابت ہوئے۔

"ٹورا ٹینس کو" میں نے لکھا اور اس لفظ سے مراد وہ سب لوگ تھے جو "فلیپو ٹوراٹی" کو جو ممبروں کا لیڈر تھا اپنا سردار مانتے تھے "پہلے ہی بیدار ہونا چاہیے تھا۔

اب موٹر اتار پر جا رہی ہے اور اصلاحات چاہنے والوں کے 'بریک' کوشش میں ہیں لیکن گاڑی نہیں رکتی بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ان لوگوں کی طاقت بھی ختم ہو رہی ہے جو 'لیور' کے زور پر کھینچے جا رہے ہیں۔ اتار کے ختم پر ایک زبردست دیوار ہے جس سے موٹر ٹکرا کر چور چور ہو جائیگی۔ اس کھنڈر سے نصیحت حاصل ہوگی۔ اس کا ذکر ایک فرانسیسی 'لافاؤنٹین' نے بھی کیا ہے۔

"بہرحال بہتر ہوگا اگر کوڑ مغز اشخاص قوم کو تباہ و برباد کئے بغیر معقولیت کی طرف رجوع ہوں۔"

ریلوے کی ہڑتال ۲۹ رجنوری تک جاری رہی اور اس اثناء میں ڈپلومیٹک مباحثے ہماری خارجی پالیسی پر تباہ کن اثر ڈالتے رہے تقریباً اسی زمانہ میں طبقہ واری جھگڑوں نے ایک واقعہ کی راہ سوجھائی جس کا تصور بہت ہی رنگین تھا۔ یہ انتظام کیا گیا کہ 'فیوم' کے مصیبت زدہ بچوں کو 'میلان' لایا جائے۔ وہ ایک تباہ شدہ شہر کی مصیبتوں کو برداشت کر رہے تھے۔ ان کے معاشی ذرائع بالکل نہ تھے اور وہ اپنی مصیبت کے ہی رحم و کرم پر تھے۔ 'وئینا' کے بچوں کے ساتھ، جو ہمارے دشمنوں کے بچے تھے، میلان میں اچھا سلوک کیا گیا تھا۔ کیا یہ بات قابل قبول نہیں تھی کہ 'کوارنیرو' کے اطالوی بچوں کے ساتھ رحم اور محبت کا برتاؤ کیا جائے؟ 'فیوم' کے ایما سے فسطائیوں نے جو مہربانی برتی اس کی آواز سارے اطالیہ میں گونجی۔ راستہ میں ہر جنکشن اور ہر اسٹیشن پر ان بچوں کے خیر مقدم کے لئے زبردست مظاہرے کئے گئے۔ پیرس کے محتسبوں نے ہمیں روکا کہ ان بچوں کی کامیاب بازگشت پر کچھ نہ لکھیں۔ یہ سب اسی نظام العمل کا جز تھا جس کا مقصد ہمارے جوش کو باضابطہ طور پر دبانا تھا اور یہ 'ونٹی' کی سیاسی چالبازی کی نشانی تھی۔

اپنی نازیبا ڈپلومیسی کی طرفداری میں اس شخص نے ایوان میں 'فیوم' کے متعلق

تقریر کی جس میں 'سلیویا' کے باشندوں کے متعلق دوستانہ خیالات کا اظہار کیا۔ اُس وقت 'ولسن' عجیب تجویز پیش کر رہا تھا کہ 'فیوم' اور 'زارا' کو علیحدہ کر دیا جائے اور اُن کی آزادی مجلس اقوام کے اقتدار کے ماتحت تسلیم کر لی جائے۔

دوسرے دن ۸ ر فروری کو میرے اخبار کے پہلے صفحہ پر ایک مضمون چھپا جس کا عنوان تھا "ایچ' ای کا گویا ــــــ کچھوے! کی نازیبا تقریر" گبریل ڈی انزیو نے 'ایف ایس نٹی' کو اس لقب سے مخاطب کیا تھا اور یہ ہر دل عزیز بھی ہو گیا۔ جلی حروف کے نیچے ہی میرا لکھا ہوا اداریہ "مصیبت زدہ" کے عنوان سے تھا۔ اس کو 'پیرس' کی گفتگوئے مصالحت کی تکلیف دہ تاریخ کے مختصر سے ذکر کے بعد میں نے حسب ذیل الفاظ پر ختم کیا تھا۔

"حقیقت یہ ہے کہ نٹی 'پیرس' کو دوبارہ واپس جانے کی تیاری کر رہا ہے۔ وہ پیرس کو اپنی قمیص اتار کر دیدینے کے لئے جانا چاہتا ہے۔ یوگوسلاویا کی ہٹ دھرمی کے آگے ان کی ایک نہیں چلتی اور ہمارے 'کا گویا' صاحب سوائے رونے بسورنے اور پیچھے ہٹنے کے کچھ نہیں جانتے۔ ان کی تقریر کا پورا لہجہ مخدوش، خطرناک حد تک مخدوش ہے۔ نہ مفتوح جرمنی میں اور نہ آسٹریا میں 'نٹی' جیسا مخدوش وزیر ہوا۔ اگر ایسا کوئی ہوتا بھی تو باقی نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ وزیر بھاگتوں کا ساتھی ہے۔ یہ 'موڈی گلیانی' کا وزیر ہے، ایک ایسا شخص جو صلح کو کسی قیمت بھی خریدتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنے کی مسلسل کوشش کرتے ہوئے کہ اطالیہ کے اغراض کرنے والے 'ٹرینٹ' اور 'ٹریسٹی' تھے 'کا گویا' یوگوسلاویا کی مقاومت کو ہتیار کا عطیہ پیش کرتا ہے۔ اس بدتمیز نے جو صلح پیش کی اس کے مقابلہ میں ۱۸۶۶ء کی صلح ایک شہ کار ہے۔ پیرس کے دوسرے سفر میں 'کا گویا' دوسری چیزوں سے بھی دستبردار ہو جائے گا۔ ممکن ہے وہ مقامات 'زارا' یا 'والونا' ہوں بہرحال کون جانتا ہے۔ یہ بھی ناممکن نہیں ہے کہ وہ 'کوریزیا' کو بھی حوالہ کر دے۔ اور شاید 'مان فالکون' کو بھی! 'ماگ لیا منتو' کیوں نہیں؟ ہو سکتا ہے

ہم یوگوسلاویا سے دوستی اس قیمت پر خریدنے کی امید کر سکیں!"

"ایسی بدتمیزیوں کی وجہ سے ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ 'کاگویا' کے اطالیہ کی رعایا ہونے سے تو بہتر تھا کہ 'ناسکی' کی جرمنی کے باشندے ہوتے۔"

"کاپوریٹو اور 'اباکازیما' کے زمانے سے بدتر اور شرمناک دن ہمارے لئے آنے والے ہیں"

"ہم اپنی طاقت دوبارہ حاصل کر لیں گے ـــــ لیکن اس کے لئے کسی کو پہلے قیمت ادا کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑے گا"

حکومت کی داخلی اور خارجی پالیسی اُس زمانے کے ایسے اخبارات میں جو قومی زندگی کے مختلف رجحانات پر اثر انداز ہو رہے تھے بحث مباحثہ چھیڑنے میں ناکام نہیں رہی منجملہ دوسروں کے 'اسٹامپا' بھی جس کا صدر 'سینیٹ' کارکن 'فراساٹی' تھا جو بعد میں برلن میں سفارت کے لئے منتخب بھی کیا گیا تھا میرا انتشانہ تھا۔ اس کے اختیار کئے ہوئے نظام عمل کی وجہ سے میں نے اس پر بُری طرح حملہ کیا۔ اس نے اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کیا تھا گویا کہ وہ ہمارے وطن کو رہا کرے گا۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ 'سینیٹ' کارکن 'فراسائی'، جنگ عظیم میں اطالیہ کے شریک ہونے کا مخالف تھا۔ وہ ہمیشہ اطالیہ کی املیہ اور خونچکان زندگی کے زمانے سے دُور رہا۔ اسی لئے ہماری کامیابی پر جب جنگ ختم ہوئی تو وہ اپنے آپ کو وطن کا رہا کرنے والا ظاہر کرنے کے قابل نہیں تھا۔

"دی کوریرے ڈی لاسیرا"، تمام نہاد احراریوں کے خیال کی نمایندگی کرتے ہوئے 'فیوم' اور 'ڈال ماٹیا' کی تالثی کے خیال کی تائید کر رہا تھا۔ 'ولسن' نے یہ تجویز پیش کی تھی اور 'آلبرٹینی' نے تائید کی تھی جو 'سال ویمنی' اور 'نٹی' کی غلط پالیسی سے متاثر تھا۔ 'لااونتی' جو سرخ نمیتیعیوں کا پرچہ تھا ان تمام بدعنوانیاں اور حجتوں سے فائدہ اٹھا کر مجھے عوام کے آگے مورد الزام ٹھہرایا۔ اور اس ساری مہم کو جو فضول اور غیر موزوں تھی عوام کی جماعت اور پیریس کی تائید حاصل تھی۔ اور یہ تائید زیادہ تر بدنام مذہبی کلبوں کی طرف سے تھی

لیکن اس سے زیادہ اہم یہ بات تھی کہ فسطائیت اور جنگ کی کامیابی کے خلاف ان طاقتوں سے کام لیا جا رہا تھا۔

ہڑتالوں کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں پولیس، سپاہیوں اور شہریوں کے درمیان زبردست تصادم ہوئے اور پارلیمانی مباحثوں میں جو چیز نمایاں ہوئی وہ یہ تھی کہ ایوان کے فرش پر مکابازی شروع ہو گئی۔ یہ قابل رحم نظارے نہ صرف شہریوں اور حکومت کے لئے بلکہ ہماری ساری سیاسی زندگی کے لئے بھی باعث ذلت تھے۔

چند ہی مہینوں کے دوران میں تین مرتبہ وزارت خطرہ میں پڑ گئی، لیکن ہمیشہ و نٹی ہی برسر اقتدار رہا۔ سوال، جیسا کہ جمہوریتوں میں ہمیشہ ہوتا ہے، باہمی رعایتوں کا تھا اور یہ مراعات بہت زیادہ تھیں، قابل رحم تھیں، اور بیکار۔ کسی کو قوم کی سماج کی دوبارہ تعمیر کی فکر نہ تھی، اس قوم کی جس نے ایک خونی جنگ فتح کی تھی اور جس کو اس حقیقت کا مقابلہ کرنا تھا کہ وہ ایک ایسی دنیا میں ہے جہاں حقیقتیں حرکت کرتی ہیں۔ فسطائیت جو بزدلی، مصالحت، اور کہر کے سمندر میں روشنی کے مینار کی مانند تھی جنگ میں مصروف تھی۔ اس کی طاقت میں اندھا دھند پیروی کرنے والوں سے اضافہ ہوا۔ وہ حکومت نٹی کا نشانہ تھی۔ اس نے مجھے نشانۂ ملامت بنایا اور اس کے جریدہ نگاروں نے سیاسی معاملات میں میری تردیدوں کو جمع کرنے کی فضول کوشش کی۔ اشتراکیوں نے جنھیں میری اخلاقی اور جسمانی طاقت کا اچھی طرح علم تھا بدلہ لینے کے لئے مجھے گھیر لیا۔ آخرکار وہ کچھ فاصلہ پر گھومنے لگے وہ محتاط تھے اور حقیقتوں سے دور

ان شاموں میں سے ایک شام کو جب کہ میلان، ان بدمعاشوں کے رحم و کرم پر تھا میں نے اپنے آپ کو 'پیازا ڈل ڈولو' کی ایک کیفے میں جو 'لمبارڈین' کا مرکز تھا محصور پایا۔ جبکہ میں 'مائکل بیانچی' کے انتظار میں کچھ پی رہا تھا ایک سو اشتراکی اور غنڈے کیفے میں داخل ہوئے اور ہتک آمیز فقروں اور گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ مجھے پہچان لیا گیا تھا۔ غالباً وہ اپنا مشترکہ غصہ اتارنے کے لئے مجھے مارنا چاہتے تھے اور اس طرح ایک

عرصہ دراز سے سوچا ہوا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ مجمع بڑھتا ہی بڑھتا گیا اور جب خطرناک حد تک پہنچ گیا تو کیفے کا مالک اور خزانچی عورت نے دوڑ کر جلدی سے دروازے بند کر دئیے۔ اس عورت نے، جیسا کہ اس بدنظمی کے زمانہ میں عام طریقہ تھا۔ باہر چلے جانے کے لئے کہا کیونکہ میری وجہ سے ان کے لئے ایک خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ میں نے اس خواہش کے اعادہ کا انتظار نہیں کیا میں ایسے ہنگاموں کا بلا خوف مقابلہ کرنے کا عادی ہوں۔ ہنگامہ جتنا زیادہ ہوگا اس کے قریب جانے میں آدمی اتنی ہی زیادہ ہمت کرے گا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے آگے جانے میں میں نے کوتاہی کی۔ میں نے لیڈروں کی طرف نظر کی اور کہا "آخر تم مجھ سے چاہتے کیا ہو؟ مجھے مارنا چاہتے ہو؟ تو پھر شروع کرو! لیکن اس کے بعد ہوشیار رہنا کیونکہ جو ہتک تم کرو گے یا صدمہ تم پہنچاؤ گے اس کا تمہیں گراں قدر معاوضہ دینا پڑے گا۔" بھیڑیوں کے اس مجمع کی تصویر میرے ذہن میں ہے۔ وہ خاموش تھے اور ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔ خوف جو ہمت کی طرح متعدی ہے مجمع میں پھیل گیا۔ وہ واپس لوٹے اور منتشر ہو گئے البتہ وہ دور ہی سے آخری ہتک آمیز فقرے سناتے گئے۔

میں نے یہ واقعہ محض اس لئے بیان کیا کہ فسطائی زندگی کے عام واقعات کا یہ ایک نمونہ تھا۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دوسرے واقعات کا خاتمہ اس طرح پرسکون نہیں ہوتا بلکہ مار پیٹ، چاقو کے زخم، گولیاں، حملے، ظلم، زیادتی اور قتل پر ہوتا ہے۔

ان دنوں جنرل "ڈیاز" جو آخری حملہ کا فاتح تھا اور "نٹی" کے درمیان مخالفت بڑھتی گئی۔ معاہدہ لندن جس نے اطالیہ سے کچھ وعدے کئے تھے ٹوٹ گیا۔ "اڈریاٹک" ساحل غیر محفوظ حالت میں تھا۔ ڈپلومیٹک کلبوں میں بے تکی افواہیں پھیل رہی تھیں۔ "یوگوسلاویا" کے باشندوں کے "اڈریاٹک" ساحل پر بس جانے کے خوف نے ناخوش اور غیر مطمئن افراد کو روما میں متحد کر دیا۔ طلباء، پروفیسر، مزدور، شہری اور منتخبہ نمائندے وزراء اور سیاست دانوں کی منت سماجت کر رہے تھے۔ "ڈال میشیا" کو اطالوی زندگی کی بہترین منتخبہ جماعتوں

تائید حاصل تھی۔ ان سب طاقتوں نے اطالیہ کے جنگ میں حصہ لینے کی سالگرہ کے موقع پر ’ڈال میٹیا‘ کی تائید میں ایک پریڈ ترتیب دی جس کا مقصد وطن کے ساتھ وفاداری کا اظہار تھا۔

اس موقع پر دارالخلافہ میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو ابھی ہمارے ذہن میں محفوظ ہے۔ اس سے ایک عام منافرت پیدا ہوگئی ’رائل گارڈز‘ نامی ایک نئے پولیس کے دستہ نے جو نٹی کی مقصد برآری کے لئے قائم کیا گیا تھا اس پریڈ کو آندھی کی طرح آگھیرا اور انتشار کی۔ کئی بے جان ہوئے اور کوئی پچاس کے قریب زخمی۔ روما کی تاریخ میں یہ سب سے زیادہ نازیبا حرکت تھی اور اس حملہ کو ناکافی سمجھ کر ’ڈال میٹیا‘ کے سارے طرفداروں کو جو روما میں تھے گرفتار کرلیا گیا۔ ان میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ بہت کم لوگوں کو احتجاج کی ہمت ہوئی۔ مظلوم بے زبان تھے اور حاکم شریر۔ ایوان میں قوم پرست اہل قلم ’لیوگی سیبسلیانی‘، اور ’نیگل برٹومارٹر‘ نے آواز بلند کی لیکن صدائے بازگشت پیدا نہیں ہوئی ’پاپولوڈی اٹانیہ‘ کے کالموں میں میں نے شکایتوں کے دفتر کھول دیئے۔ جس طریقہ سے عوام کی بے عزتی کی گئی تھی اس قہر کے خلاف میں نے سخت احتجاج کیا۔ اور میری آواز کی گونج ’سینٹ‘ میں پیدا ہوئی، اس ’سینٹ‘ میں جہاں تاریخی موقعوں پر ہمیشہ بڑے آدمی اطالوی زندگی کی عزت، اس کے حقوق اور اس کی شرافت کی پاسداری کے لئے کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔

ارکان ’سینٹ‘ کا ایک گروہ جس کا صدر سپہ سالار ’ڈیاز‘ تھا۔ اس نے حسب ذیل تحریک پیش کی۔

”سینٹ حکومت کے اُن طریقوں پر اظہار افسوس کرتی ہے جن میں ایک ایسے ضبط کی کمی کو برداشت کرلیا گیا تھا جو سلطنت کی طاقت کو توڑ دیتا ہے اور ہماری فوج کی کامیابی اور عوام کی قابل تعریف قوت مقاومت کو گھٹا دیتا ہے۔ ان سے وطن کی بہبودی کے لئے متعدہ کوشش اور شہری ترقیوں کے حصول کے پُر امن طریقے معرض خطر میں پڑ جاتے ہیں

یہ اطالوی روایات کے خلاف ہیں اور یہ اپنی انتہا کو ۲۴ رمئی کے قوم پرستانہ مظاہرے میں پہنچے جس میں بغیر عدالتی کارروائیوں کے "ڈال میٹیا" اور "فیوم" کے طرفداروں کو جو روما کے مہمان تھے گرفتار کرلیا گیا۔"

دستخط کرنے والوں میں "ڈیاز" کے نام کے ساتھ رکن سینیٹ وائی لیوہارٹس جو مشہور مورخ تھا، اڈمیرل تھاؤن ڈی ریول اور اطالوی ثقافت کی کئی اونچی شخصیتیں تھیں۔ دستخط کرنے والوں کی جملہ تعداد ۴۲ تھی جن میں سینیٹ کے چار نائب صدر بھی شامل تھے۔

اس تحریک میں "اطالوی روایات" کو بیدار کرنے کے اعتبار سے سب سے زیادہ جنگ کی اطالوی کامیابی کے ساتھ جو تباہ کن سلوک کیا گیا تھا اس کے خلاف طاقت اور قوت کو جمع کرنے کا احساس موجود تھا۔ "آرمانڈو ڈیاز" اس کا لیڈر تھا۔ "جنرالیسیمو" کے ارد گرد وٹوریو دینیٹو کی کامیابی تھی۔ اس نے دیکھا کہ سپاہی اور سپہ سالار کا اونچا مطمح نظر روز بروز دھندلا پڑ رہا تھا۔

منٹی گورنمنٹ جو زوال رسیدہ جماعت اور مہلک پارلیمانی نظام کا جزو تھی، جس کی پیشانی پر مطلبی سیاست دانوں کی وجہ سے خود غرضی کا کلنک کا ٹیکہ لگا ہوا تھا، جو قوم کی پروا کئے بغیر اپنی طاقت بڑھانے کی کوشش میں تھی اور جس کا کوئی دلیرانہ مطمح نظر نہ تھا تیسری مرتبہ بُری طرح ٹوٹ گئی ——— "گیولٹی" پھر برسراقتدار آیا۔

اتنی ذلتوں کے بعد ظاہر ہو گیا تھا کہ پارلیمنٹ اور سیاسی نظام رعایا کی قسمتوں کی رہنمائی کرنے کے لئے قطعی ناموزوں ہے۔ "نٹی" کی تیسری شکست کے بعد "گیولٹی" برسراقتدار آیا اور اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے وزارت عظمیٰ کو ایک پیشہ بنا رکھا تھا۔ اس کی واپسی سے ہم میں سے بعضوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ نام نہاد دیوالیہ حکومت خود اختیاری کا وصول کنندہ ہے۔

انصاف اس کا مقتضی ہے کہ "گیولٹی" کی خانگی زندگی کو پاک تسلیم کرلیا جائے لیکن اس کی سیاسی زندگی کے متعلق

ایسی پاکی کا تنفق نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو اطالوی زندگی کی خیالی تصویروں پہ اعتماد نہیں تھا۔ دو عملی کا طرفدار ہونے کی وجہ سے اطالوی مسائل کو وہ پارلیمانی اور جمہوری اصول پر حل کرنے کا قائل تھا۔ اس لئے وہ اپنی طبیعت کی خاص افتاد کی وجہ سے جنگ کے زمانہ میں الگ تھلگ رہا۔ فتح کے بعد وہ پھر میدان میں آموجود ہوا اس شخص کی طرح جو اپنا کاروبار بند کرنے کے لئے آتا ہے۔ جو کاروبار وہ بند کر رہا تھا یقیناً خونی تھا مگر اس کے ساتھ ہی بہت ہی شاندار بھی تھا اور خیالی نقطۂ نظر سے متحدہ قوم کی طرح ہماری تاریخ میں کامیاب ترین تھا۔

"وگیولٹی" وزارت کی گھریلو پالیسی کے ظاہرا مقاصد اچھے تھے۔ نٹی کی تکلیف دہ برائیوں کے بعد عوام کو ترغیب دی گئی تھی کہ وہ بغیر کسی عناد کے نئے حاکموں کو قبول کر لیں۔ اجنبی کارندے جنہیں گھریلو سیاسی مدد بھی حاصل تھی البانیہ کے لوگوں کو ہمارے خلاف اکسا رہے تھے۔ یہ سرزمین جو "باری" سے صرف ۱۲ گھنٹوں کے فاصلہ پہ ہے، جو ہمارے تمدن میں ہمیشہ گھلی ملی ہوئی ہے اور جہاں ہماری سلگائی ہوئی چنگاریوں کی بدولت موجودہ شہری زندگی کی روشنی ہوئی دفعتاً ہمارے خلاف باغی ہوئی۔ ۱۹۰۸ء سے ہم "والونا" میں حفظان صحت کی دیکھ بھال کے لئے تھے اور ۱۹۱۴ء سے وہاں ہماری فوج بھی تھی۔ ہم نے وہاں شہر بسایا تھا، شفاخانہ بنایا تھا اور سڑکیں تعمیر کروائی تھیں جو "سرویا" کی فوج کے لئے پناہ بنے تھے جہاں ۱۹۱۶ء میں اس کو شکست ہوئی تھی۔ البانیہ میں ہم نے کروڑوں "لیرے" صرف کئے تھے اور ہزاروں سپاہیوں کو متعین کیا تھا تاکہ اس چھوٹی سی سلطنت ایک منظم طریقہ سے پر باقی رہے اور اس کا مستقبل اچھا ہو۔

میں جانتا تھا کہ البانیہ سے متعلق کسی فیصلہ کن پالیسی کی توقع "وگیولٹی" سے رکھنا بیکار ہے۔ گھریلو جھگڑوں نے جو چالو تھے اس کے دل و دماغ کو معطل کر رکھا تھا اور ایسے میں خارجی پالیسی کی طرف اس کا متوجہ ہونا ناممکن تھا۔ اُن دنوں "معزز سورزا" وزیر امور خارجہ تھا۔ "اڈریاٹک" کے مسئلہ کی تباہی کے لئے یہ کافی تھا۔ اسی اثنا میں ہماری حکومت کی بیوقوفی سے ہماری فوج کو "والونا" چھوڑنا پڑا۔

ہم شکست کی دوسری شکل میں داخل ہوئے۔

۱۹۲۰ء میں ایسی ریل گاڑیوں کو روکنے کی منظم کوشش کی گئی جن میں سپاہی یا پولیس والے ہوں کچھ اسی قسم کی حرکت پادریوں کے ساتھ بھی ہوئی۔ طاقت کے اس بے جا استعمال کے خلاف صرف میں نے ہی آواز بلند کی۔ اطالوی اپنے موقعوں کے متعلق احمقانہ خیالات میں مبتلا تھے اور وہ کچھ اس طرح اندھے ہو گئے تھے کہ انھیں اپنی طاقت اور اپنا غرور تک نظر نہ آتا تھا۔ جو مقاومت کی کوشش کرتے یا دوعملی کے خلاف زبان کھولتے یا حکومت کی پالیسی کی مخالفت کرتے ان پر حکومت خود ہی مقدمے چلاتی۔

"کریلونا" کے ایک اسٹیشن ماسٹر "سینر برگون زوفی" کا ایک واقعہ میرے مشاہدہ سے گذرا۔ اس نے اپنے ماتحت ریلوے کے ملازمین کو حکم دیا کہ اس ڈبہ کو ریل گاڑی میں لگا دیں جس میں "پیاسنزا" کو جانے والے سپاہی تھے۔ اس معمولی سی بات پر "ریلوے سنڈیکیٹ" نے جو اشتراکیوں کے قبضہ میں تھی امور عامہ کی وزارت سے مطالبہ کیا کہ اسٹیشن ماسٹر کو ملازمت سے برطرف کر دیا جائے۔ لیکن چونکہ وزارت نے "سنڈیکیٹ" کا مطالبہ پورا نہیں کیا اور اپنی رائے پر قائم رہی اس لئے میلان میں جس کو اس واقعہ سے بظاہر کوئی تعلق نہ تھا ۱۲ دن تک ریلوے ہڑتال کی گئی۔ میلان جہاں ۹ لاکھ کی آبادی ہے اس طویل عرصہ میں آس پاس کے مقامات سے بے تعلق رہا۔ نہ کوئی آسکا اور نہ کوئی جاسکا البتہ بگھیوں کی قسم کی پرانی سواریوں اور دریائے "ناویگلیو" میں کشتی رانی کے ذرائع استعمال کئے گئے۔

ہمارا سب سے بڑا جدید شہر "میلان" سیاسی انتشار کے زیر اقتدار تھا۔ وہ فوجی عنصر جو آسانی کے ساتھ موقع کو اپنے ہاتھ میں لے سکتا تھا مقامی عہدہ داروں کے رحم و کرم پر تھا۔ انھیں فوج کے لئے روٹی پکانے کے لئے مقامی عہدہ داروں سے آٹا مانگنے کے لئے بھی مجبور ہونا پڑا۔ ضلع "میلان" کی حدود پر جو اسٹیشن تھے ان میں سامان کا انبار لگا ہوا تھا لیکن یہ سب گودام تباہ حال تھے اور بری طرح چور چکوروں کی لوٹ مار میں تھے

آخرکار تیرہ دن بعد ۲۴ جون کی صبح کو ایک جلسہ کے بعد جس میں قتل عام ہوا ریلوے کے متعلقین نے شہریوں کے اشتعال طبع سے متاثر ہوکر مناسب سمجھا کہ دوبارہ کام پر لگ جائیں۔ لیکن سلطنت کا اقتدار مرچکا تھا اور دفن کے لئے تیار تھی تھا۔

'گیولٹی' وزارت مالی مشکلات میں پھنس گئی۔ 'گیولٹی' خود اشتراکیوں کو مطمئن کرنے کے لئے چاہتا تھا کہ جنگ کا سارا نفع چھین لے اور وراثت کا ایک زبردست ٹیکس نافذ کردے۔ اس آخرالذکر قانون سے جو بالکلیہ اشتراکی تھا خاندان کو باپ کے سلسلے سے متعلق نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کے ذریعہ مالک جائداد کے اس حق میں مداخلت کرتا تھا جس کے ذریعہ وہ اپنی دولت اپنے ورثا، کے نام چھوڑ سکتا تھا۔ اس کے اثرات نہ صرف معاشی تھے بلکہ اخلاقی اور سماجی بھی۔ ایک ادارہ کی حیثیت سے سرمایہ عالم طفولیت میں ہے۔ اس کی منتقلی کا حق لازمی طور پر انسانی خواہش، فلاح اور تمدن کے اس آلہ کی ترقی میں معاون ہوگا۔

بین الاقوامی پالیسی کے ماتحت وزیر خارجہ کاونٹ 'سودزا' نے معاہدہ 'اسپا' مرتب کیا' 'پروٹوکول آف ٹرانا' پر دستخط کئے جس میں 'والونا' اور 'البانیہ' سے دست برداری حاصل ہوگئی تھی، ترکی سے 'سیوریے' کا کمزور معاہدہ کیا گیا، اور 'فیوم' کے سوال کو بھی ختم کرنے کی بہرحال کوشش کی گئی۔ آخرالذکر واقعہ معاہدہ 'راپالو' کے بعد ہوا۔ معاہدۂ لندن جس کی رُو سے 'ڈال میٹیا' اطالیہ کو دے دیا گیا تھا بغیر کسی منصفانہ سبب کے کچھ اس طرح گول مول کیا گیا کہ اس پر مزید بحث ہی ناممکن تھی 'سینیٹ' کی ساری کمزور آوازوں میں پرانے وقتوں کی ایک نشانی 'سکیالویا' نے کہا کہ معاہدہ لندن کو جن لوگوں نے اپنی ہوشیاری سے روبہ عمل نہ ہونے دیا اور اس کا اثر زائل کیا وہ اطالوی ہی ہیں"

یہ یقین کرکے کہ خارجی پالیسی کے زوال کی طرف لیجاتے ہوئے سیلاب کو روکنا

ضروری ہے میں نے اپنے فسطائی نظام اور "پاپولو ڈی اٹالیہ" کا استعمال شروع کیا اور کچھ بند تیار کرنے شروع کئے۔ گندے پانی کو روک رکھنا مشکل تھا۔ بہرقیمت اشتمالیت کی طرف رجوع ہونے کا رجحان تھا۔ مجھے اقرار ہے کہ "لینن" کی طاقت نے ایسا اثر پیدا کیا جس کی نظیر صرف دیومالا ہی میں مل سکتی ہے۔ یہ روسی آمر عوام پر چھا چکا تھا۔ اس نے عوام کو مسحور کر لیا تھا اور ان پر کچھ اس طرح کا جادو کر دیا تھا گویا کہ سحر زدہ چڑیا کے نیچے ہیں۔ کچھ دنوں بعد ہی روس میں خوفناک قحط پھیلنے کی اطلاع نے اور ہمارے اس وفد کی مہیا کی ہوئی معلومات نے جو اشتمالیت کا مطالعہ کرنے روس گیا ہوا تھا عوام کی آنکھیں کھولدیں اور روسی جنت کے سراب کی حقیقت بے نقاب ہو گئی۔ جوش رفتہ رفتہ ٹھنڈا پڑتا گیا اور آخر کار "لینن" کا نام صرف ہمارے سیاسی دلدل میں ہاتھ پاؤں مارنے والوں کی زبانوں پر ہی جھنڈے کی طرح لہرانے لگا۔

اطالیہ کی فوجی طیارہ گاہیں بند کر دی گئیں۔ مشینیں بدل دی گئیں۔ بہرحال کچھ کوششیں ایسی بھی ہوئیں کہ ان سے شہری ہوائیات کا کام لیا جائے۔ اس زمانہ کا ایک بہت ہی غمگین اور ڈرامائی واقعہ "وروناً" کی فضا میں ہوا۔ "وینس" سے واپسی پر ایک بڑا طیارہ شہر میں گر پڑا۔ اسی حادثہ میں ۱۶ جانیں تلف ہوئیں جن میں ہوا باز بھی شامل تھے اور "میلان" کے کئی جریدہ نگار بھی تھے۔ اس المیہ سے سارا اطالیہ متاثر ہوا اور عام طور پر ماتم کیا گیا لیکن مجھے دیکھ کر دہشت ہوئی کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر عہدہ داروں نے ہوا بازی کی بحث کو ختم ہی کر دینا چاہا اور جو چند مشین اور دوسرا متعلقہ سامان باقی رہا تھا اس کو برخاست کر دیا۔

عین اسی وقت میں ہوا بازی سیکھنا چاہتا تھا۔ جو طیارہ "وروناً" میں گرا اس کی نگرانی میرے وطن کے ایک ہمسایہ لفٹننٹ "ریڈولفی" کے ذمہ تھی۔ اس کا جنازہ "فورلی" کے قبرستان کو بھیجا گیا۔ میں "فورلی" میں چند دوستوں کے ساتھ آرام لینے کے لئے گیا ہوا تھا۔ میرے وطن میں میرا استقبال سرد مہری سے بلکہ مخالفانہ کیا گیا۔ میرے خوش اخلاق بننے کی ساری کوششیں اور "ریڈولفی" کی موت کے بعد میرا ہوا بازی کا شوق بیکار معلوم ہو رہا تھا۔ ان دنوں

کوئی ایسی چیز جس کی مادی قیمت نہ ہو بے ضرورت سمجھی جاتی تھی۔ وہ زمانہ ایسا تھا جب کہ لوگوں کا خون سفید ہو گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے "گبریل ڈی انزیو" کی کوشش جو سلطنت کی ایک مستحکم صورت بنانے میں "فیوم" میں مصروف تھا عوام کے تصور میں نہ آسکیں۔

لیکن میں نے اسے نہیں چھوڑا اور بار بار اُڑتا گیا۔ "مان ٹوا" پر سے پاپولوڈی اٹالیہ کے عملہ کے ساتھ اڑا۔ میں اپنی طرز روش سے یہ ظاہر کرنے پر تلا ہوا تھا کہ اطالیہ کے امکانات میں سے ہوا بازی کو غائب نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس میں ترقی ہونی چاہیئے خواہ اس سلسلہ میں کتنی ہی تکلیفیں اٹھانی کیوں نہ پڑیں جب کبھی موقع ملتا میں اپنی شخصی مثال پیش کرتا اور میرے دوست احباب بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

عوام کی بڑھتی ہوئی سحر زدہ حالت اور حکومت کی کمزوری کا نتیجہ یہ نکلا کہ ستمبر کی ابتدا میں سارے کارخانوں پر اشتمالیوں نے قبضہ کر لیا۔ کیونکہ وہ پیداوار کے ذرائع پر اپنا تسلط چاہتے تھے۔ مزدور اپنی بچکانی سمجھ سے اور اس سے زیادہ اُن کے سردار جو انھیں دھوکا دے رہے تھے اپنی چالبازی سے یہ ظاہر کر رہے تھے کہ بغیر کسی پیش قیاس منصوبہ کے سارے کارخانوں، ان کی پیداوار اور ان کے انتظام فروخت کی بلاواسطہ تنظیم کر سکیں گے لیکن حقیقت میں گو کہ اس کا عام طور پر احساس نہیں ہوا وہ صرف معمولی قسم کے ہتھیار مثل تلواروں اور چھروں کے سوا اور کچھ بنا نہ سکے۔ ان بچکانی مظاہرے اور نفرت اور بزدلی کے اظہار میں ان کے اکیس۲۱ سے کم دن ضائع نہیں ہوئے۔

ایک دفعہ قبضہ ہونا تھا کہ سارے منیجر، مالک اور مزدور سب کے سب کام کرنے والوں سے جدا ہو گئے۔ تجارتی نشان اور کارخانوں کی علامتیں الگ کر دی گئیں اور کارخانوں کی چھتوں اور دروازوں پر سرخ جھنڈے جن پر "سوویٹ" کی نشانیاں درانتی اور ہتوڑا بنی ہوئی تھیں تالیوں کی گونج میں لہرا دئے گئے۔ ہر ادارہ کی ایک کمیٹی مقرر ہے جس کو اشتراکی اشتمالی قانون کے ماتحت رکھا گیا ٹیلیفون کے ذریعہ ان سب کو

دھمکیاں دی گئیں جو اس تحریک میں حصہ نہیں لے رہے یا ہم جیسے 'پاپولوڈی اٹالیہ' والوں کو جو 'سوویٹ' کی اس خوفناک نقل کے خلاف بغاوت کرنے کی فکر میں تھے۔

کارخانوں پر قبضہ کے بعد ہی بہت ظالمانہ کارروائیاں ہوئیں۔ 'ٹورن' میں جو کہ 'پیڈمانٹ' کا دارالسلطنت تھا اور جہاں شہنشاہیت کی قدیم روایات نیک نام تھیں 'سرخ عدالت' اپنی پوری طاقت کے ساتھ کارفرما تھی۔ 'ماریو سان زینی' کو جو ایک قوم پرست تھا اور جس نے فسطائیت کو قبول کر لیا تھا مزدوروں نے گرفتار کر لیا اور ایک ظالمانہ اور انقلابی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا اور اس کی نعش کو گڑھے میں پھینک دیا گیا۔ کسی نے عیسائی رحم و کرم سے کام لیکر اس کے جسم کو چوطے کے قریب لا پھینکا لیکن چونکہ وہ بھی اُس زمانہ کی حرفت کی طرح سرد تھا اس لئے ایک اور نے جو کچھ رمق جان باقی رہ گئی تھی اس کو بھی ختم کرنے کے لئے اس غریب شہید کے جسم کو خوب ٹھوکریں ماریں۔ 'سان زینی' کا جرم صرف یہی تھا کہ وہ فسطائی تھا۔ ایسا ہی برتاؤ کئی اور لوگوں کے ساتھ کیا گیا۔ عورتیں بھی ایسی بدسلوکی اور ننگ انسانیت مظالم سے بچ نہ سکیں۔ ظاہر ہے کہ آزادی افعال کے اجارہ نے بہیمانہ مظالم کی شکل اختیار کر لی۔

اخبار 'اوانتی' نے اس موقع پر اس بہیمانہ قتل کے متعلق لکھا "زندگی کے دور میں ہو سکتا ہے کہ کوئی قوم پرست ہو' فسطائیت کی حدود میں داخل ہو جائے' موجودہ ضبط و نظم کے رجحانات پر غور و فکر کرے اور آخر کار گرفتار ہو کر قتل کر دیا جائے۔ — یہ قسمت کا معمولی کرشمہ ہے۔"

ہنگامہ خیز مظاہروں کے مواقع کے لئے متعدد اطالوی شہروں کے کارخانوں پر تسلط جمایا گیا۔ 'مان فالکون' 'میلان' اور جزیرہ نما کے دوسرے شہروں میں اموات واقع ہوئیں۔

جس طرح پھونک مارنے سے موم بتی بجھ جاتی ہے اسی طرح ہمارا بیرونی قرضہ ختم ہو گیا
صلح کے بعد بھی ہماری قوم کے لئے دوبارہ سرمایہ فراہم کرنے کا خیال پیدا نہ ہوا تھا اور
ہر شخص اس کی بربادی کو محسوس کر سکتا تھا۔ مطابع نے نوٹ چھاپنے شروع کر دئیے۔
ظاہر ہے کہ اس رقم کا زیادہ چالو ہونا لازمی تھا اور یہ بھی ضروری تھا کہ ہماری معاشی
زندگی کو تباہی سے بچانے کے لئے اس کاغذی سیلاب کو روکا جائے۔ دس سال کے
بعد بھی ہم اس غلط طریقہ کار اور بے راہ روی کے نتائج کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

اس قسم کے مصنوعی مالیات نے ہماری تباہی میں عجلت پیدا کر دی۔ میں نے
اس خدشہ کا ذکر مضامین کے ایک سلسلہ میں کیا جو ایوان کے ایک رکن "میڈا" سے
مباحثہ کے ضمن میں لکھے گئے تھے۔ میں اب کہہ سکتا ہوں کہ اُس بُرے وقت میں کوئی
بھی ایسا نہ تھا جو اطالویوں کی صحیح رہنمائی کرتا۔ مالیاتی معاملات میں ہم سیدھے تباہی
کے منہ میں جا رہے تھے اور "سفورزا" اپنی خارجی پالیسی کی پرانی لکیر پیٹ کر دست برداری
کے اعلانات کا ایک نا نتا باندھ رہا تھا۔ وہ "راپالو" پہنچا اور اسی وقت سے
"فیوم" کا تعلق قطع ہو گیا اور اس شہر کی بے چینی اس شخص کی مانند ہو گئی جو کہ کانٹوں کے
بستر پر ہو۔

چوتھی نومبر کو ہماری فتح کی جب سالگرہ ہوئی تو بیداری کے دوبارہ آثار پیدا ہونے
کا امکان ہوا۔ روما اور میلان دونوں جگہ قوم پرستی کا مظاہرہ ہوا۔ سارے
اطالیہ نے سالگرہ کا جشن منایا اور میں نے بھی۔

لیکن یہ ناپائیدار تھا۔ تقریباً فوراً ہی بعد "بلوگنا" میں پلیس ڈی اکورسیو،
فیریرہ میں پالیس ایسٹنس اور فیوم میں خونی کرسمس کے المیہ واقعات پیش آئے۔

بلوگنا میں مٹھی بھر بہادر فسطائی "ارپناٹی" کی قیادت میں تھے۔ ہمیں معلوم تھا کہ
اشتراکی اپنے متاثرہ رقبہ میں اور ساری وادی میں "بلوگنا" کی نئی شہری سرخ حکومت کے

قیام کی شاندار تیاریاں کر رہے تھے۔ ۲۱ نومبر کو سٹی ہال پالیس کے اونچے میناروں اور خانگی عمارتوں پر سرخ جھنڈیاں بڑی تعداد میں لہرائی گئیں۔ اس کا بھی انتظام کیا گیا تھا کہ کبوتروں کی ٹکڑیوں کو چھوڑا جائے تاکہ وہ بلوگنا کے اشتراکیوں کی مبارکباد دوسرے مقامات تک پہنچا سکیں۔ سارا شہر اشتراکیوں کے قبضہ میں تھا اور وہ سوویٹ کا دستور اختیار کرنے کے قریب تھے۔ شہری حکومت کی اقلیت جو فسطائیوں پر مشتمل تھی جلسہ میں موجود تھی۔ سرخ قمیصیوں نے اس کو ایک دعوت مبارزت سمجھا۔

بلوگنا کی فسطائی جماعت نے جس کا صدر مقام 'مارسالا' نامی ایک سڑک پر تھا' عوام کے نظم کو ہر قیمت پر بچانے کے لئے کئی دستوں کو مرتب کیا۔ دوپہر میں فسطائیوں کی تحقیر و ہتک میں اضافہ ہوا۔ فسطائی جماعت نے اپنے اشتہاروں سے ظاہر کر دیا کہ وہ تہیہ کر چکی تھی اور اس نے عورتوں اور بچوں کو تاکید کر دی کہ دروازہ مقفل کر کے گھر ہی پر رہیں۔ یہ پیش قیاسی کی جا چکی تھی کہ بلوگنا کی گلی کوچوں میں کوئی المیہ ہونے والی ہے۔ بلوگنا کے فسطائیوں کا عزم صمیم جن کی رہنمائی 'ارپیناٹی' کر رہا تھا اشتراکیوں کے لئے تازیانہ تھا نہ صرف اس لئے کہ وہ محسوس کر رہے تھے کہ اب وہ جو چاہے نہیں کر سکتے بلکہ اس لئے بھی کہ ان کے قائد ڈر رہے تھے۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خوف اور بزدلی اطالیہ کی اشتراکی جماعت کی نمایاں خصوصیتیں تھیں۔

اس وقت جب کہ تقریباً تیس فسطائی چھوٹے چھوٹے دستوں کی شکل میں 'آنڈیپن ڈنزا اسٹریٹ' سے جہاں اشتراکیوں کا مجمع تھا نکلنا چاہ رہے تھے ایک عام بھوٹ پڑ گئی اور بدنظمی کے ساتھ شور و غوغا ہونے لگا۔ مجمع کا ایک خوف زدہ حصہ 'وسٹی ہال' کی طرف لپکا اور اس کی کمپونڈ میں داخل ہو گیا۔ اشتراکیوں نے قلعہ کی طرح اس کا محاصرہ کر لیا اور خوف کے مارے یہ سمجھ لیا کہ سب بھاگنے والے فسطائی تھے۔ انھیں ڈر تھا کہ وسٹی ہال' پر کہیں حملہ نہ ہو جائے اس لئے انھوں نے مجمع پر دیوار پر سے دستی بم پھینکنے

شروع کئے جن سے وہ مسلح تھے۔

اس سے مجمع کے عام خوف میں زیادتی ہوئی۔ بہت سے لوگ اشتراکی نظام کے ٹکٹ پھاڑ پھاڑ کر بھاگنے لگے جبکہ "پالیس" کے اطراف اور اس کی کمپاؤنڈ میں ایسے واقعات ہونے لگے "سٹی کونسل" کے ہال میں دفعتاً ایک المناک حادثہ ہوا۔ اشتراکی ارکان جن میں فسطائی حملہ کا ڈر تھا نکل بھاگنے کے لئے راستہ پر جمع ہو گئے۔ ان میں سے کچھ عوام کی اشتراکی جماعت میں جا ملے اور کچھ کونسل کے قدامت پرستوں کی چھوٹی جماعت سے بھڑ گئے۔ اب گولیوں کی آواز ہال سے آنے لگی۔ گارڈ اوندھے منہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ چند تجنیتی اراکین کونسل جن میں گیورڈانی، اوسٹگلیو، بیاگی، چالبوا، مانارسی شامل تھے اپنی جگہ پر مستقل رہے اور ان سے خوف سے بھڑکایا ہوا غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ کسی نے گولی چلائی اوسٹگلیو اتفاق سے بچ گیا۔ لیکن دوسری گولی نے لفٹننٹ گیورڈانی کا کام تمام کر دیا جس نے میدان جنگ میں گولیاں چلائی تھیں اور جو معذور ہو چکا تھا اور جس کے کارناموں سے اشتراکی نفرت کرتے تھے۔ اسی اثناء میں اس خونی بغاوت کے منتظم مجمع پر بم پھینکنے میں مصروف تھے اور اسی سلسلہ میں انھوں نے بھاگنے والے اشتراکیوں کو فسطائیوں کے دھوکے میں بم کا نشانہ بنایا۔ قتل و غارت بہت ہی خوفناک تھا۔

اسی قسم کی ایک واردات کچھ ہی عرصہ بعد فریرا میں ہوئی جبکہ تاریخی قصر "اسٹنسی" میں ایک زبردست اشتراکی مظاہرہ ہونے والا تھا۔ فسطائیوں کا ایک دستہ اس مقام پر جا رہا تھا کہ گولیوں کی ایک پوری باڑھ چلی۔ تین فسطائی قتل ہوئے اور کئی زخمی۔ "فریرا"، بلدیہ اور سارا صوبہ اشتراکیوں کے قبضہ میں تھا۔ یہاں کے عہدہ دار پولیس کو گرفتار کرنے کی دھمکی دی گئی اور عام طور پر ایک انتشار کی لہر دوڑ گئی۔ بلوگنا کی گندی روح "اسٹنسی" کے صوبہ میں بھی کارفرما تھی۔ میں کسی طرح محسوس کرنے لگا تھا کہ کوئی بھی ان المناک حادثوں کے آثار دیکھ سکتا تھا جو ایک یقینی انقلاب کا پیش خیمہ تھے لیکن

سوال یہ تھا کہ انقلاب کس قسم کا ہوگا؟

میں نے فسطائی تحریک کے ذمہ دار پیشواؤں کو میلان میں طلب کیا۔ ان میں پو والی، شمالی اطالیہ، شہروں اور دیہات کے نمائندے شریک تھے۔ گو کہ حاضرین کی تعداد زیادہ نہیں تھی لیکن وہ ہر قسم کے خطرہ کا مقابلہ کرنے کو تیار تھے۔ میں نے انھیں سمجھایا جو ہی مجھے دفعتاً خیال آیا تھا کہ اخباری پروپیگنڈا سے صحیح کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ میدان عمل میں ہنگامہ برپا کرنا ضروری تھا۔

مجھ پر یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ اطالیہ کو سچی طاقت جو کہ ایک تاریخی ذریعہ ہے کے ہی ذریعہ سے بچایا جاسکتا ہے۔

ہماری گذشتہ دور کی جمہوریت ختم ہو چکی تھی۔ اس کی وصیت پڑھی جاچکی تھی جس میں سوائے انتشار کے اور کچھ نہ تھا۔

پانچواں باب

گلشن فسطائیت

بعض موقعوں پر تشدد ایک گہرا اخلاقی اثر نمایاں کرتا ہے۔ ہمارے وطن میں کوئی ایسی جماعت نہ موجود تھی اور نہ زندہ تھی جو ہماری رہنمائی کر سکتی۔ لبرل پارٹی اشتراکیوں کے حق میں دست بردار ہو چکی تھی۔ کوئی ٹھوس اور جدید قومی اتحاد نہ تھا۔

مزدور اور کسان ابھی جاہل تھے۔ وعظ اور تقریر سے ان کے جذبات بھڑکائے نہیں جا سکتے تھے۔ ضرورت تھی کہ موقع کے لحاظ سے انھیں بہادرانہ تشدد کی طرف مائل کیا جائے بس سیدھا طریقہ یہی تھا کہ برائیوں کی طاقتوں کو ان ہی کے میدان میں پچھاڑ دیا جائے۔

ہمارے ساتھ جو لوگ تھے وہ خوب جانتے تھے کہ جنگ کے کیا معنی ہیں۔ ان ہی سے جنگجو اطالوی جتھوں کی تشکیل ہوئی۔ ہماری یونیورسٹیوں کے لڑکوں نے رضاکارانہ خدمات پیش کئے۔ حصول مقصد کے جوش نے انھیں ابھارا اور اپنی تعلیم منقطع کر کے وہ ہمارے ساتھ ہو گئے۔

ہم جانتے تھے کہ گذشتہ کی بزدلی اور غداری کو چھوڑ کر ہمیں یہ جنگ بھی جیتنی ہے۔ اپنے مقصد کے حصول میں ہمیں تشدد، ایثار اور قتل و خون سے کام لینے کی ضرورت تھی۔ ایسا ضبط و نظم قائم کرنا لازمی تھا جن کی عوام کو ضرورت تھی لیکن اس کو زبانی جمع و خرچ اور نفاظی سے یا پارلیمانی اور صحافی مصنوعی جوش و خروش سے حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ہم نے بیداری کا دور از سر نو شروع کیا۔ ہمارے مردہ اجسام میں زندگی کی نئی

رُوح پھونکی گئی۔

سنہ ۱۹۲۱ء کا غمگین سال فیوم کے ڈراما کے المیہ انجام پر ختم ہوا۔ "راپالو" کے معاہدہ کے بعد جس کی رُو سے فیوم کو علٰحدہ کر دیا گیا تھا فیوم میں اطالویوں کی مقاومت ہمیشہ سے زیادہ مضبوط ہو گئی۔ "ڈی انزیو" نے اعلان کیا کہ چاہے کچھ بھی ہو وہ اس شہر کو نہیں چھوڑے گا جس نے بڑی تکلیفیں اٹھا کر اطالوی روح کو زندہ رکھا۔

میں بھی اسی ڈرامائی زندگی میں دن گذار رہا تھا۔ مہم کے پہلے ہی دن سے میں اور "ڈی انزیو" ساتھ ہی ساتھ تھے۔ کم و بیش ایک سال سے میرے ہاں اس کے برادرانہ خطوط آ رہے تھے اور اُن سے مجھے "فیوم" کے جوش و خروش کا صحیح اندازہ ہوتا تھا۔ اس شہر کے پہلے قبضہ ہی سے اس شاعر نے مجھ پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ مستقل مزاجی سے لڑتا رہے گا۔ اس کا ثبوت اس کے اس خط سے ملتا ہے جو اس نے مجھے ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء کو لکھا تھا جس کے ذریعہ سے میرے اخبار کو اس نے اپنا سب سے زیادہ جوشیلا پیام بھیجا تھا۔ اس نے لکھا:۔

مائی ڈیر مسولینی

عجلت میں یہ مختصر سا خط لکھ رہا ہوں۔ میں گھنٹوں کام کرتا رہا ہوں میرا ہاتھ اور میری آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔ میں اپنے بہادر لڑکے "گبرلینو" کے ذریعہ مسودہ بھیج رہا ہوں۔ ضرورت ہو تو تصحیح کر دو، شکریہ! یہ اس کشمکش کا صرف پہلا باب ہے جس کو میں اپنے خاص انداز میں ختم کروں گا۔ اگر جرأت سے کام لیکر اجتناب کیا گیا تو براہ مہربانی خالی جگہ چھوڑ چھوڑ کر ہی احتساب شدہ پورا خط شائع کر دو، اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا دیکھنا چاہیئے!

میں تمھیں پھر لکھوں گا۔ میں آؤں گا۔ مجھے تمھاری استقامت اور موقع اور محل کے لحاظ سے طاقت کا موزوں استعمال بہت پسند ہے۔

مجھے تمہارا ہاتھ مضبوط پکڑ لینے دو۔

تمہارا

گبریل ڈی انزیو

جولائی سے دسمبر تک "فیوم" کی حالت زیادہ نازک رہی۔ ڈی انزیو کی مستقل مزاجی کی وجہ سے "گیولٹی" نے جو اس وقت وزیر اعظم تھا "کاونٹ سورزا" کی اس قرارداد پر قائم رہنے کے لئے جو "راپالو" میں منظور ہوئی تھی شہر کا محاصرہ کرنے کا تصفیہ کیا۔ چونکہ محاصرہ کا نتیجہ تشفی بخش نہیں نکلا اس لئے حکومت نے شہر پر فوجی حملہ کی مدد سے قبضہ کرنے کا تہیا کیا انھوں نے اس کے لئے کرسمس کا موقع تلاش کیا کیونکہ اس ضمن میں دو تعطیلات واقع ہوتے تھے جبکہ اخبارات شائع نہیں ہوتے۔ اطالوی فوجیوں کو اطالوی شہر پر دھاوا بول دینے کا حکم دیا گیا۔ ان کی مدد سے ڈی انزیو کے ساتھیوں کا خون سڑکوں پر بہایا گیا۔ اسی سلسلہ میں کئی اموات واقع ہوئیں۔ تمام اطالیہ پر اس ذلت کا بُرا اثر ہوا۔

اس وجہ سے عام طور پر مصالحت کا رجحان زیادہ ہوا اور اس کے حل کے لئے ایک ترکیب نکالی گئی۔ ڈی انزیو نے اپنے اختیارات شہریوں کی ایک کمیٹی کو دیدئے اور خود "فیوم" چھوڑ کر چلا گیا۔ فیوم کو اس نے سولہ مہینوں سے روک رکھا تھا۔ اب اس نے اس کی قسمت کو اس کے بہترین شہریوں اور ان واقعات کے ہاتھوں میں دیدیا جو بہت تیزی کے ساتھ پختہ ہو رہے تھے، میں نے اس وقت ایک پیام لکھا جس کی گونج سارے اطالوی دلوں میں سنائی دی:۔

"الفاظ کے گورکھ دھندے کی تہہ میں ایک ڈراما جملہ سازوسامان سے مکمل ہے۔ خوفناک آپ کہہ سکتے ہیں، مگر نامکمل! ایک طرف "ریاست کا نصب العین" ہے جس کی ساری جزئیات کا تہیا کر لیا گیا ہے اور دوسری جوشیلا تصور کا نصب العین ہے جو ہر طرح کی قربانی پیش کرنے پر تیار رہے۔ اگر

ہمیں انتخاب کا موقع دیا گیا تو ہم جو بے چین اقلیت ہیں وتصور کے نصب العین ہی کو خاموشی کے ساتھ منتخب کریں گے۔"

چند ہی دنوں بعد چوتھی جنوری ۱۹۲۱ء کو میں نے 'رانچی' کی فوج کے مقتولین کی یادگار میں اپنا سب سے زیادہ جوشیلا مضمون لکھا۔ اس کو ختم اس طرح کیا تھا۔

"جنگ عظیم میں وہ سب سے آخر میں مرے اور اُن کا خون رائیگاں نہیں گیا اطالوی ترنگا جھنڈا اُن کی سلامی اُتارتا ہے اور اطالوی سرزمین ان کو اپنے دامن میں چھپاتی ہے۔ ان کی قبریں مقدس مقبرے ہیں جہاں اُن کی ٹولیاں تہہ خاک کی گئیں۔ 'کارتارو' کے مقتولین شاہد ہیں کہ قیوم اور اطالیہ ایک ہی ہیں ۔۔۔ ایک ہی جسم اور ایک ہی روح! مدبروں کی سیاہی اس کو مٹا نہیں سکتی جس پر ہمیشہ کے لئے خون کی مہر ثبت کر دی گئی ہے۔

"پھر رانچی کی فوج کی عزت کرو، اس کے رہنماؤں انزیو کی، اس کے اُن زندہ اشخاص کی جو واپس آ گئے اور اُن مقتولین کی جو کبھی واپس نہیں لوٹیں گے۔

"وہ وہاں اس لئے رہ گئے ہیں کہ برف پوش پہاڑیوں ۔۔۔ 'نیوسو' ۔۔۔ کی حفاظت کریں!"

تشدد کی ضرورت کی پہلے ہی تصدیق ہو چکی تھی اور ہم میں کا ہر شخص اس کو محسوس کرتا تھا۔ اب وقت آیا کہ عمل کا راستہ صحیح طور پر معین کریں۔ میں نے جو فوجی دستے مرتب کرنے کا کام شروع کیا تھا وہ اب پورا ہوا اور معینہ حدود میں مقررہ کام کی میں نے صاف ہدایتیں دیدیں انھوں نے اپنا مفوضہ کام ضبط و نظم کے ساتھ شروع کیا۔

ہمارے تشدد میں ضبط موجود تھا اور اس کو 'گیری بالڈی' کے فوجی دستوں کی طرح اطاعت گذار رہنے کے لئے تیار کیا گیا تھا اور اس کے سوا انھیں بہادری بھی سکھائی گئی تھی اطالوی جنگجو دستوں کی مرکزی کمیٹی نے میرے زیر ہدایت نہ صرف صوبوں میں بلکہ شہروں میں بھی مقامی انتظام اور فوجی عمل کا خاکہ تیار کیا۔ یونیورسٹیوں سے بہادر لڑکے ہماری مدد کے لئے

شریک ہو گئے اطالوی مدرسوں کے کئی لڑکے مدرسے چھوڑ چھوڑ کر سیاسی زندگی اور فسطائیت میں شریک ہو گئے۔ یہ خواہش مند طلبا بغیر کسی افسوس کے ہمارے ملک کے غداروں سے میدان عمل میں بھڑ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ بعد میں میں نے ہدایت کی کہ نوجوان جانبازوں کو اعزازی ڈگریاں دے دی جائیں کیونکہ انھوں نے اپنی قوم کی حفاظت کے لئے بے باکی سے خون بہایا تھا۔ انھیں میں اطالوی نوجوانوں کا ایک بہترین نمونہ بھی تھا جس نے طریقہ کار کو منضبط کیا تھا اور جس نے جوشیلے اداکاروں کی طرح اشتراکی انتقالی ٹکڑیوں کا مقابلہ کیا اور انھیں تباہ کر دیا جو اپنی جہالت اور بے وقوفی کے جالے میں اطالوی زندگی کے جراثیم کو پھانسنا چاہتی تھیں۔ جہاں کہیں انتشار، تکلیف، دھوکا بازی، بدنظمی وغیرہ کا وجود ہوا وہاں فسطائی دستہ میدان عمل میں کود پڑا۔ سیاہ قمیص —— محنت کی نشانی —— ہماری جنگی وردی تھی۔

لبرل جمہوری حکومت نے فطری طور پر فسطائی تحریک کی راہ میں روڑے اٹکائے اس نے خاص طور پر "رائل گارڈز" پر تکیہ کیا جو کہ قومی تحریک کے خلاف نفرت پھیلانے کا ذریعہ تھا۔ لیکن ہم نے جو ہوشمند بہادر تھے اور جن کے ہاں قابلیت کی صلاحیتیں موجود تھیں قید اور موت کے مقابلہ کو قبول کر لیا۔ جب ہمیں قید خانے لیجایا گیا تو ہم ایک عرصہ تک عدالتی کارروائیوں کے منتظر رہے۔ میرے سپاہیوں پر میرا حیرت انگیز حد تک اثر تھا۔ نوجوانوں نے مجھے مظلوم اطالیہ کا بدلہ لینے والا سمجھا۔ مرتے مرتے لوگوں نے کہا "ہمیں پونچھنے کے لئے سیاہ قمیص دو"۔ میں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ ان کے آخری خیالات "مادر وطن اور ڈوچے" سے متعلق تھے۔ محبت اور گیت بہار پر تھے۔ نوجوانوں کی تحریک نے جس میں غیر ذمہ داری کا لامحدود غصہ ان کی جوانمردی کے طوفان میں بہہ چکا تھا اور جس میں اشتراکیوں کے خوف کی وجہ سے رنگ آمیزی کی گئی تھی لبرل جماعت کی مبہم روش کو مٹا دیا۔ اس بدلتے ہوئے زمانے میں نعرہ ہائے جنگ اور

بیدار ہوتی ہوئی قوم کی آوازیں ہماری قوم کی طاقتوں کو بڑھا رہی تھیں۔

ہماری اموات لاتعداد تھیں۔ اطالیہ کے شہر بیلفش سرخ فنیصی اور نام نہاد وفری میسونؔ کے ادارے جو سیاسی چالبازیوں میں مبتلا تھے فسطائیت کی آمد کا خوف محسوس کرنے لگے تھے۔ اس لئے ہر طرح کوشش کی گئی کہ ہم کو نیچا دکھائیں۔ انھوں نے مکاری کے جال پہلے سے زیادہ ہوشیاری کے ساتھ بچھائے اور دھوکے کی ٹٹیاں بہت عیاری کے ساتھ ہمارے سامنے کھڑی کیں۔ ہر روز عام شاہراہیں اور اطالیہ کے کھلے دیہاتی میدانوں میں قتل و خون کا بازار گرم ہونے لگا۔ اتوار یا کسی تعطیل کے موقع پر حملے زیادہ نمایاں ہوتے تھے۔

میں نے ہمارے تشدد کو ضرورت کے موافق رکھا اور اس نقطہ خیال کو اپنی جماعت کے لڑنے والوں پر خوب واضح کر دیا۔ بعض موقعوں پر انھوں نے بہت افسوس اور تکلیف کے ساتھ میرے ان احکام کی اطاعت کی۔ وہ اپنے ان ساتھیوں کا خیال کر رہے تھے جن کو دھوکا دیکر مار اگیا تھا لیکن وہ ہمیشہ میرے احکام کی تعمیل کرتے تھے اور بہ رضا و رغبت پوری طرح میری اطاعت کرتے تھے۔ اگر میں چاہتا تو ڈٹ کے لڑنے کے لئے حکم دیدیتا اور نوجوان اس کی تعمیل بخوشی کرتے۔ میرے ساتھی مجھے ایک ایسا سردار سمجھتے تھے جس کا کوئی دوسرا نعم البدل نہیں ہو سکتا اور جس کے الفاظ ان کے لئے قانون کا درجہ رکھتے تھے۔

بعض واقعات نے مجھے اتنا متاثر کیا کہ میرے احساسات جاگ اٹھے اور مجھ میں ذمہ داری کا گہرا شعور پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک واقعہ مجھے یاد ہے کہ ایک بیس سالہ نوجوان کاونٹ نکولو فاسکاری کو کسی اشتراکی نے کس طرح دھوکا دیکر خنجر سے قتل کر دیا۔ دو دن تک نزع میں رہ کر یہ نوجوان مرا۔ زخم کی تکلیف اور موت کی پریشانی کے باوجود وہ چاہتا تھا کہ میری تصویر اس کے قریب رہے۔ وہ مرنے کے لئے خوشی سے آمادہ تھا بلکہ اس کو ایک اعزاز سمجھتا تھا اور اس نے مجھ سے سیکھا تھا کہ کس طرح مرنا چاہیئے۔

میں سیاسی جنگوں کے متعلق بے حس ہو چکا تھا۔ میرا رجحان بہادرانہ جنگ کے سوا

باقی سب کا مخالف تھا۔ شہری جھگڑے کی پریشانی میں سمجھتا تھا لیکن جب سیاسی حالات نازک ہو جائیں اور جب کمان ضرورت سے زیادہ جھکا دی گئی ہو تو یا تو تیر سن سے نکل جاتا ہے اور یا پھر تار ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ چند ہی مہینوں کی عملی سرگرمی اور ہنگامہ آرائیوں میں ہمیں وہ سب کچھ جیتنا تھا جو گذشتہ پچاس سالہ خالی خولی پارلیمانی جھگڑوں، سیاسی دغابازیوں، خود غرضی اور شخصی خواہشات کی تکمیل کی گندی فضا، اور ایسے سلوک (جس کے ماتحت حکومت کو میٹھے کا ایک ایسا برتن بنانے کی کوشش کی گئی جس کے اطراف مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں) میں ہم نے کھویا تھا۔

سنہ ۱۹۲۱ء میں میں نے حکومت کے زیر سایہ ایک سیاسی سمجھوتہ کی کوشش کی۔ لبرل اور اشتراکی جماعت کی بے سمجھیاں بہت تھیں لیکن پھر بھی میرے تدبر اور طریقہ کار نے جو میرا اپنا تھا نئی راہیں ڈھونڈھ نکالیں۔ صلح نامہ پر اشتراکیوں نے دستخط کئے لیکن اشتمالیوں نے انکار کیا اور وہی اپنی جارحانہ روش جاری رکھی جس میں انھیں خود اشتراکیوں کی مدد بھی حاصل تھی۔ اس لئے ایک عام صلح نامہ کا تجربہ بے کار ثابت ہوا۔ اشتراکیت نے اطالوی زندگی کو غلط راستہ پر لگایا تھا۔ ہمیشہ امن سوز مخالفین کی کوششوں کا خدشہ تھا اور اسی لئے جھگڑے کا از سر نو آغاز ہو گیا اور یہ آخر تک چلتا رہا لیکن اس کے دوبارہ جاری ہونے سے سنہ ۱۹۲۱ء کی ایک زبردست سیاسی جنگ کا آغاز ہوا۔

میں اس سال کی خوفناک لڑائیوں کا پورا ذکر نہیں کروں گا کیونکہ وہ گذر چکی ہیں۔ لیکن میرے ساتھیوں کے دلوں میں مقتولین کی امٹ یاد باقی ہے۔ فسطائی فوج کے دستوں میں ہر عمر اور ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے، بہت سے ایسی حالت میں جبکہ فتح کا ابھی یقین نہ ہوا تھا لیکن خدا ان کی روحوں پر ابدی نور کی بارش کرے گا اور ان کی نیک زندگیوں اور آخر وقت تک راسخ العقیدہ رہنے کا صلہ عطا کرے گا۔

سنہ ۱۹۲۱ء کے ابتدائی مہینوں میں ''پو ویالی'' میں سخت ہنگامہ ہوا۔ اشتراکی امن تک

پہنچ گئے تھے کہ فسطائیوں کے جلوس میں پر گولیاں چلائیں۔ روما میں ایسا ہی ہوا۔ اس وقت
'لگ ہارن' میں انتشار کی جماعت کی کانگریس ہو رہی تھی تفریق ترقی کر گئی اور ایک انتمالی
جماعت ایسی بنائی گئی جو بعد میں اطالیہ کی سیاسی زندگی میں اس قسم کا قابل نفرت حصہ لینے لگی
میں جانتا تھا اور باوجود چھپانے کے ہر شخص پر ظاہر تھا کہ اس نئی انتمالی جماعت کو 'ماسکو' سے
ہدایات اور امداد ملتی تھی۔ ہم پر اس طرح حملہ کیا گیا جس طرح کہ دوسرے مقامات پر کیا گیا تھا
'ٹریسٹی' میں جو کہ اطالویوں کا محبوب شہر تھا اور جہاں ایمان اور جوش کی سرگرمی تھی
فسطائیوں کا ایک جلسہ ہوا 'ٹریسٹی' کا فسطائی سردار 'گینٹا' تھا جو اطالوی ایوان کا رکن
اور بہادر اور جوشیلا فسطائی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مختلف مواقع پر کس طرح 'سلاویا' کے
حملوں کو روکنا چاہیئے اور کس طرح ان لوگوں کی حماقتوں کو ختم کرنا چاہیئے جو 'ٹریسٹی' میں
اس وقت اقتدار حاصل کر چکے تھے۔ جلسہ 'روزیٹی تھیٹر' میں ہوا۔ وہیں میں نے تقریر کی اور
نہ صرف فسطائیوں کے لیئے اصول بیان کیئے بلکہ ان تمام کے لئے بھی جنھیں اطالیہ کی نئی
اور مکمل پالیسی سے دلچسپی تھی۔ ان پیچیدہ مسائل کے تجزیہ کے بعد جو اس وقت خارجی
پالیسی کو پریشان کر رہے تھے میں نے معاہدہ 'راپالو' کی تنسیخ کا مطالبہ کیا جس کی رُو سے 'سوزرا'
اور 'گیولٹی' نے فیوم سے دستبرداری حاصل کر لی تھی۔ میں نے بہر حال یہ اعتراف کیا کہ اس معاہدہ
کے المیہ اثرات سے جو ایک عرصہ کی پھوٹ کا نتیجہ ہیں بچنا ناممکن ہے۔

"دست برداری کی غلطی" میں نے کہا "آخری وقت میں صلح کرنے والوں سے پوری
طرح متعلق نہیں کی جانی چاہیئے کیونکہ دست برداری کا سوال پارلیمنٹ میں پہلے ہی پیدا ہو چکا
تھا۔ اسی طرح صحافت بلکہ یونیورسٹی میں بھی جہاں ایک پروفیسر نے کتاب بھی شائع کی تھی۔
یقیناً اس نے 'زاگابریا' میں اس کا ترجمہ اپنے خاص انداز میں یہ ظاہر کرنے کے لیئے کیا تھا
کہ 'ڈال میشیا' اطالوی نہیں ہے!

"ڈال میشیا کی المیہ اسی جہالت اور غلط خیال میں پوشیدہ تھی۔ ہمیں امید تھی کہ ہم اپنے

آئندہ کے طرزِ عمل سے ان فاحش غلطیوں کو رفع کرسکیں گے۔ ہم اطالوی "ڈال میٹیا" کو جانیں گے اس سے محبت کریں گے اور اس کی حفاظت کریں گے۔

"معاہدہ کو فسخ کرنے کی دو ہی تدبیریں ممکن تھیں، یا تو بیرونی جنگ چھیڑ دی جاتی یا پھر اندرونی انقلاب برپا کیا جاتا۔ لیکن دونوں طریقے فضول تھے۔ یہ ناممکن تھا کہ کسی راستہ چلنے والے کو پانچ سال کے قتل و خون کے ایک معاہدہ امن کے خلاف اکسایا جاتا۔ معجزہ دکھانا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔

"مداخلت کی تائید میں یہ ممکن تھا کہ اطالیہ میں ایک انقلاب برپا کر دیا جاتا لیکن نومبر ۱۹۲۱ء میں ایک ایسے معاہدہ امن کو منسوخ کرنے کے لئے انقلاب برپا کرنے کا خیال ناممکن تھا جو اچھا ہو یا برا بہرحال سنو امیں ۱۹ لاکھ اطالویوں کا منظور ہ تھا۔"

صاف طور پر یہ سمجھتے ہوئے کہ فیوم کی اہلیہ کے متعلق اطالیہ کی کس قدر غیر یقینی اور تغیر پذیر حالت ہے اور یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ انقلاب کرنا کس قدر ناممکن ہے کیونکہ اس کے قبل از وقت اور یقینی ناکام ہونے کا خدشہ ہے میں نے مستقل طور پر یہ واضح کر دیا کہ ۱۹۲۱ء میں فسطائی سیاسی پروگرام کیا ہونا چاہیئے۔

"ان تمام حالات کے ماتحت" میں نے کہا "یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اطالوی جنگجو ذیل کے حسب مطالبے کرسکتے ہیں:۔

"اول یہ کہ امن کے معاہدوں کی نظرِ ثانی کی جانی چاہیئے اور ان فقروں میں رد و بدل ہونا چاہیئے جو ناقابلِ عمل ظاہر ہوں یا ان کے عمل سے نفرت اور نئے جنگ کے ذرائع پیدا ہوں۔

"دوسرے یہ کہ فیوم کا اطالیہ سے معاشی الحاق کرلیا جائے اور ان اطالویوں کی جانوں کی حفاظت کی جائے جو "ڈال میٹیا" ممالک میں ہیں۔

"تیسرے یہ کہ اندرونی پیداوار کے ذرائع کی ترقی سے اطالیہ مغربی متمول اقوام کی جماعت سے اپنے آپ کو بتدریج الگ کرے۔

"چوتھے یہ کہ آسٹریا، جرمنی، بلگیریا، ترکی، ہنگری سے دوبارہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی جائے لیکن اپنی عزت اور شمالی اور جنوبی حدود کی ضروریات کا پوری طرح لحاظ رکھتے ہوئے

"پانچویں یہ کہ مشرق قریب وبعید کے لوگوں سے جن میں سوویٹ والے بھی شامل ہیں دوستی پیدا کی جائے اور اس میں اضافہ کیا جائے۔

"چھٹے یہ کہ نوآبادیاتی پالیسی میں ہمارے حقوق اور ہماری قومی ضرورتوں کو ظاہر کیا جائے۔

"ساتویں یہ کہ ہمارے سارے ڈپلومیٹک نمائندوں کی یونیورسٹی ٹریننگ کے ذریعہ اصلاح اور بحالی عمل میں لائی جائے۔

"آٹھویں یہ کہ معاشی اور ثقافتی اداروں اور تیز رفتار ذرائع رسل و رسائل سے بحیرۂ روم اور بحر اٹلانٹک کے اس پار کی بھی نوآبادیات تعمیر کی جائیں۔"

میں نے تقریر جو شیلے ایقان پر ختم کی "یہ قسمت میں ہے" میں نے کہا "کہ روما دوبارہ ایسا شہر ہو جائے جو مغربی یورپ کی تہذیب کا مرکز ہو۔ ہمیں یہ حقیقت آنے والی نسلوں پر واضح کر دینی چاہیئے اور اطالیہ میں ایک ایسی قوم کی تعمیر کرنی چاہیے جس کے بغیر انسانیت کی آئندہ تاریخ کا خیال ہی ناممکن ہو۔"

سال ۱۹۲۱ء "ڈانٹے" کی صد سالہ برسی کا سال تھا۔ میں اطالیہ کے مستقبل کا خواب دیکھ رہا تھا، ایسے اطالیہ کا جو آزاد اور دولت مند دونوں ہو اور جس کے دریا بحری بیڑوں سے پُر ہوں اور جس کی زمین کے چپہ چپہ پر کاشت ہو رہی ہو۔ بعد میں ایک لمبا رڈی فسطائی جلسہ میں میں نے فسطائی جنگ کے کچھ خاکے پیش کئے۔ ایک تقریر میں "میلان" کے دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے میں نے کہا کہ فسطائیت نے اپنی انتھک کوششوں سے لوگوں کو روشن مستقبل کے لئے تیار کیا اور قوم پر حکومت کرنے کے قابل بنایا۔ ان تمام بیانات کے ذریعہ قانون اور تشدد کے ذریعہ طاقت حاصل کرنیکا خیال جڑ پکڑ چکا تھا۔ اشتراکی اور اشمالی گو کہ آپس ہی میں بعض نظریوں پر جھگڑ رہے تھے لیکن ظاہر کر رہے تھے کہ

بہ نسبت دوسروں کے وہ فسطائیت کے زیادہ مخالف ہیں۔ اشتمالیوں میں تذبذب نہ تھا۔ ہر روز وہ قانون کی مخالفت کا ثبوت دیتے تھے اور اپنی تباہیوں کو احمقانہ حد تک نظرانداز کئے ہوئے تھے۔

فلارنس میں ایک قوم پرستانہ مظاہرہ کے دوران میں اشتمالیوں کا طاقت حاصل کرنے کے سلسلہ میں حملہ ہوا۔ بم پھینکے گئے اور منتشر فسطائیوں کا پیچھا کیا گیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک نوجوان فسطائی جس کا نام "برٹا" تھا اس موقع پر بیدردی کے ساتھ مارا گیا۔ یہ بدنصیب لڑکا دریائے "آرنو" کے پل پر اچانک گھیر لیا گیا اور اس کو خوب مار پیٹ کر پانی میں پھینک دیا گیا اپنے بچاؤ کے سلسلہ میں لڑکے نے پل کی باڑھ کو اپنے ہاتھوں سے مضبوط تھام لیا تھا لیکن اشتمالیوں نے فوراً موقع پر پہنچ کر اس کے ہاتھوں اور انگلیوں کو اتنا پیٹا کہ اس کی گرفت ڈھیلی ہوگئی اور آخرکار وہ "آرنو" میں گر پڑا اور اس کا جسم دریا کے دھارے پر بہہ گیا۔

اسی ایک خونی واقعہ سے ظاہر تھا کہ اطالیہ میں اشتمالی غصہ کا پارہ کتنا چڑھ چکا تھا۔ گویا کہ یہ ناکافی تھا اور اسی لئے بہت جلد "ایم پولی" کا خونی واقعہ پیش آیا جہاں ملاحوں اور فوجیوں کے ساتھ انتہائی بے دردی برتی گئی۔ اشتمالیوں کی حیوانیت اس سے ظاہر ہوتی کہ انھوں نے ان مقتولین کی لاشوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جیسا کہ جنگل کے وحشی اپنے مقتولین کی لاشوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

اس قسم کا سلوک کچھ ایک ہی صوبہ تک محدود نہ تھا۔ اسی زمانہ میں "کاسالی مان فراٹو" کو گھیر لینے اور قتل کا ہنگامہ کرنے کا واقعہ پیش آیا۔ یہاں کے مقتولین میں دو "مارڈیا" کے باجنتری تھے اور یہاں ایک بہادر "سیزاری ماریا ڈی وجی" بھی زخمی ہوا۔ "میلان" میں منتشر فسطائیوں پر ایک ایک کر کے دھوکے سے حملہ کیا گیا۔ ہماری جماعت کا ایک چہیتا دوست نوجوان "آلڈو سٹی" تمام بے رحمیوں اور پورے وحشیانہ پن کے ساتھ مارا گیا لیکن ۲۳ مارچ کو ایک انتہائی خوفناک واقعہ پیش آیا جس کے اثرات وحشتناک ہوئے۔

اشتمالیوں نے ایک بم "ڈائنا" تھیٹر میں پھینکا۔ یہ تھیٹر امن پسند شہریوں سے جو تماشہ دیکھنے کے لئے آئے تھے بھرا ہوا تھا۔ بم کے حادثہ نے بیس آدمیوں کی جان لے لی اور پچاس مجروح ہوئے۔ تمام اہل "میلان" بدلہ لینے پر تل گئے۔ عوام کے جذبات کو روکنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ فسطائیوں کے دستوں نے اخبار "اوانتی" کے دفتر پر دوسری مرتبہ دھاوا کر دیا اور اس کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ دوسروں نے کوشش کی کہ عمالی ایوان پر بھی حملہ کر دیا جائے لیکن فوج نے فسطائیوں کو روک لیا۔

برسرکار دستوں نے گرد و نواح میں کام شروع کر دیا جہاں اشتمالی اور اشتراکی قدم جمائے ہوئے تھے۔ فسطائیوں کے مستقل اور تیز کام نے شہری نظم کو درہم برہم کرنے والوں کے چھکے چھڑا دئیے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ سیاسی اقتدار معطل تھا اور وہ بدنظمی اور بے ہنگامی کو روک نہ سکتا تھا۔ ۲۶ مارچ کو میں نے تمام فسطائیوں کو "لمبارڈی" میں اکٹھا کیا وہ قطار در قطار "میلان" کی بڑی سڑکوں پر سے گذرے۔ یہ طاقت کا ایک ایسا مظاہرہ تھا جو بھلایا نہیں جا سکتا۔ آخر کار میں نے شہری زندگی اور شہری نظم کی حفاظت کرنے والوں کا بول بالا کر دیا۔ اچھے کاموں کو دوبارہ جنم دینے کا جذبہ پھر پیدا ہوا۔ "ڈائنا" اور فسطائی مقتولین کی مثالیں بہت ہی حوصلہ افزا ثابت ہوئیں۔ اب سب لوگ "رومن لیٹوریو" کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو سکتے تھے اور اُن کی نگرانی اطالوی نوجوانوں کے ذمہ ہو سکتی تھی، اُن نوجوانوں کے ذمہ جنھوں نے جنگ فتح کی تھی اور اب دوبارہ امن چین کی روح پھونک سکتے تھے اور اپنے ضبط و نظم کا پھل پا سکتے تھے۔

"ڈائنا" میں بم پھٹنے سے جو ہلاک ہوئے اُن کی ہمدردی میں جو مظاہرے ہوئے وہ ناقابل فراموش تھے۔ اس دن سے دہشت پیدا کرنے والوں کو کچل دینے کا جذبہ برابر ترقی کرتا گیا۔ اب ایسے ناپسندیدہ لوگوں کو چوہوں کی طرح بلوں میں بند کر دیا گیا اور چند عمالی ایوانوں کے قلعوں اور اضلاع کے کلبوں میں محصور کر دیا گیا۔

میری زندگی پُرعمل تھی۔ ہر صبح میں "پاپولوڈی اٹالیہ" کے ذریعہ نہ صرف میلان کو بلکہ، اطالیہ کے اُن سارے مخصوص مقامات کو جہاں قومیت اور سیاسی زندگی جنم لیتی ہے دِن بھر کی خبریں پہنچاتا تھا۔ فسطائی جماعت کی رہنمائی میں مستقل مزاجی سے کرتا تھا۔ مجھے اعتراف کرنا چاہیئے کہ میں نے بعض احکام بہت سخت دئیے تھے۔ میرے کان اُن خبروں کے لیئے بھی کھلے ہوئے تھے جو مجھ تک ہمارے مختلف صوبجاتی انتظام کے متعلق پہنچتی تھیں۔ میں اپنے دشمنوں کی کارگزاریوں پر بھی نظر رکھتا تھا۔ میں نے فسطائیوں کے لیئے سیدھا راستہ معین کیا اور ہمارے طریقہ کار میں ضروری ترمیم کے لیئے آزادی کے مواقع فراہم کئے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ فسطائی جیسی خالص تحریک میں کسی اور چیز کی آمیزش کروں اور نہ یہ گوارا کر سکتا تھا کہ نوجوانوں کا ڈنڈا جو فسطائی تحریک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اُن بڈھوں کے ڈانڈے سے ملاؤں جن میں تجارتی اتحادی، پارلیمانی مصالحتی اور اطالوی آزادی کی جھوٹی نمایش موجود تھی۔

اُن بہت سی مستقل تبدیلیوں میں سے جو میری زندگی کے ساتھ باقی رہیں پرواز کا ایک چھپا ہوا شوق بھی تھا۔ ایسے ڈرامائی رنگوں میں ڈوبے ہوئے اور ہیجان آفریں وقت میں میں ہر صبح پرواز سیکھنے کے لیئے اپنا رہ میل سیکل پر جاتا اور آتا تھا۔ میرا استاد "کیوسیپی راڈیلی" تھا جو ایک بہادر ہوا باز تھا اور اس سے بہت خوش تھا کہ اسے ایک اچھے ہوا باز ہونے کے مشکل فن کو مجھے سکھانے کا موقع ملا تھا۔ ایک صبح طیارہ میں میں "راڈیلی" کے ساتھ بیٹھا تھا اور یہ پہلا سفر بخیر و خوبی ختم ہوا۔ لیکن دوسرے اڑان کے موقع پر اس کے برخلاف مشین میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی عین اس وقت جبکہ اتر رہے تھے طیارہ پلٹ گیا اور ایک بازو پر پھسلتا رہا اور اسی اثناء میں ہم کوئی چالیس میٹر کی اونچان سے زمین پر گر پڑے۔ ہوا باز کے سر میں خفیف سی چوٹ آئی اور میرے سر میں کئی چوٹیں آئیں جن کے اچھے ہونے کے لیئے کم از کم دو ہفتے چاہیئے تھے۔ طیارہ گاہ کے معمولی علاج کے بعد میری باقاعدہ دیکھ بھال ڈاکٹر لیونارڈو پالیری نے نگارڈیا میڈیکا آف پورٹا،

وینزیا، میں کی - یہ واقعہ جو ممکن تھا کہ میری زندگی پر گہرا اثر ڈالتا میرے شخصی دوست ڈاکٹر 'امبروگیو بنڈا'، کی مہربانی اور توجہ کی وجہ سے یوں ہی گذر گیا۔

بہرحال مجھے یہ معلوم کرنے کا موقع ملا کہ کتنے اطالویوں کی نظریں مجھ پر تھیں۔ مجھے مملکت کے ہر گوشہ سے متعدد خطوط وصول ہوئے جن میں اظہار ہمدردی اور عیادت کی گئی تھی۔

کچھ دنوں آرام لینے کے بعد 'پاپولوڈی اٹالیہ' کا کام حسب معمول کرنے لگا۔ میں جانتا تھا کہ جو کام مجھے کرنا ہے اس سے اطالیہ بے خبر نہیں ہے۔

'ڈاٹیٹا'، کے قتل عام کے دن جبکہ ہر طرف جوش و خروش کی آگ بھڑک رہی تھی، 'پیومبینو' کے دہشت پیدا کرنے والوں نے 'ماسی' نامی ایک شخص کو 'میلان' بھیجا کہ وہ مجھے قتل کر دے۔ وہ شخص میرے گھر آیا اور گھنٹی بجا کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ کچھ عجیب و غریب سا انسان معلوم ہوتا تھا۔ میری لڑکی ایڈا دروازہ کھولنے اوپر گئی۔ اس نامعلوم شخص نے مجھے پوچھا۔ لڑکی نے 'پاپولوڈی اٹالیہ' کا پتہ بتا دیا لیکن وہ وہاں جانے کی بجائے نیچے اتر کر 'نورو بونا پارٹی' کے چوراہے پر میرا انتظار کرنے لگا۔ جب اس نے مجھے آتا دیکھا تو پہلے میری طرف لپکا پھر آہستہ آہستہ مجھ تک پہنچا۔ قریب آکر اس نے پوچھا کہ کیا میں پروفیسر مسولینی ہوں اور جب میں نے ہاں کہا تو مجھ سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس شخص کے عجیب و غریب سلوک نے مجھے یہ سمجھنے پر مجبور کیا کہ وہ کوئی پاگل ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ شاہراہ عام پر گفتگو کرنے کا کوئی موقع میں نہیں دے سکتا البتہ اگر وہ 'پاپولوڈی اٹالیہ' کے دفتر پر آئے تو بات چیت ہو سکے گی۔ آدھ گھنٹہ بعد وہ آیا اور میں نے اس سے ملاقات کی۔ 'ماسی'، نوجوان تھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے، اور جب میرے مقابل ہوا تو کچھ گھبرایا گھبرایا ہوا سا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے پھر کہا کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے میں نے اجازت دی اور تاکید کی کہ جلد کہے۔ ایک لمحہ کے تامل کے بعد اس نے کہا کہ 'پیومبینو' کے دہشت پیدا کرنے والوں نے اسے قرعہ اندازی کے ذریعہ اس کام پر مامور کیا ہے

وہ 'براٹا'، پستول سے میرا کام تمام کر دے لیکن بعد میں کچھ شبہات کی وجہ سے پریشان ہو کر اس نے تصفیہ کیا کہ میرے آگے سب کچھ کہہ دے گا اور ہتھیار میرے حوالے کر کے اپنے آپ کو میرے رحم و کرم پر چھوڑ دے گا۔ میں نے سب کچھ سنا لیکن ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

پستول اس کے ہاتھ سے لے کر میں نے میر منشی اور اخبار کے ٹیلیفون آپریٹر 'سان ایلیا' کو بلوا بھیجا اور اس افسردہ دل انسان کو جو دہشت پیدا کرنے والوں کے جال میں پھنس کر پریشان خاطر تھا اس کے حوالے کیا۔ میں چاہتا تھا کہ 'سان ایلیا' اس شخص کو قسطائی 'وگینٹا' کے نام ایک سفارشی خط کے ساتھ 'ٹریسٹے' لے جائے۔ اس کے بعد ہی کسی طرح پولیس نے اس سے واقف ہو کر 'بوبینو' کے دہشت زدہ کو گرفتار کر لیا۔ یہی ایک 'میلان' کی پولیس کی کارگزاری تھی دو مہینے بعد بھی وہ 'ڈیانا' کی بم لگانے والی جماعت کا کھوج نہیں لگا سکی۔

بہت سے میرے جنازہ کے متعلق سوچ رہے تھے لیکن محبت بہر حال نفرت سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ میں نے ہمیشہ واقعات اور انسانوں پر قابو محسوس کیا ہے۔

'گیولٹی' ان دنوں ایک بہت ہی نازک پارلیمانی دور سے گذر رہا تھا۔ سیاسی آسمان پر ستاروں کی ایک لڑی جگ مگ جگ مگ کر رہی تھی —— وہ قسطائیت تھی ان حالات سے دوچار ہو کر کونسل کے صدر نے جماعتوں کے وزن کو پارلیمانی انتخاب کی ترازو میں تولنا مناسب سمجھا اور اس نے مئی کے مہینہ میں انتخاب کا اعلان کیا۔

ابتدائی مباحثوں کے بعد مختلف جماعتوں نے جنھیں اشتراکیت کی مخالفت میں نظم کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی انتخابات ایک جماعت کی شکل میں لڑنا ضروری سمجھا اور اس ایک جماعت کا نام 'نیشنل بلاک' تجویز کیا گیا۔ اس جماعت کے بیچوں بیچ قسطائیت نے اپنی جگہ پیدا کر لی۔ دوسری تمام جماعتیں سیاسی اور معاشی معاملات کو درہم برہم کر دینے والی ظاہر ہو رہی تھیں۔ اشتراکی جماعت اپنے آپ کو انتہائیوں سے بے تعلق ظاہر کر رہی تھی، 'پاپولر پارٹی'، جو ہمیشہ مذہبی رنگ میں ڈوبی دکھائی دیتی تھی۔ اب بھی ملک کے

پادریوں پر بھروسہ کر کے میدان میں تنہا ہی آئی۔

میں نے اپنی جماعت کی کارگزاری معلوم کرنے کے لئے مختلف صوبوں کے حالات کا مطالعہ شروع کیا۔ ابتدائے اپریل میں 'بلوگنا' میں جو اشتراکیوں کا قلعہ اور ساری پو یا لی کی اونچ نیچ معلوم کرنے کا آلہ تھا میرا گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ بلوگنا نے مجھے خوش آمدید کہا اور تقریروں کے ذریعہ اطالیہ کے حالات درست کرنے کی خواہش کی۔ قصر واچورسایہ کے قتل وخون کی یاد ابھی تازہ تھی فسطائیت کی گرم بازاری تھی اس لئے میری موجودگی نے نوجوانوں کی امید، ارادہ اور اعتقاد کو مضبوط تر کر دیا۔

بلوگنا سے میں 'فریرا' گیا جو اشتراکیت کا ایک اور قلعہ سمجھا جاتا تھا اور وہاں بھی لوگ ناقابل فراموش طاقت کے مظاہرے کے لئے منتظر تھے۔ بلوگنا اور فریرا دونوں شہر زراعتی مرکز تھے میں اُن دنوں اپنے نوجوانوں اور طاقت کے گہرے معلومات کی بناء پر اس سرزمین کے مزدوروں کی ذہنیت، اُن کے خیالات اور اُن کی خواہشات کا اندازہ کر سکتا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اُن کی ذہنیت بھٹک گئی ہے لیکن اس پر سُرخ پروپیگنڈا کا تسلّط نہیں ہے۔ اندرونی طور پر اُن کی ذہنیت عقل مندی پر مشتمل تھی اور قابل تعریف تھی جو کہ اطالوی نسل کی خوش قسمتی سے ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوئی

انتخابات کی سرگرمیاں پورے ایک مہینہ تک جاری رہیں۔ اس اثناء میں میں نے صرف تین تقریریں کیں، ایک بلوگنا میں دوسری 'فیرارا' میں اور تیسری میلان میں بمقام ٹیلیس پور زو میو ۱۹۱۹ء کے سیاسی انتخابات میں جو کچھ ہوا تھا اس کے برخلاف مجھے نہ صرف میلان میں بلکہ بلوگنا کے اضلاع اور فیرارا میں بھی اکثریت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ اس خبر کا خیر مقدم خوشی کے زبردست مظاہروں سے کیا گیا۔ اس کے سوا انتخابات میں ہر جگہ فسطائیت کا بول بالا تھا۔

نومبر ۱۹۱۹ء میں میں چار ہزار سے زیادہ آراء حاصل نہ کر سکا لیکن ۱۹۲۱ء میں مجھے . . . ۱۷۸، آراء حاصل ہوئیں۔ اطالوی ایوان کے لئے میرا انتخاب میرے دوستوں، ساتھیوں اور مددگاروں کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوا۔ میں نے اپنے سب وفادار نائب مدیروں مثلاً گیولیانی، گیانی، روچا، مورگاگنی وغیرہ کو ۱۹۲۱ء کا واقعہ یاد دلایا جبکہ اپنی

ناکامی پر میں نے کہا تھا کہ دو سال کے اندر ہی اندر میں اپنا انتقام لوں گا ۔ میری پیشینگوئی صحیح ثابت ہوئی تھی ۔ ساری آبادی اب ایک نئے اخلاقی ماحول میں سانس لے رہی تھی حالانکہ فسطائی زیادہ تعداد میں پارلیمنٹ میں داخل نہیں ہوئے لیکن پھر بھی جنھوں نے نمائندگی کی وہ سب کے سب اطالیہ کی قسمتوں کو نئے رستہ پر لگانے کی زبردست کوشش کرنے لگے ۔

پارلیمنٹ میں ایوان کے قواعد کی پابندی کرنے کے لئے فسطائیوں نے اپنی جماعت الگ بنالی ۔ وہ کل ۳۵ تھے ۔ حالانکہ تعداد کے لحاظ سے یہ جماعت چھوٹی تھی لیکن ان میں بڑے دل گردے کے نمائندے تھے ۔

اشتراکی جماعت میں جو کسی قدر بڑی تھی 'میسانو' نامی ایک نااہل شخص بھی تھا ۔ اس نے جنگ میں ملک کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور اسی لئے 'ٹیورن' اور 'نیپلس' کے اضلاع میں وہ منتخب کیا گیا تھا ۔ اشتراکی جماعت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی ' نہ پالیسی ' نہ ثقافتی عنصر ' نہ ارادہ اور نہ قربانی ـــــ کوئی چیز بھی تو اس نے پیش نہیں کی تھی ۔ وہ ایک بزدل تھا جس نے جسمانی اذیت کے خوف سے خندقوں کو چھوڑ دیا تھا اور دشمن کی طرف بھاگ نکلا تھا ۔ وہ دغا باز تھا جس کو اشتراکی جنگ سے نفرت کی وجہ سے دوران امن میں سیاسی انعام حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھا رہے تھے ۔ یہ قابل نفرت ہستی اموات کے لئے جنگ سے واپس شدہ بہادر سپاہیوں کے لئے ' زخمیوں کے لئے ' معذوروں کے لئے اور یتیم لڑکے اور لڑکیوں کے لئے باعث شرم و ذلت تھی کوئی بھی اچھی پارلیمنٹ اسی قسم کے بدترین عنصر کو برداشت نہیں کر سکتی تھی ۔ فسطائیوں کو اپنے احکام اور اپنے ضمیر کی اطاعت کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا ۔ ایک دن انھوں نے 'میسانو' کو پارلیمنٹ میں پکڑ کر دروازے کے باہر پھینک دیا ۔ اسے کبھی داخلہ کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے تھی ۔ یہ طاقت کا ایک مظاہرہ تھا ۔ غلطی نہ کیجئے ! یہ ایک نظام العمل کو معین کرتا تھا ۔ پارلیمنٹ کی فضا صاف ہو گئی اور سانس لینے میں سہولت ہو گئی ۔

دوران متعاقبہ میں میں نے چند ہی تقریریں کیں ۔ میرا خیال ہے کہ میں نے کل پانچ دفعہ

کہا ہوگا یقیناً میں نے ہر حال میں اپنی خطابت کو حقایق کی حمایت میں صرف کرنے کی کوشش کی اور اس کو اطالوی زندگی کی دلچسپی تک ہی محدود کر لیا۔ میں نے پارلیمانی جھگڑوں اور پارلیمانی سیاست کی نمایشوں کو بالائے طاق رکھا۔

۲۱ جون ۱۹۲۱ء کی تقریر میں میں نے بغیر کسی لحاظ کے گیولٹی وزارت کی خارجی پالیسی پر اعتراضات کئے۔ میں نے شمالی اطالیہ کے "ایڈریاٹیک" کے سوال کو حقیقی بنیادوں پر قائم کیا اور حکومت اور نئے صوبوں کے عہدہ داروں کی کمزوریوں کو آشکارا کیا۔ ان ہی میں ایک "کریڈارو" بھی تھا جو حریت کے غلط تصور میں مبتلا تھا۔ وہ "میسنری" سے متاثر تھا جو اطالیہ میں خارجی اور بین الاقوامی خیالات کی نمائندگی کرتی تھی۔ اس لئے میں نے سنجیدگی سے اعتراف کیا "چونکہ گیولٹی کی حکومت سالاٹا اور کریڈارو پالیسی کی "ایڈریاٹیک" میں ذمہ دار ہے اس لئے میں اس کے خلاف رائے دیتا ہوں۔ ہمیں جرمن ایوان کے ارکین سے یہاں ہماری موجودہ اطالوی پارلیمنٹ میں کہہ دینا چاہیئے کہ اب ہم اپنے آپ کو "برینر پاس" میں پاتے ہیں اور "برینر" ہی میں بہر قیمت رہیں گے۔" میں نے دوبارہ فیوم اور ڈال میشیا کے معرکتہ الآراء موضوع پر بحث کی اور "وسورنا" کی شرمناک خارجی پالیسی پر جس کی وجہ ہمارا ملک تباہ اور ذلیل ہو رہا تھا زبردست حملے کئے۔

میں نے گھریلو پالیسی پر بھی زبان کھولی اور اشتراکیوں اور اشتمالیوں کے چہروں پر سے نقاب اٹھا کر انھیں فسطائیت کے مقابل کیا۔ میں نے طنزاً بتایا کہ کس طرح اشتمالیوں کی جماعت میں "گرازیاڈی" شامل ہوا جو کسی زمانہ میں اشتراکی معلم کی حیثیت سے میرا مخالف تھا اور ان واقعات پر بھی روشنی ڈالی جن سے ظاہر تھا کہ نمائندوں کے آگے کوئی اصول نہیں ہیں اور وہ ذرا سی طاقت یا فائدہ حاصل کرنے کے لئے کسی نہ کسی جماعت یا نظام العمل کا ساتھ دیتے ہیں۔

میری تقریر نے جس کا مقصد ظاہر واقعات کا اظہار تھا لگے ہاتھوں ضروری اشارہ ل

اور کنایوں میں یہ بھی واضح کر دیا کہ ہم فسطائی جماعت کی حیثیت سے کس طرح اپنی مصیبتوں پر قابو پائیں گے۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ تقریر نے گہرا اثر کیا۔ ایوان کے باہر اس کی گونج سنائی دینے لگی اور یقیناً اسی کی وجہ سے گیولٹی وزارت ٹوٹ گئی۔

میں پارلیمانی جدوجہد میں اکیلا نہیں تھا۔ قابلیت اور بہادری سے جماعت میری مدد کر رہی تھی۔ فسطائی ریاست کے ایک مشہور عہدہ دار، ڈپیوٹی فیڈرزونی، نے گیولٹی کے وزیر خارجہ کاونٹ سورزا کے سارے کاروبار پر نظر ثانی اور تنقید شروع کر دی تھی خصوصاً واڈریاٹک پالیسی، کی تو خوب ہی خبر لے رہا تھا۔ بعض مقامات پر ڈرامائی ہوئیں خصوصاً وہ جن میں سورزا کے کاروبار پر نہ صرف گہری جانچ پڑتال ہوئی اور فسطائی منطق اور ضمیر کی روشنی میں انھیں ٹٹولا گیا بلکہ کھلے یا چھپے معاہدوں کی رُو سے اُن کا تجزیہ کیا گیا جن سے پارلیمنٹ کو واقف ہونا اور منظور کرنا پڑتا تھا۔

متعدد پارلیمانی جزر و مد کے بعد گیولٹی وزارت کو زوال ہوا اور اس کی جگہ بونومی نے لی جو اشتراکی تھا اور مختلف غلط وجوہ سے اپنے آپ کو جمہوریت کا طرفدار بتاتا تھا۔ اس نے اندرونی معاملات کو سلجھانے کی کوشش شروع کی۔ اسے فسطائیوں اور اشتراکیوں کے درمیان صلح کرانے سے دلچسپی تھی جس کے نتائج کا ذکر میں کہیں اوپر کر چکا ہوں۔ عین اس وقت جبکہ بونومی، اس سمت آگے بڑھ رہا تھا، سارزانا، کے قتل عام کا المناک حادثہ واقع ہوا۔ کم از کم اٹھارہ فسطائی نشانۂ اجل ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد ہی مودینا، میں بے رحمی کی خونریزی ہوئی جہاں فسطائیوں کی پریڈ پر رائل گارڈز نے گولی چلائی۔ کوئی دس قتل ہوئے اور کئی زخمی۔ ان حالات کے تحت کوئی نہیں کہہ سکتا کہ گھریلو پالیسی کے قدم جم چکے تھے۔ میں بحیثیت جریدہ نگار اور سیاسی کے اپنی جماعت کی پوری طرح نمائندگی کر رہا تھا۔

مجھے چی چوبی سوزیبے، سے دوبدو جنگ کرنی پڑی۔ وہ ہماری اطالوی سیاسی مشنری میں نمایاں شخصیت رکھتا تھا۔ کئی حملوں کے بعد ڈاکٹروں نے ہماری جنگ

موقوف کرادی کیونکہ میرے مدمقابل کے دل پر حملہ ہو چکا تھا۔ اس جنگ کے کچھ ہی بعد پارلیمانی جھگڑے کے سلسلہ میں مجھے میجر باسی گیو سے بھی دوبدو جنگ کرنا پڑا۔

میرا خیال ہے کہ ایک تیغ زن کی حیثیت سے مجھ میں کچھ اچھی خصوصیتیں ہیں اور اس کے سوا مجھ میں بہادری کے جوہر بھی ہیں ان ہی صفات کی وجہ سے میں جنگوں میں کامیاب رہا اور میری بہادری ہی نے مجھے واقعات سے اچھی طرح نپٹنے دیا۔

نومبر ۱۹۲۱ء میں میں نے سارے اطالیہ کے فسطائیوں کی کانگریس منعقد کی۔ اب وقت آگیا تھا کہ فسطائیت کی پہلی شکل بدل کر اس کو دوسری شکل میں پیش کیا جائے۔ پہلے اس کی حیثیت عام سیاسی تفریقوں سے الگ ایک تحریک کی تھی لیکن اب اس کو مضبوط سیاسی گرفت اور مرکزی اور مقامی تنظیم کی حیثیت سے ترقی کر کے ایک ٹھوس اور مادی جماعت کی شکل میں پیش ہونا تھا۔

اطالوی جنگجو جیسے جوش و خروش میں ڈوبے ہوئے تھے اس لئے ان میں ایک منظم جماعت سے زیادہ منظم فوج کی خصوصیات تھیں۔ اب ضروری تھا دوسری شکل اختیار کر کے عام کاروبار کی رہنمائی کے لئے پرانی جماعتوں کے جانشین ہوتے۔ "آگسٹیو" میں جہاں آگسٹس کا مقبرہ تھا اور اب جو روما میں ایک موسیقی گاہ ہے ایک نئی جماعت کی تشکیل کے شرائط پر راضی ہونا پڑا جس کے پیش نظر تنظیم اور نظام العمل دونوں ہوں۔

یہ جلسہ یادگار تھا۔ تابعین کی تعداد اور مباحثوں کی تیزی اور سنجیدگی کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ انھوں نے فسطائیت کی جوانمردی کو واضح کر دیا۔ اس جلسہ میں میرے نقطۂ خیال کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ اطالوی جنگجو جیسے اب اپنے آپ کو تبدیل کر رہے تھے انھیں فسطائی قومی جماعت جس کا ایک مرکزی نظام اعلیٰ کونسل اور صوبائی نظام چھوٹی چھوٹی فسطائی جماعتوں کو ہر ہر مقام پر مربوط و منظم کرنا تھا) کا ماتحت ہوتا تھا۔ اس موقع پر میں چاہتا تھا کہ ہماری جماعت میں سے شخصی اثر جو فسطائی تحریک پر میرے ارادہ کا چھایا ہوا تھا

مٹادوں لیکن جتنا زیادہ میں چاہتا تھا کہ اپنی جماعت کو خود اختیار تنظیم عطا کروں اتنا ہی زیادہ واقعات سے مجھے ثبوت ملتا تھا کہ میری جماعت بغیر میرے حکم، میری نگرانی، میری مدد اور زیر تحریک کے زندہ ہی نہیں رہ سکے گی۔

روما کا جلسہ فسطائیت کی بنیادی طاقتوں کا مظہر تھا لیکن میرے لئے خصوصاً وہ میری شخصی طاقت کا مظاہرہ تھا۔ متعدد ناخوشگوار واقعات بھی ہوئے۔ بعض لوگ روما میں مارے گئے۔ روما میں مزدوروں کے محلے ہمارے مخالف تھے۔ کانگریس کا کام پوری طرح ترقی کرتا گیا تا اینکہ روما کی سڑکوں پر فسطائی جوق جوق صف آرا، دکھائی دینے لگے اور اس سے ہر شخص پر ظاہر ہو گیا کہ فسطائیت ایک جماعت کی شکل میں منضبط ہو چکی ہے ایسی کہ وہ جارحانہ اور مدافعانہ دونوں طریقوں میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

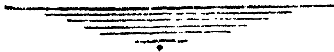
"بونومی" وزارت مختلف قسم کی مشکلات کے باوجود بھی سمجھوتہ کی پالیسی پر کاربند رہی۔ وقت اور موقع کچھ غیر موزوں سا تھا۔ ۱۹۲۱ء کے سال نے ایسی مشکلات پیدا کیں جو کسی بھی سیاس کو پریشان خاطر کر دیتیں۔

آسمان پر ایک چمکدار لکیر دکھائی دینے لگی تھی لیکن بہر حال پرانے بادل ابھی چھٹے نہ تھے۔ اس بے ڈھنگے سال کے اختتام کے قریب معاشی دنیا میں ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس نے ساری مملکت کو غم واندوہ کی سیاہ چادر میں ملفوف کر دیا۔ یہ حادثہ "بانکا اٹالینا ڈی اسکونٹو" کا دیوالہ تھا۔ اس حادثہ کا اثر اطالیہ کے جنوبی حصہ پر خاص طور سے ہوا جہاں غریب طبقے نے اپنی پونجی اس بنک میں جمع کر رکھی تھی۔ بنک کاری کا یہ بڑا ادارہ جنگ عظیم کے دوران میں قائم ہوا تھا اور ہماری صلاحیتوں کو منظم کرنے میں بڑا حصہ لیا تھا لیکن جنگ کے بعد وہ اپنے تعلقات کا وزن برداشت نہیں کر سکا۔ بنک کاری کا یہ بڑا نظام جس میں جنوبی اور شمالی اطالیہ کے مزدوروں کو گہری دلچسپیاں تھیں خود بخود ٹوٹ رہا تھا اور جنگ کے بعد کی اطالوی معاشی پالیسی کو ناکام بنا رہا تھا۔ خدا جانے یہ جہالت تھی، بے وقوفی تھی یا غلطی؟

یقیناً ہمارا قرض بحیثیت ایک طاقت اور تعمیر نو کی قوّت کے دوسرے ممالک کے مقابلہ میں بہت کم ہو گیا تھا ۔ ہماری گھریلو پالیسی کی غلطیوں میں دنیا کی آنکھوں کے سامنے معاشی فقدان کا اضافہ ہوا ۔

معاشی انتشار اور اسی سے متعلق مباحثوں میں فسطائیت نے حصّہ نہیں لیا ۔ اس نے دیر ضرور کی لیکن قوم کی معاشی پالیسی کی تشکیل کے لئے اس نے احتیاط، عقلمندی اور ہوشیاری کو پیش نظر رکھا ۔

پہلی دفعہ میں "پبلک فیناس" کے زبردست مسئلہ سے دوچار ہوا ہوں ۔ میرے لئے یہ ایک نیا طیّارہ تھا لیکن ہمارے میدان میں کوئی بھی قابل معلّم نہ تھا ۔



چھٹا باب

حصول اقتدار

جبکہ سلطنت کی تعمیری ذمہ داری سر ہو یا یہ کہ بدنظمی کی حالت سے قوم کو نجات دلانا ہو تو سرمایہ کا صحیح مصرف اور بنک کاری کی ترقی نظر انداز نہیں کی جانی چاہیئے۔

"بانکا اٹالینا ڈی اسکونٹی" کے اعلان دیوالہ نے، جیسا کہ میں نے کہا ہے، ہمارے معاشی نظام کی ایک گہری کمزوری ظاہر کر دی۔ جنگ کے بعد یہ واضح تھا کہ بینک کاری اور بہت سے حرفتی کاروبار بے ٹھکانا ہیں اور یا تو انھیں معطل ہو جانا چاہیئے یا پھر ان کی جگہ زیادہ مستحکم اداروں کو لینی چاہیئے۔

سرمایہ داری کی مخالف جماعتوں میں جھگڑے ہو گئے اور اُن سے متوسط طبقہ کے رُجحان میں ایک تلوّن سا پیدا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ ہمارا سرمایہ دار حرفتی طبقہ ایک معقول نظام نہ ہونے کی بُرائی سے نفرت کرتا ہے۔ ہمیں مستحکم سرمایہ داری کی روایات اور سخت تجربہ کی ضرورت تھی۔ ہم نے معلوم کیا کہ واقعات کی رَو میں یہ دیکھنا مشکل ہے کہ جب وقت پڑے گا اور طاقت کی آزمائش ہو گی تو کون صحیح راستہ پر ہے اور کون ہمیں بچا سکے گا۔

دوسری قوموں نے جب اپنے ماہران مالیات کی آنکھوں سے ہمارے عجیب اضطراب کو دیکھا تو ہماری مَعاشی زندگی کے متعلق خوفناک پیشین گوئیاں کیں۔ اطالوی حکومت خود نہیں جانتی تھی کہ روپیہ پیسے کے معاملات سے کس طرح نبٹا جائے اور کسی بہتر ترکیب کی عدم موجودگی میں جیسا کہ عام طور پر ایسے موقعوں پر ہوتا ہے نوٹیں چھاپنے لگی۔ اس کی وجہ سے معاملات جو

پہلے ہی خراب ہو گئے اور اُلجھ گئے تھے اور بھی بدتر ہو گئے۔

جنوری ۱۹۲۲ء میں جنوبی فرانس میں بمقام 'کیانے' بین الاتحادی کانفرنس ہوئی۔ یہ بہت اچھی ضیافت تھی اور فرانس کی تواضع نے اس کو اور بھی مزے دار کر دیا۔ میں وہاں اپنے اخبار 'پاپولوڈی اٹالیہ' کی خدمت کرنے گیا تھا۔ رائے عامہ کو خواہ وہ عارضی طور پر ہی کیوں نہ ہو بہرحال اندرونی معاملات سے ہٹانے کا کتنا بہترین موقع تھا! گھریلو تکلیفوں کی بجائے بین الاقوامی مسائل کو ہم اچھی طرح جانچ سکتے تھے۔

'کیانے' میں میں چاہتا تھا کہ دنیا کے بڑے سیاست دانوں سے ملوں۔ میں چاہتا تھا کہ ہماری بین الاقوامیت کے متعلق جو رائے عامہ تھی اس کی بہتر رہنمائی کی جائے۔ 'کیانے' کی کانفرنس 'جنیوا' میں ہونے والی کانفرنس کا پیش خیمہ تھی۔ اطالیہ کو اپنی پالیسی کا انتخاب خود ہی کرنا چاہیئے تھا اور اس میں ان اہم مفادات کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیئے تھا جو ہماری تاریخی اور سیاسی ضروریات کی پیداوار تھے۔

بہرحال ان ہی باتوں کا لحاظ کر کے میں نے 'کیانے' جانے کا تصفیہ کیا اور ضروری اخراجات کے لئے دس ہزار لیرے جمع کیا۔ میرے بھائی 'آرنالڈو' نے اس کو فرانسیسی سکّوں میں تبدیل کر دیا جو پانچ ہزار دو سو فرانکس سے زیادہ نہیں ہوئے۔ گو کہ میں نے بیرونی مُبادلہ کی راہ اختیار کی تھی لیکن اس چھوٹے سے شخصی تجربہ نے مجھ پر گہرا اثر کیا۔ اب یہ بات مجھ پر واضح ہو گئی تھی کہ اطالوی کرنسی کی قیمت فرانسیسی کرنسی کے مقابلہ میں نصف سے زیادہ گر چکی تھی۔ یہ ذلت کی ایک بڑی علامت تھی اور ایک فاتح قوم کی خودداری پر ضرب کاری۔ اس سے واضح ہو گیا کہ ہم دیوالیہ ہونے کے قریب ہیں۔ فوراً خیال ہوا کہ فسطائی طاقت کے ذریعہ اس کا تدارک کیا جائے ہمیں ایک موقع ملا تھا۔ بدقسمتی سے واقعات کی ترقیوں نے حکومت کو سیاسی جماعتوں کو یا پارلیمنٹ کو عمل کے لیئے مجبور نہیں کیا تھا۔ روپیہ کی مصنوعی ریل پیل نے عوام میں خوشحالی کا ایک غلط احساس پیدا کر دیا تھا۔

'کیانے' کانفرنس کی کوئی اہمیت نہیں تھی وہ تو 'جنیوا' کانفرنس کا پیش خیمہ تھی۔ وہ ایک

بے تعلقی کے ماحول میں گھری ہوئی تھی۔ یورپ کے ایسے مقامات پر جو اجلاسوں کے لئے خوشگوار تھے متعدد بین الاقوامی جلسے انعقاد دینے کی حد تک متواتر ہوتے رہے۔ آخری جلسے دلچسپی سے خالی تھے اور اہمیت حاصل کرنے کی بجائے اخباروں کے لئے طنز وتضحیک کا سامان ہوئے۔ مجھے بہرحال کینا کے دوران قیام میں اس بات کا موقع ملا کہ شخصی طور پر اور راست طریقہ سے واقعات اور اور لوگوں کا گہرا مطالعہ کرکے نتائج اخذ کرتا۔

دکیانے کانفرنس نے دفعتاً فرانس کی وزارت میں ایک نازک صورت حال پیدا کردی بریان نے جس سے میں ان دنوں ملا تھا ایوان کی رائے کے انتظار کے بغیر استعفیٰ دیدیا۔

میں نے ۱۴ جنوری ۱۹۲۲ء کو ایک مضمون "کیانے کے بعد" کے عنوان کے تحت لکھا جس کو متعدد بین الاقوامی سوالات کے بعد حسب ذیل الفاظ پر ختم کیا:-

"ایسے مسائل، سوالات اور مبارزت ناموں کا سلسلہ جن کا کوئی تصفیہ نہیں کیا گیا لامتناہی تھا۔ اس کی بجائے ضرورت ہے کہ فرانسیسی صورت حال سے سبق حاصل کیا جائے۔ یہ ایک تلخ صداقت تھی۔ عوام جو اخلاقی اور معاشی نقطۂ نظر سے بُری حالت میں تھے اپنے دل میں کہتے "یہ لوگ ضمیر نہیں رکھتے یا یہ کہ کمزور ہیں۔ یا تو وہ صلح کرنا نہیں چاہتے، یا یہ کہ صلح کر نہیں سکتے موجودہ اخلاقی اور معاشی خوفناک صورت حال میں یورپ کو سمجھ سے کام لینا چاہیئے یا پھر ڈوبنا چاہیئے۔ آئندہ یورپ مفلس اور منتشر لوگوں کی وجہ سے ممکن ہے ایک نوآبادی بن جائے دوسرے دور اعظم تاریخ کے آسمان پر بلند ہو چکے ہیں۔"

یورپ کے آسمان پر میری آنکھوں کے آگے جو اندوہ ناک سماں تھا اس کے سوا ہماری گھریلو مصیبتیں ہمیشہ بڑھتی ہی جاتی تھیں۔

جریدہ نگار، سیاسی اور رکن پارلیمنٹ کی حیثیت سے میں نے ہمیشہ اطالیہ کے دو حصول کے متعلق کہا ہے۔ ایک وہ جو غلامی سے آزاد تھا۔ وہ شریف، مغرور، وفادار، جنگ کی خونی قربانی سے منسوب اور اطالوی قوم کے حقوق کی حفاظت کے لئے ہمیشہ پیش پیش تھا۔

اس کے برخلاف دوسرا حصہ بالکل ہی بے حس تھا۔ اس کو نہ شرافت کا پاس تھا اور نہ اقتدار کا اپنی روایات سے بے بہرہ تھا اور جدید فضول تحریکات کا شکار تھا۔ اس میں نہ تو بہادری تھی اور نہ قربانی کا مادہ۔

اطالیہ کے ان دو حصّوں میں ہزاروں موقعوں پر آپس میں جھڑپیں ہوئیں اور وہ اکثر دفعہ خونی شکل اختیار کر کے فسطائیوں اور اُن کے مخالفین کی خونخوار اور فیصلہ کن جنگیں ثابت ہوئیں۔ اُن کے اصلی خدوخال کو صحیح روشنی میں دیکھنے کے لئے ہمیں چند خاص واقعات کا تجزیہ کرنا چاہیئے۔

مثال کے طور پر 'سپیڈیا' کے واقعہ کو لیجئے۔ ایک بہادر عہدہ دار لفٹننٹ 'فڈریکو فلوریو' کو جس نے جنگ میں بہادرانہ خدمات انجام دی تھیں اور جو 'ڈی انزیو' کے ساتھ 'فیوم' بھی گیا تھا 'کافیرولوچی سی' نامی ایک انارکسٹ نے دھوکے سے قتل کر دیا۔ ایک بہادر آدمی کو اس طرح قتل کرنا ایک بھاری جرم تھا اور اس کی وجہ سے فسطائیوں کے دلوں میں ایک بے چینی سی پیدا ہوگئی مقتول کے آخری الفاظ سنجیدگی اور متانت سے پُر تھے۔ اُس نے کہا "مجھے اس کا افسوس ہے کہ اب میں اپنے ملک کے لئے کچھ اور نہ کر سکوں گا" اس کے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکا اور مر گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اس قسم کی قربانیاں فسطائیت میں ربط و اتحاد کا باعث ہوئیں۔

"ایک مضبوط اتحاد ہے" میں نے اپنے اخبار میں لکھا "جو فسطائیوں کو ایک ہی رشتہ میں پروتا ہے اور 'لٹوریو' کی وفاداری کے لئے لوگوں کو متحد کرتا ہے۔ یہ مقدس رشتہ ہمارے مقتولین کا ہے۔ اُن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے اور ان میں نوجوان اور پختہ کار بھی شامل ہیں۔ نہ کوئی جماعت اور نہ اطالوی تاریخ کوئی حالیہ تحریک فسطائیت کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ ایک مطمح نظر بھی فسطائیت کی مانند جو نوجوانوں کے خون سے رنگین ہو پیش نہیں کیا گیا۔

"اگر فسطائیت ایک عقیدہ نہیں ہوتا تو کس طرح وہ اپنے جتھوں میں بہادری کی لہر دوڑا سکتا؟ ایک عقیدہ ہی' ایسا عقیدہ جو اپنے عروج پر پہنچ چکا ہو 'فڈریکو فلوریو' کی زبان سے وہ الفاظ کہلوا سکتا ہے۔ وہ الفاظ سند ہیں اور مقدس بھی۔ ان میں سادگی بھی ہے اور ادائگی بھی

"اطالیہ کے تمام فسطائیوں کو وہ الفاظ کان دھر کر سننا چاہیئے اور خاموشی کے ساتھ ان پر غور و فکر بھی کرنا چاہیئے لیکن مضبوط ارادہ کے ساتھ اپنی منزل کی طرف برابر گامزن ہونا چاہیئے۔ کوئی سنگِ راہ انھیں نہیں روک سکے گا!"

مقتولین کی طرف سے جو کچھ پابندیاں ہم پر عاید ہو چکی تھیں ہم ان سے بخوبی واقف تھے۔ جب مقتولین کے دلوں سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے تو شرافت کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی بزرگی کا امٹ نقش چھوڑ جاتا ہے۔

فسطائی جماعتیں، ان کے جلسے، ان کی ملی ہوئی صفیں اور اُن کی قوم پرستانہ خدمات مقتولین کے مسلک پر اپنی نظریں جمائے ہوئے تھیں۔ ہم ان کا نام لے کر یکے بعد دیگرے پکارتے تھے اور ہر نام پر ہمارے ساتھی جواب دیتے "حاضر"۔ یہ ایک سادی سیدھی رسم تھی لیکن اس کی اہمیت بمنزلہ قسم کے تھی۔

اطالیہ کے دونوں مخالف حصوں کا مقابلہ دو ارکین سینیٹ 'کریڈارو' اور 'سالاٹا' کے سیاسی رَویّہ سے صاف ظاہر تھا جو سرحدوں پر حکومت کے ہائی کمشنر مقرر تھے۔ یہ دونوں ان باشندوں سے جن کی رگوں میں اطالوی خون نہیں ہے رحم اور مساوات کی درخواست کرتے محض اس لئے کہ وہ خود اطالوی ہیں سرحد کے جرمن زبان بولنے والوں سے کسی قسم کے مطالبات نازیبا نہیں سمجھے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس بزدلی اور غلامی سے ہم نے وہ سب حقوق کھو دیئے جن کو رضاکاروں کے خون نے مقدس کر دیا تھا۔ جون ۱۹۲۱ء میں جیسا کہ میں نے گذشتہ باب میں کہا ہے الفاظ کو ملائم کرنے کے بغیر میں نے پارلیمنٹ میں سب کے آگے 'کریڈارو' اور 'سالاٹا' کے کام کا مضحکہ اُڑایا تھا۔ پھر بھی کسی نہ کسی طرح ان کا تباہ کن کام جاری رہا۔ ایسی کمزوری کے ثبوت نے فسطائیوں کو بھڑکا دیا اور انھوں نے ان دونوں کے خلاف سخت الفاظ میں احتجاج کیا۔ ۱۷ جنوری ۱۹۲۲ء کو 'ٹریسٹی' کے جلسہ میں فسطائیوں نے 'سالاٹا' کو واپس بلا لینے اور نئے صوبوں کے لئے مرکزی دفتر پر دباؤ ڈالنے کا مطالبہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ روش

اپنے طور پر جاری رہی حقیقت میں دونوں اراکین سینٹ 'کریڈارو' اور 'سالاٹا'، واپس بلا لئے گئے حالانکہ حکومت نے انہیں دوبارہ مامور کیا تھا لیکن ان کی غلطیوں کے نتائج کا خمیازہ بھگتنا پڑا سیاہ قمیصیوں کو چاہیئے تھا کہ دوسرے طریقہ سے عزت اور احترام کے ساتھ 'برینر' اور 'نیو نیو' کی مقدس سرحدوں کو محفوظ کرتے۔

اس تلخ حادثات کے زمانہ میں جبکہ گرما گرم مباحثے اور جھگڑے ہو رہے تھے اور یورپ کا مطلع طوفانی حوادثات سے پُر تھا 'پانی بھٹن بینی ڈیکیٹ پانزدہم' گیا کو موڈی لاچی سا' کے انتقال کی خبر آئی۔ یہ شخص 'جینیوا' کے ایک معزز خاندان کا فرد تھا۔ وہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۲ء کو مرا تھا۔ اس نے جنگ کے طوفانی زمانہ میں گرجا پر حکومت کی تھی اور 'نیک دل' 'پائس دہم' کا جانشین ہوا تھا جس نے سیاسی اور مذہبی جدت طرازیوں کا زبردست مقابلہ کیا تھا۔

'بینی ڈیکیٹ پانزدہم' نے ہمارے دلوں میں کوئی ہمدردانہ یاد نہیں چھوڑی۔ اگر ہم چاہیں بھی تو نہیں بھول سکتے کہ ۱۹۱۷ء میں جبکہ لوگ جدوجہد میں مصروف تھے اور ہم دیکھ چکے تھے کہ 'زاریت'، اور روسی انقلاب فوجوں کے ساتھ مشرقی محاذ پر ناکام ہو چکے ہیں۔ اسی موقع پر اس 'پان ٹف' نے جنگ کو "بیکار قتل عام" کہا تھا۔ ایسے نازک موقع پر اس اعلان سے ان لوگوں کے دلوں پر ایک چوٹ سی لگی جو امید کر رہے تھے کہ بہت سی تاریخی ناانصافیوں کا ازالہ کر دے گا۔ اس کے علاوہ جنگ ہماری ایجاد تھی اور عیسائی گرجا ہمیشہ جنگ وجدال سے بیگانہ رہا۔ ان تمام باتوں کے باوجود بھی پوپ کے رویہ کو بعض ایسے لوگ جو تنقیدی نظر نہیں رکھتے یا یہ کہ تاریخ سے ناواقف ہیں عین انصاف اور خارجی اثرات کی روح سمجھتے ہیں۔

لیکن یہ رجحان اور اس کا اظہار ہم اطالویوں کے لئے ایک نئی ہی قدر و قیمت رکھتا تھا۔ اس سے اطالیہ کے حالات کا ایک بے ترتیب پہلو ظاہر ہوا یعنی ایسے وقت میں جبکہ اطالیہ ایک زبردست جدوجہد میں مصروف تھا روما میں 'پان ٹف' کی جو حیثیت تھی وہ ظاہر ہو گئی۔ اسی وجہ سے 'بینی ڈیکیٹ پانزدہم' کی وفات پر اس کی جانشینی کا مسئلہ مستقبل کے لئے

اہم ہو گیا۔

ہمارے ملک میں ایک کہاوت مشہور ہے جو بہت ہی غیر معمولی واقعات سے یہ ظاہر کرنے کے لئے متعلق کی جاتی ہے کہ بہت ہی پیچیدہ مسائل کو بھی آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے۔ وہ کہاوت یہ ہے کہ "جب ایک پوپ مرتا ہے تو دوسرا پوپ بنایا جاتا ہے"۔ اس سادے سیدھے اقرار واقعہ پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ بہرحال "سینٹ پیٹر کا جانشین" پرنس آف اپازلز، کا نعم البدل اور اس مادی دنیا میں حضرت مسیح کا نمائندہ بننے کے لئے اسمبلی کی انتخابی کارروائی کچھ زیادہ موزوں نہیں۔ جو تعلقات ریاست اور گرجا کے درمیان قائم تھے ان کے پیش نظر ہر شخص سمجھ سکتا تھا کہ پوپ کو منتخب کرنے والی مجلس کے نتائج کا گہری دلچسپی کے سوا دوسرے کیا اسباب ہو سکتے تھے۔ ساری عیسائی دنیا کی آنکھیں روما پر جمی ہوئی تھیں۔ تمام یورپی اعلیٰ عدالتوں میں ایک بے چینی سی تھی۔ انتہائی رازمیں اثرات کام میں لائے جا رہے تھے اور وہ ایک دوسرے کو دبانا اور اپنا بول بالا کرنا چاہتے تھے۔

دنیا کے ہر ملک کے تماشائی اور مدبرین یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ پوپ کو منتخب کرنے والی مجلس کی تیاری میں عجیب و غریب پیچیدگیاں پیدا کی جا رہی تھیں اور سارا روما دوران رائے زنی میں "سینٹ پیٹر کے پلازا" میں خاموشی کے ساتھ انتظار کرنے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔

اسی اثناء میں "بینی ڈکیٹ پانزدہم" کے سیاسی اثرات پر ایک مباحثہ چھڑ گیا۔ اس کے جانشین کے متعلق کئی پیشینگوئیاں ہوئیں خصوصاً جریدہ نگاروں کی صف کسی سے پیچھے نہیں رہی وسیع اثرات کے بہت سے مسائل بے ضرورت تفصیلات کے ساتھ معرض بحث میں آئے۔

بہرحال "بونومی وزارت" جو کہ گھریلو پالیسی میں نااہل اور رو بیانکا ٹالبنا ڈی اسکونٹو کے دیوالیہ ہونے کا باعث سمجھی جاتی تھی اس کا زوال، در اصل اس وجہ سے ہوا کہ قومی پارلیمنٹ میں "پوپ بینی ڈکیٹ پانزدہم" کی مقدس یاد ناکام رہی۔

میں نے بارہا اپنی قسطائی جماعت پر جس کو میں اطالیہ کی نواب جماعت سمجھتا تھا یہ ظاہر کر دیا تھا کہ

ہمارے مذہبی خیالات میں اخلاقیات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ میں نے اس ضرورت کا اقرار کیا تھا کہ بے نتیجہ تصورات، بے معنی مصنوعی اور پادریوں کے خلاف غلط اعتراضوں کا سدباب کیا جائے۔ یہ رجحان نہ صرف ہماری اخلاقی حالت کو دوسرے کے مقابلہ میں پیچھے کر دیتا تھا بلکہ مذہبی نقطۂ نظر سے اطالویوں کو مختلف مکاتب خیال میں تقسیم کر دیتا تھا۔ اس کے علاوہ یہ رجحان ہم کو اس غلط اور ظالم طاقت کے ماتحت کر دیتا تھا جو سیاسی قسم کی بین الاقوامی میسنری تھی اور یہ انیگلو سیاکسن، ممالک کی میسنری سے مختلف تھی۔ میں چاہتا تھا کہ یہ بتاؤں کہ کس طرح ریاست اور گرجا کے تعلقات ناقابل حل نہیں ہیں اور یہ بھی سمجھاؤں کہ ایک غیر جانبدارانہ تحقیق کے بعد کس طرح ایک ہم کا ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو اطالویوں کو زندگی کا آسرا بخشے اور ان کی شہری زندگی اور مذہبی اعتقاد کو ایک دوسرے میں سمو دے۔ فسطائیوں نے جو اپنے دور کے کافی سمجھدار لوگ تھے مذہبی پالیسی کے میرے اس نئے خیال کو قبول کیا جس طرح سے کہ ہم میسنری کو اطالیہ میں جانتے تھے اس کے خلاف جنگ کرنے کا پیمان ہم نے اسی خیال کے دامن سے باندھ دیا۔ یہ جنگ بنیادی اہمیت رکھتی تھی اور فسطائیت آخر تک اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تلی ہوئی تھی۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اطالوی میسن ہمیشہ ایک انتشار کی نمائندگی کرتے رہے ہیں یہ نہ صرف سیاسی زندگی میں بلکہ روحانی تخیلات میں بھی۔ میسنری کی ساری طاقت پوپ کی پالیسی کے خلاف مرکوز تھی لیکن یہ جدوجہد کوئی سچا مطمع نظر نہیں رکھتی تھی۔ یہ خفیہ انجمن دراصل عملی نقطۂ نظر سے باہمی اغراض، خود غرضی اور اپنے متعلقین کے فائدہ کے سہارے پر تھی۔ اپنی طاقت کو بڑھانے کے لئے اور در پردہ کارروائیوں کو تقویت پہنچانے کے لئے میسنری نے لبرل گورنمنٹس کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا جو ۱۸۷۰ء کے بعد ایک دوسرے کی جانشین ہوئی اس طرح اس نے دو عملی حکومت میں، عدالت میں، تعلیمات میں، اور فوج میں بھی اپنے اثرات بڑھائے تاکہ ساری قوم پر چھا جائے۔ بیسویں صدی کے آخر تک اس کے خفیہ طرز عمل اور اس کے پراسرار

جلسوں نے جو ہمارے فرقوں کی صاف گوئی اور حق پرستی کے جذبے کے خلاف تھے ہمارے اخلاق میں برائیاں، زندگی کے تصوّر میں نقص اور دوسری روحانی اور کرداری کمزوریاں پیدا کر دیں۔

اس خفیہ ادارہ سے میری نفرت کا آغاز نوجوانی ہی سے ہوا۔ بہت پہلے ۱۹۱۴ء میں "انکونا" کی کانگریس میں میں نے برادران ملک کے آگے یہ سوال پیش کیا تھا کہ — اشتراکی یا میسن؟ میرا نقطۂ نظر باوجود اشتراکی میسنوں کی سخت مخالفت کے کامیاب رہا۔ بعد میں فسطائیت کے لئے بھی میں نے ایسا ہی طاقتور رویہ اختیار کیا۔ اس کے لئے ہمت کی ضرورت تھی۔ میں نے موقع کا نہیں بلکہ اپنے ضمیر کا حکم مانا۔ میرے طرز عمل میں کوئی بات بھی ایسی نہ تھی جو "جے سویٹ" مخالف میسن تحریک میں پائی جاتی تھی۔ اس کے بانی مدافعت کے اصول پر کاربند تھے اور ایک مذہبی فرقہ کی حیثیت سے ان کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

میری سیدھی اور مستقل پالیسی کے لئے آج بھی میسانی طبقہ مجھ سے اظہار نفرت کرتا ہے۔ اس قسم کی میسنری کو اطالیہ میں شکست ہوئی لیکن وہ بین الاقوامی مخالف فسطائیت نقاب اوڑھے سازباز کرتی ہے۔ وہ مجھے شکست دینے میں ناکام رہی۔ اس نے مجھ پر کیچڑ پھینکنے کی کوشش کی لیکن اس کا نشانہ خطا کر گیا۔ میرے خلاف اس نے جان لیوا سازشیں کیں لیکن کرایہ کے قاتل میری تقدیر پر قابو نہیں پا سکے۔ اس نے میری کمزوریوں کے متعلق افواہیں پھیلائیں اور میرے فرضی جسمانی جراحتوں کا حال طشت از بام کیا لیکن میں ہمیشہ سے زیادہ صحت مند اور طاقتور رہوں۔ یہ ایسی جنگ تھی جس کا مجھے بہت تجربہ تھا۔ ہر دفعہ جب کبھی میں اطالوی سیاسی زندگی کی شکل صورتوں کو جتلا دینا، سیاسیات کو ذاتیات سے بدل کر خلوص، صاف گوئی اور وفاداری کے رنگوں میں پیش کرنا چاہتا تھا تو ہمیشہ میسنری میرے خلاف کھڑی ہو جاتی تھی لیکن اس تنظیم کو جو کبھی بہت طاقتور تھی میں نے بہر حال شکست دے دی، میرے خلاف وہ کامیاب نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی۔ اطالویوں نے یہ جنگ میرے لئے

جیتی اور انھوں نے اس کوڑھ کا علاج دریافت کرلیا۔

آج ہم اطالیہ میں کھلی فضا میں سانس لیتے ہیں اور زندگی روز روشن کے خوشگوار ماحول میں کھلی پڑی ہے!

جب 'بونومی' کو زوال ہوا تو بادشاہ نے بہت سے دماغوں سے مشورہ کیا۔ مجھے بھی دو مرتبہ ان کے سرکاری محل 'کیوری نال' میں جہاں کانفرنسیں منعقد ہوتی تھیں اسی سلسلہ میں یاد فرمایا گیا بعض اسباب کے تحت میں نے جو کچھ حکمران کے حضور میں کہا یہاں بیان نہیں کرسکتا۔ سیاسی نزاع نے غیر معمولی رُخ اختیار کیا اور ہم اندھیرے میں راستہ ٹٹول رہے تھے۔ ان لوگوں کی تعداد جو سیاسی میدان میں تھے اور جو اقلیت کی جگہ پُر کرنے کی اہلیت رکھتے تھے بہت محدود تھی۔ انھوں نے پہلے 'آرلینڈو' کی طرف دیکھا پھر 'ڈی نکولا' کی طرف لیکن حالات حاضرہ کے تحت کوئی بھی وزارت قائم کرنے کی ذمہ داری نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے وہ 'بونومی' کی طرف واپس لوٹے جس کو دوسری دفعہ پھر شکست ہوئی جبکہ اس نے اپنے آپ کو ایوان میں پیش کیا۔

نئے مشورے ہوئے اور نئی تجویزیں ہوئیں لیکن ہمیشہ وہی چند نام لئے گئے —— آرلینڈو، ڈی نکولا اور بونومی! جو تصویر پیش کی گئی وہ وہی مجبوری کی تھی جو کئی جمہوریتوں کو مصیبتوں میں مبتلا کر چکی تھی اور جو کئی ممالک کو اس طرح رسوا کر چکی تھی کہ انھوں نے اپنی زندگی کے سالوں کی تعداد سے زیادہ حکومتیں اور وزارتیں بدل دی تھیں۔ یہی خصوصیات رہنمائی کے لئے بھی ضروری سمجھے گئے اور لیڈروں سے کہا گیا کہ وہ کچھ ردّو بدل کرکے باہمی سمجھوتے کے ساتھ مصالحت کریں۔ اس سے موجودہ گھٹیا طریقہ کار دائمی ہو جاتا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ طریقہ کار قانون سازوں کو عزیز ہو لیکن عملی طور پر اس کی بالکل ہی دوسری حیثیت تھی۔

'پاپولر' اور 'کیتھالک' پارٹی نے اپنی بڑی سیاسی ذہنیت کے مدنظر جس کے سبب وہ درپردہ غیر معمولی قدامت پرست اور بظاہر انقلاب پسند تھی 'گیولٹی' کی واپسی کے خلاف

رائے دی ء پاپولاری' کی حیثیت عجیب تھی ۔ بدقسمتی سے ایوان میں وہ ایک طاقتور جماعت پر قابض تھے ۔ اقتدار کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے انھوں نے گیولٹی' کے خلاف رائے دی اور بونومی' کو مدد دینے سے انکار کر دیا ۔ انھوں نے کسی بھی وزارت کو عارضی طور پر بھی تشکیل پانے نہیں دیا ۔

مشوروں کے باوجود بھی وہی نام پیش ہوتے تھے ۔ یہ پہلا جمود تھا جو کمزور جمہوریت پر آخر کار طاری ہوتا ہے ۔ وہ سیاسی منطق، معمولی سمجھ اور بدقسمتی سے خود اطالیہ کے بھی پرخچے اڑا رہا تھا ۔ آخر کار 'فیاکٹا وزارت' قائم ہوئی ۔ اس پارلیمنٹ کے رکن کے معمولی انتخاب کو جو گیولٹی' سے گہرا تعلق رکھتا تھا موجودہ بُرے وقت کی حفاظت کے لئے واحد جائے پناہ بنایا گیا ۔ ہر روز ہم عزت کی سیڑھی سے ایک قدم نیچے اتر رہے تھے ۔ ان حالات کے ماتحت اور اس خیال سے بھی کہ 'فیاکٹا' نے اس بوجھ کو اٹھالیا جس کو کوئی اور اٹھانے کے لئے تیار نہ تھا بہرحال میں نے اپنے اخبار میں یہ اعلان کرنے میں پس وپیش نہیں کیا کہ نئی کابینہ جو کہ بے رنگ ہے ممکن ہے کوئی نہ کوئی کام کرے ۔ میں یہ کہنے کے لئے بھی تیار تھا کہ اور کچھ نہیں تو وہ کم از کم آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتی ہے خواہ وہ معمولی نظم ونسق کی حد تک ہی کیوں نہ ہو ۔ وہ حکومت بُری ہے جو کچھ نہیں کرتی اور اس سے بدتر وہ جو نظم ونسق بھی منضبط نہیں کرتی ایسا کہ جو اس کا اپنا کہلائے ۔

'فیاکٹا' پارلیمنٹ کا ایک خرانٹ رکن تھا اور وہ ایک ایسا شخص تھا جیسا کہ پرانی مہر کا ابھرا ہوا حرف ہوتا ہے ۔ اپنے معاصرین کی تیسرے درجہ کی اخلاقیات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ صرف ایک ہستی سے عقیدت رکھتا تھا اور وہ ہستی اس کے استاد گیولٹی' کی تھی ۔ 'فیناکٹا' دوسرے زمانہ میں وزیر خزانہ رہ چکا تھا ۔ جیسا کہ اس کے دوست بھی کہتے تھے نازک مواقع پر بھی وہ وزارتی سخت کارروائی کرنے کی جرأت نہیں رکھتا تھا اس کو جماعتوں کی جدوجہد، فسطائیت کی طاقت اور نازک بین الاقوامی خارجی واقعات کا

مقابلہ کرتا تھا۔

ان حالات کے ماتحت قدیم لبرل اطالیہ اپنے مسائل کو سلجھانے کی کوشش، پارلیمانی جھگڑوں بے تکے پن کی غیر موزوں سازشوں، شخصی اقتدار کی کوشش، متواتر نزاعات اور صحافتی ہنگاموں کے ساتھ اطالیہ کو نقصان پہنچا رہا تھا۔ ایسے اطالیہ کو جو انجمن امداد باہمی کو سدھارنے میں جدوجہد کر رہا تھا، جس کے دیہی بینک ناکافی تھے، جس کا معاشی نظام حقیر اور غیر ضروری تھا، جس کی خیرات غیر موزوں اور ناعاقبت اندیش تھی، جس کا درجہ ایک ادنیٰ ملازم کا سا تھا، جس کے کندھے پر رومال اس لئے تھا کہ وہ بین الاقوامی کانفرنس میں دوسروں کا منہ صاف کرے، ایک ماں کی طرح دوسروں کی سربراہی کرے، اور ایک محنتی سپوت کی طرح دوسروں کی سرزمین کو اپنے خون سے سینچے ——— یہ تھی اطالیہ کی رہنمائی اور یہ تھی اس کی قسمت!

"فیناکٹا" پرانی دنیا کی پوری طرح نمائندگی کرتا تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جسے دفعتاً بہت سے سرابینے والوں کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ وہ اکثر کہتا تھا کہ وہ نہیں سمجھ سکا کہ اسے اطالوی حکومت کا صدر رکیوں بنا دیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ کا یہ بڈھا رکن کہتا تھا کہ وہ لوگ جو اس کے اطراف ہیں اور جنھوں نے اس کو بااثر اور طاقتور بنایا ہے وہ سب کے سب قدیم لبرل جمہوری دنیا کے رہے سہے نام لیوا ہیں اور جو اب وقت کے پیچھے ہیں اور تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور اپنی حفاظت کے لئے کسی نہ کسی طرح مصالحت کے لئے بہانہ ڈھونڈھ رہے ہیں۔

لیکن فسطائیت کی طاقت وذہین متحرک ہو چکی تھی۔ کوئی بھی اس کی راہ میں حائل ہو کر اسے روک نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کا صرف ایک ہی مقصد تھا اور وہ مقصد اطالیہ کے لئے ایک حکومت مہیا کرنا تھا۔

ان دنوں فسطائیت کے انقطاع اور اس کی تقسیم کی کوششیں ہو رہی تھیں لیکن میں نے قلم کی چند جنبشوں اور اندرونی تنظیم سے ان کو مٹا دیا۔ مجھے ایسی عام غلطیوں کی بہ نسبت "قیوم" کے ایک حادثے سے زیادہ دکھ پہنچا۔ وہاں "زانیلا" نامی ایک دغاباز اطالوی نے اطالویوں کے خلاف

ایک سازش کی۔ فسطائیوں نے اس کو ملک سے باہر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس خود مختار اور "جوگوسلاویا" کے بڑے نمائندے کو مجبوراً وہ بدقسمت شہر چھوڑنا پڑا جو اطالیہ ہی کے طفیل میں امن و امان کا ماحول پیدا کر سکا تھا۔

اس موقع پر "ہیپسبرگ" کا چارلس "سینٹ اسٹیفن" کا تاج حاصل کرنے کی دو مرتبہ ناکام کوشش کے بعد مر اتھا۔ تاریخ نے اپنا بدلہ لے لیا تھا اور "ہیپسبرگ" کے خاندان کی واپسی کا آخری موقع بھی ختم کر دیا تھا۔ اطالوی تاریخ میں اس حکمران خاندان نے ہمیشہ بدبختانہ اثرات کی نمائندگی کی ہے اور وہ ہمارے استحکام کے لئے دائمی طور پر سنگ راہ تھا۔

"جنیوا" کانفرنس اس وقت منعقد ہوئی جبکہ عوام نہ اس کی طرف گہری توجہ کر رہے تھے اور نہ اس سے دلچسپی لے رہے تھے، ان کی زندگیاں امید و بیم کے عالم میں تھیں، ابھی قنوطی اور ابھی رجائی!

مئی کی پہلی تاریخ کو تمام تہا "مزدوروں کی تقریب" تھی۔ اس تقریب کی نمایاں خصوصیتیں بدقسمتی سے انتشار کی اور اشتمالی حملے اور بلوے تھے حتیٰ کہ اعلان جنگ کی سالگرہ بھی جو ۲۴ مئی کو واقع ہوئی خون کے چھینٹوں سے داغ دار تھی۔ تمام اطالیہ میں سنجیدہ تقاریب ہو رہی تھیں لیکن روما میں اشتمالیوں نے اس "پریڈ" پر آتشباری کی جو "این ریکوٹوٹی" کے اعزاز میں منعقد ہوئی تھی۔ یہ وہی رومی تھا جس نے نہ صرف اپنی زندگی کو بلکہ اس کے سہارے کو بھی مغرور دشمنوں کے مقابلہ میں پیش کر دیا تھا۔ اس آتشباری میں ایک شخص ہلاک ہوا اور ۲۴ زخمی ہوئے۔

گویا کہ یہ حادثہ کافی نہیں تھا ——— مزدوروں کی متحدہ جماعت نے جو فسطائیت کی مخالف تھی، ایک عام ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ یہ بہت زیادتی تھی! حکومت کی طرف سے عمل کی کوئی علامت ظاہر نہیں تھی میں نے بغیر کسی تامل کے فسطائیوں کو صف آرا ہونے کا حکم دیدیا۔ میں نے عہد کیا کہ "ہم اس سُرخ تحریک کی کمر توڑ دیں گے۔ ہم ضرور اس سے ٹکرائیں گے اور بہت ممکن ہے کہ اس درندہ کو ہمیشہ کے لئے کچل دیں"۔

متوسط طبقوں اور حکومت کے نامعقول رویّہ کے لحاظ سے ہمارے بہادرانہ تصفیہ نے جو پورے نشیب و فراز، یقین اور ذمہ داری کے بعد اختیار کیا گیا تھا اشتراکیوں اور اشتمالیوں کو ٹھنڈا کر دیا۔ فسطائی صف آرائی بجلی کی طرح اس مکدر فضا میں کوندی۔

اسی دن ہڑتال ختم ہو گئی۔ عام سڑکوں پر، چوراہوں پر اور میدانوں میں فسطائی مداخلت نے ایک قسم کا نظم قائم کر دیا لیکن 'مانٹی سی ٹورلو' کی پارلیمنٹ میں ہمیشہ کی طرح ریشہ دوانیاں جاری رہیں حاکموں اور پروگراموں کو منضبط کرنے کے لئے پس و پیش ہوتا رہا کبھی رجحان آمریت کی طرف ہوتا اور کبھی اشتمالیوں کے ساتھ اشتراکِ عمل کی طرف۔ ایسے میں ۱۲ جولائی کو وزیر خزانہ 'ڈیبیانو' نے ایک بیان دیا جو ہماری انتہائی بے چینی کا باعث ہوا۔

قومی بجٹ میں ساڑھے ساٹھ ارب کا خسارہ تھا۔ یہ رقم اطالیہ کے لئے بہت بڑی تھی اور ہمارے معاشی نظام کے لئے ناقابل برداشت، داخلی اور خارجی پالیسی پر معاشی تباہی کی ضرب اضافہ تھی۔ وزیر 'فیاکٹا' نے غیر معمولی طور پر اپنی نااہلی کا مظاہرہ کیا تھا۔ ۱۹ جولائی ۱۹۲۲ء کو میں نے پارلیمنٹ میں ایک تقریر کی جس میں علانیہ فسطائی جماعت کی آراء کی تقویت کو موجودہ وزارت سے ہٹا لیا تھا۔ اشتراکیوں کی صحیح طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو حکومت کے ساتھ اس لئے اشتراکِ عمل کرنا چاہتے تھے کہ اس کو اور زیادہ نشانۂ ملامت بنا سکیں اور 'پاپولاری' جماعت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو غلطی سے اپنے آپ کو موقع کا مالک سمجھتی ہے میں نے خود وزیر اعظم سے حسب ذیل صاف اور چبھتے ہوئے الفاظ کہے۔

"معزز فیاکٹا! میں کہتا ہوں کہ آپ کی وزارت باقی نہیں رہ سکتی کیونکہ وہ ہر طرح سے ناموزوں سی ہے دوسرے الفاظ میں میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی وزارت اپنی زندگی کے دن بڑھا نہیں سکتی، شکر کیجئے ان لوگوں کا جنھوں نے آپ کو تقویت پہنچائی! یہی روایتی رسّی مدد کرتی ہے اُن لوگوں کی جو اس سے لٹک رہے ہیں۔ بہر حال آپ کی مدد کرنے والے آپ کی وزارت کے رویّہ کی تصدیق کرنے موجود ہیں۔ کونسل کے صدر ہوتے پر آپ نے اظہار تعجب کیا تھا"۔

میں نے "فیاکٹا" کی غلط پالیسی کی جانچ شروع کی اور یہ اعتراف کرتے ہوئے ختم کیا کہ فسطائیت پارلیمانی اکثریت سے علیحدہ ہو کر ایک سیاسی اور اخلاقی بلندی حاصل کر سکی! "اکثریت کا جزو ہونا ناممکن ہے" میں نے اضافہ کیا "اور اس کے ساتھ ہی باہر کام کرنا بھی جیسا کہ فسطائیت اب کرنے پر مجبور ہے ناممکن ہے"۔ میرے ان الفاظ سے ایک گڑبڑ سی مچ گئی لیکن اس میں اضافہ اس وقت ہوا جبکہ میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "فسطائیت اپنا تصفیہ آپ کر لیگی۔ غالباً وہ بہت جلد ہی کہہ دیگی کہ آیا وہ ایک جائز جماعت یعنی حکومت کی جماعت بننا چاہتی ہے یا یہ کہ مخالف جماعت۔ آخر الذکر صورت میں وہ حکومت کی اکثریت میں شامل نہیں رہیگی اور نتیجہ کے طور پر ظاہر ہے کہ وہ اس ایوان میں شریک نہیں ہو سکے گی"۔

اس طرح میں نے نہ صرف زوال پذیر "فیاکٹا" وزارت بلکہ کسی بھی نئی حکومت کو ایک زوردار دھمکی دی تھی۔ میں نے اپنے ارادہ کا اظہار اور موجودہ حیثیت کا اعلان کر دیا تھا۔ اسی دن "فیاکٹا" وزارت ٹوٹ گئی اور پھر وہ دوبارہ اندھیرے میں راستہ ٹٹولنے لگے اور جانشین کے متلاشی ہوئے "آرلینڈو، بونومی، فیاکٹا، گیولٹی ——— پھر یہی نام پھر کر زبانوں پر تھے۔ حذف و تفریق کے بعد آخر کار "میڈا" کا نام تجویز ہوا۔ وہ پاپولر پارٹی کی طرف سے میلان کا نمائندہ تھا اور یہی وہ شخص تھا جو "پاپولاری" اراکین کا سردار تھا جو ہر وزارت کو خفیہ اور سازشی طریقہ کار سے اپنے قبضہ میں رکھتے تھے۔ "میڈا" جو وزیر ہو چکا تھا خوف کے مارے بظاہر انکار کرتا رہا۔ ہمارا خیال تھا کہ کوئی بھی اطالیہ میں اس قسم کا بوجھ نہیں اٹھائے گا جس میں پادری اور احراری دونوں شامل ہوں۔ حریت اور جمہوریت نے جس قسم کی طاقت کا مطالبہ کیا تھا کم از کم اب تو اس کو کوئی چھو نہیں سکتا۔

ان حالات میں اشتراکیوں نے قوم کو خوب دھوکا دیا جبکہ فسطائیوں نے خاموشی کے ساتھ خورونوش کا انتظام کیا جو کہ قومی وقار کے حصول کی جنگ میں ہتھیار اور قوت ارادی کا

کام دیتے تھے۔ جبکہ ان مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کے طریقوں پر غور کرنے کے لئے کانفرنس ہو رہی تھی اور جبکہ حکومت کے قیام کی کوئی تدبیر سوجھائی نہیں دے رہی تھی اطالیہ میں ایک غیر ظاہر موقع پیدا ہوا یعنی جماعت کی پوری طاقت نے جس میں مزدوروں کی اتحادی جماعت، اشتراکی پارلیمانی جماعت اور جمہوری جماعت شامل تھی اطالیہ میں ایک عام ہڑتال کر دی۔ اس کی نوعیت بالکل مخالف فسطائیت تھی۔ بظاہر اس کا اعلان تھا کہ وہ اس پبلک آزادی کی حفاظت کرنا چاہتی ہے جو فسطائیوں کی وجہ سے معرض خطر میں ہے۔

سیاست کی یہ غلط راہ روی جس نے ماضی میں ہر قسم کی آزادی کو کچل دیا تھا، اخلاق، امن اور ہر قسم کے نظم کو درہم برہم کر دیا تھا فسطائیت اور اطالویوں کے خلاف کوئی اور زیادہ جابر اور نا انصافانہ کارروائی نہیں کر سکتی تھی۔ ان دنوں میں جبکہ غلط طاقتیں کام کر رہی تھیں میں نے اٹل فیصلے کئے۔ ہماری ترقیوں نے رفتہ رفتہ سیاسی اور فوجی طاقت کی شکل اختیار کرنی شروع کی۔ جس کی بدولت بعد میں ہم نے روما پر اپنے اقتدار کی فتح حاصل کی۔

فسطائیت کے خلاف جو مظاہرے ہو رہے تھے ان کے جواب میں میں نے فسطائیوں کو صف آرا ہونے کے لئے دوبارہ حکم عالی جاری کیا۔ فاسی اٹالیانی ڈی کمباٹی منٹو، کی کونسل کو مستقل طور پر کام جاری رکھنے اور فسطائی اہل حرفت کو عوام کی خدمت گذاری کی ہدایت دی گئی۔ انکوا ڈرسٹی، کو مخالف انتظامات برخاست کرنے کے لئے متعین کیا گیا۔ میلان کی فسطائی جماعت نے "اوانتی" پر حملہ کیا جو ہمارے مخالفین کی صف میں پیش پیش دکھائی دیتا تھا۔ انھوں نے اس کے دفاتر جلا دیئے اور راستہ کی موٹروں پر قبضہ کر لیا۔ ہڑتال کے باوجود بھی انھوں نے عوام کی خدمات کے لئے عملی راستہ تیار کر لیا۔ ہڑتال کو روکنے سے حکومت قاصر تھی لیکن حکومت کی جگہ ایک نئی طاقت نے لے لی تھی۔ فسطائیوں نے جو پوری طرح مسلح تھے برقی اسٹیشنوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ ضروری تھا کہ بلوے اور ہنگامے کے مراکز کو ہمیشہ کے لئے تباہ کر دیا جائے اسی لئے فسطائیوں نے ایسا رویہ اختیار کیا۔ صرف میلان ہی میں تین نوجوان سیاہ قمیصیوں کی جان گئی۔ ان میں سے دو تو جامعہ کے

طالب علم تھے ۔ ان کے علاوہ ہمارے بہت سے لڑکے زخمی ہوئے ۔
طاقت کی آزمائش اب کامیاب ہو چکی تھی اور اطالیہ کے دشمنوں پر قابو حاصل کر لیا گیا تھا۔ وہ ذمہ داری کو احمقانہ خطابت کے ادبی میدان میں آگے اور پیچھے کر رہے تھے ۔ عوام کی زندگیاں عام حالت پر واپس لوٹ چکی تھیں ۔ فسطائیت نے صرف آئندہ کے اطالیہ پر چھا جانے کا مظاہرہ نہ صرف طاقت سے کیا تھا بلکہ بنیادی، مستقل، دانشمندانہ اور بے غرض قوم پرستانہ جذبات سے بھی آشکارا کیا تھا ۔ ہمارے مخالف شکست کھا چکے تھے ، پریشان تھے اور دب چکے تھے ۔ انھیں معلوم ہو چکا تھا کہ اب فسطائیت ایک ایسی طاقت ہو چکی ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ کوریری ڈیلا سیرا ، جو میلان کا سنجیدہ اور ایک حد تک قابل تعریف اخبار تھا ، جس نے ہمیشہ متوسط طبقہ کی ترجمانی کی تھی اور جس نے کچھ عرصہ پہلے ایک اشتراکی رہنما وفیلپو ٹیوراٹی ، کی ستائش کی تھی اب محسوس کرنے لگا تھا کہ حکومت کے معاملات میں فسطائیت کی آواز کو وزن دینا ضروری تھا ۔ یہ غیر تشفی بخش حالت جاری رہی ۔ بادشاہ نے بھی مجھے یاد فرمایا ۔ آرلینڈو نے بھی میں نے ملاقاتیں کیں ۔ یکے بعد دیگرے سب کوششیں رائیگاں گئیں ۔ اس لئے تھک کر وہ پھر فیاکٹا سے رجوع ہوئے ۔ اس نے میرے ہاں پیامبر بھیجے یہ پوچھنے کے لئے کہ کن شرائط کے ماتحت فسطائی نئی حکومت کے عہدے قبول کرنے تیار ہوں گے ۔ میں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ فسطائی اہم ترین عہدوں کا مطالبہ کریں گے ۔

مجھے کابینہ میں شامل ہونے کے لئے مجبور کیا گیا ——— لیکن یہ کس قدر لغویت تھی !
حقیقت میں مجھے وزارت سے باہر رہنا چاہئیے تھا تاکہ میں آزادی کے ساتھ سوچ سکوں اور تبصرہ کر سکوں اور اگر ضرورت ہو تو عملی اقدام کر سکوں ۔ میرے مطالبے بہر حال فسطائی نمائندگی کے متعلق ضرورت سے زیادہ سمجھے گئے ۔ فیاکٹا ، وزارت نے ہمارے بغیر اپنا قدم بڑھایا لیکن پہلے ہی قدم پر عوام نے اس کی مخالفت شروع کر دی ۔
دوست اور دشمن سبھی کی نظریں فسطائیت کی طرف تھیں ۔ یہی ایک ایسا عنصر تھا جس سے

اطالوی زندگی میں دلچسپی کی چنگاری بھڑک اٹھی۔ میں نے اپنے دل میں تصفیہ کر لیا تھا کہ سیاہ قمیضیوں کی رہنمائی میں خود ہی کروں گا اور میں روما پر دھاوا کرنے کا عزم بھی کر چکا تھا۔ یہ موقع اس کے سوا کوئی اور حل نہیں پیش کرتا تھا۔

۱۶ اکتوبر کو میں نے ایک جنرل کو میلان بلایا جو حقیقت میں فسطائی عقیدہ کا شیدائی تھا۔ اور میں نے ایک فوجی اور سیاسی تنظیم کا خاکہ پرانے رومی طرز پر کیا۔ فسطائیوں کو "پرن سی پی" اور "ٹرپاری" میں تقسیم کیا رہنماؤں کے مشورہ کے بعد ہم نے ایک وردی، اظہار جذبات کے فقرہ، اور "عیور روم مرور" کے خفیہ لفظ کا تعین کیا۔ اطالیہ کے ہر صوبہ کے فسطائیت کے موافق و مخالف مواقع سے میں واقف تھا۔ میں دریائے "ٹرینبن" کے کنارے کنارے "امبریا" کی طرف ہٹ کر روما پہنچ سکتا تھا۔ جنوب سے "پوگلی" اور "نیپلز" کے جتھے مجھ سے مل سکتے تھے۔ "انکونا" کے اطراف جو مخالف علاقہ تھا وہی ایک سنگِ راہ تھا۔ میں نے "آرپی ٹاٹی" اور فسطائیت کے دوسرے کارندوں کو طلب کیا اور حکم دیا کہ "انکونا" کے علاقہ کو اشتراکی اشتمالی اقتدار سے رہا کریں۔ وہ شہر جو دہشت پیدا کرنے والوں کے قبضہ میں سمجھا جاتا تھا۔ بالکل فوجی طریقے کے مطابق فتح کر لیا گیا۔ اس سلسلہ میں کچھ اموات واقع ہوئیں اور کچھ لوگ زخمی ہوئے۔ یہ بہت برا تھا لیکن اب فسطائیت کی مخالف طاقتیں ٹوٹ چکی تھیں۔ صرف روما ہی میں فسطائیت کی مخالف جماعتیں جمع تھیں اور انھیں اپنے مقام پر واپس کر دیا گیا، "مانٹی سی ٹوریو" کو جہاں پارلیمنٹ کے اجلاس ہوتے تھے۔

ہمارے صوبوں پر روشنی کی ایک نئی کرن جھلملائی۔ ہم نہایت آزادی کے ساتھ سانس لے سکتے تھے۔ فسطائیت کی طوفان خیز لہر اب پوری طرح اٹھ رہی تھی۔ مشہور ناقد، عالمگیر شہرت رکھنے والے مورخ اور چار دانگ عالم کے مفکر سبھی میری تحریک اور رہنمائی کو دلچسپی کی نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ جب میں دہریت کے خلاف اداریے لکھ رہا تھا تو میں نے لکھا: "فسطائیت آج زندگی کے پہلے زینے پر ہے اور یہ زینہ مسیح کا ہے

جلدی مت کرو، دوسرا زینہ سینٹ پال کا اس کے بعد آئے گا۔"

ان دنوں میں روما اور اقتدار پر فتح پانے کی جزئیات تیار کر رہا تھا۔ یقیناً میں کسی شخصی اقتدار کے سراب سے متاثر نہیں ہوا، نہ کسی اور دھوکے سے اور سیاسی انانیت کی خواہش سے!

زندگی کے متعلق میرا نظریہ یہ تھا کہ ہمیشہ دوسروں کا لحاظ کیا جائے۔ میں نے تاریکی میں نظریوں کی تلاش کی ہے لیکن کبھی میں نے اپنی گلوخلاصی کی فکر نہیں کی بلکہ ہمیشہ دوسروں کا خیال کیا ہے میں نے جنگ کی ہے اپنے فائدے کے لئے نہیں بلکہ راست ہو یا توسط سے بہرحال میں نے ہمیشہ قوم کے بہترین مفاد کا خیال پیش نظر رکھا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اطالیہ پر اس کی بہبودی اور بھلائی کے لئے فسطائیت کی حکومت ہو۔

بعض وجوہ سے میں تمام طریقہ ہائے کار کو یہاں بیان نہیں کر سکتا حتی کہ بعض معمولی باتوں کو بھی جن پر میں اُن دنوں عمل پیرا تھا۔ ان میں سے بعض سیاسی اور خفیہ ہیں جن کے متعلق میرا خاموش رہنا ضروری ہے۔ میرا اخبار "پاپولوڈی اٹالیہ" میرے دشمنوں یا غیروں کی توجہ کو اس طرف متوجہ کرائے بغیر روما پر چڑھائی کا روحانی اور مادی مرکز بن چکا تھا۔ وہ ہمارے خیالات اور عمل کا مرکز تھا۔ فوجی اور سیاسی دونوں طاقتیں میرے احکام کے آگے سر جھکا دیتی تھیں۔ میں نے سارے خاکوں اور تجویزوں کا وزن معلوم کیا اور آخر کار سوچ سمجھ کر میں نے خود تیار کیا اور اُن ہی پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ہی "ٹرینٹو، انکونا، بول زانو جیسے مقامات پر جہاں ہماری کارگزاری مشتبہ تھی بڑے پیمانہ پر فوجی نقل وحرکت کی تیاری کی گئی۔

میں چاہتا تھا کہ فسطائیوں کی دماغی کیفیتوں سے اپنے آپ کو باخبر رکھوں اور ان کی صلاحیت اور استقامت کا اندازہ کروں۔ اسی وجہ سے اطالیہ کے مختلف حصوں میں چار اہم تقریریں کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ ان تقاریر میں میں نے آئندہ کی پالیسی پیش کی تھی اور فسطائیت کی منزل مقصود کی رہنمائی بڑی احتیاط سے کی تھی۔ وہ اقتدار کی فتح تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میں مجمع سے لطف وکرم کا واسطہ قائم کروں۔ میں نے ہمیشہ مجمع کے آگے تلخ حقیقتوں کا کھلے بندوں

اظہار کیا ہے بعض دفعہ تو سختی اور درشتی کی حد تک بھی پہنچ گیا ہوں ۔ دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں یہ ایک متضاد کارنامہ ہے کیونکہ اکثر و بیشتر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر ملک اور ہر زمانہ میں سیاسی جماعتیں مجمع کی چاپلوسی کیا کرتی ہیں ۔

مثال کے طور پر روما پر چڑھائی کے ایک مہینہ پہلے ۱۷ ستمبر ۱۹۲۲ء کو میں نے لکھا تھا کہ یہ جو مجمع کو موہ لینے کے خیال کا سنگ بنیاد ترقی کرتے کرتے قصر کی شکل اختیار کر چکا ہے ۔ سب سے پہلے اس کو ڈھا دینے کی ضرورت ہے ۔

فسطائی جلسے جن میں میں شریک رہا ہوں 'یوڈائن' میں، شمالی اطالیہ میں 'کریمونا میں' وادی 'پو' میں، جنوبی اطالیہ کے مرکز حرفتی میلان میں اور نیپلز میں منعقد ہوئے ۔ میں چاہتا تھا کہ ان اضلاع کے صحیح حالات سے خود شخصی طور پر واقفیت پیدا کر دوں ۔ مجھے فاتح تسلیم کیا گیا ۔ اس سے میں نے بڑائی محسوس کی لیکن یقین مانئے مجھ میں غرور نہیں پیدا ہوا ۔ میں اپنے آپ کو طاقتور محسوس کرنے لگا لیکن اس کا بھی احساس ہوا کہ مجھ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے ان چار شہروں میں جو مختلف اعتبار سے ایک دوسرے سے الگ الگ تھے میں نے ایک ہی جذبہ دیکھا ۔ میرے ساتھ اطالوی قوم کا 'ایماندار' نیک، صاف اور مخلص جذبہ تھا ۔

میں نے دفاسسی اٹالیانی ڈی کمباٹی منٹو، کی مرکزی مجلس کو طلب کیا اور ہم نے سیاہ قمیصیوں کی روما پر فاتحانہ چڑھائی کی نقل و حرکت کا خاکہ تیار کیا ۔

ان دنوں میلان کے 'سرکولوسیا' میں تقریر کرتے ہوئے میں نے اپنے آزمودہ لوگوں سے بیان کیا کہ ہم آخر کار 'حریت کے زوال کے قریب آگئے ہیں جہاں سے فسطائیت کا عروج ہوگا جو ایک نئی اطالیہ کا ضامن ہوگا !''

ساتواں باب

فتح رُوما

اب ہم ابد مدت شہر کی تاریخی چڑھائی کے لئے آمادہ تھے۔

صوبوں کا دورہ مکمل کر کے اور ان کے حالات کا اندازہ کر کے، سیاہ قمیصیوں کے مختلف سرداروں کے بیانات سُن کر، اور عمل کا خاکہ منتخب کر کے اور موقع سے فائدہ اٹھانے کا عزم کر کے میں نے "فلارنس" میں فسطائی تحریک کے سرداروں اور عملی کام کرنے والوں کو یکجا جمع کیا۔ ان میں مائیکیل بیانچی، ڈی بونو، اٹالو بالبو، گیوریاٹی، وغیرہ شامل تھے۔ اس خاموش کانفرنس میں کسی نے تجویز پیش کی کہ ۴ نومبر کو فتح کی سالگرہ کی تقریب میں سیاہ قمیصیوں کی نقل و حرکت ہونا چاہیئے لیکن میں نے یہ تجویز ناپسند کی کیونکہ اس انقلابی تحریک کے جزو سے یادگار کا ایک دن خراب ہوتا تھا۔

یہ ضروری تھا کہ ہم اپنی تحریک کو موقع کے پورے فوائد پہنچائیں اور اس کو پوری طرح بھڑک اٹھنے دیں اور یہ بھی لازمی تھا کہ نہ صرف فوجی پہلو پر غور کریں بلکہ سیاسی اثرات اور اُن کی قدر و قیمت کا بھی اندازہ لگائیں۔ آخر کار ہمیں جارحانہ قبضہ کے بکلیف وہ امکانات پر غور کرنا پڑا ورنہ ایک چھوٹی سی فروگذاشت ہمارے سارے منصوبوں کو خاک میں ملا سکتی تھی ہم مجبور ہوئے قبل از قبل یہ طے کرنے کے لئے کہ کب، کیونکر، کن ذرائع سے، کن اشخاص سے اور کن مقاصد کے تحت فسطائیوں کو ہوشیاری کے ساتھ بر سر عمل ہونا چاہیئے۔

نیپلز کا فسطائی جلسہ جو ہمارا دوسرا بڑا جلسہ تھا اپنے ضبط اور نقاریر کی ظاہر داریوں میں ہماری صف آرائیوں کی ابتدا کو چھپا سکا۔ ایک مقررہ وقت پر سارے اطالیہ کے

عملی دستوں کو مسلح ہوتا تھا اور انھیں شہروں، ڈاک خانوں، پولیس کے صدر دفاتر، ریل روڈ اسٹیشن، اور فوجی بارکس پر قبضہ کرنا تھا۔

فسطائی جتھوں کو روما کی طرف دریائے "ٹرہنین" کے کنارے کنارے اپنے اپنے سرداروں کے ساتھ جانا تھا۔ اسی قسم کی نقل وحرکت "ایڈریاٹک" کی سمت بھی ہونی تھی جہاں سے "روماگنا، مارچے، ایبروزی" صوبوں کی طاقت کو اکٹھا ہونا تھا۔ یہ منصوبہ یہ چاہتا تھا کہ ہم "انکوتا" کو اشتراکی انتہائی حدود سے آزاد کرائیں اور ہوا بھی یہی۔ اطالیہ کے درمیانی حصّہ سے جو جتھے نیپلز میں جمع ہونے کے لئے تیار ہو رہے تھے ان کی بھی روما کی طرف رہنمائی کی گئی۔ انھیں فسطائی سوار مدد پہنچا رہے تھے جو "کاراڈونا" کے زیر قیادت تھے۔

جس وقت فسطائی فوجوں نے حرکت کا تصفیہ کیا اور عملی اقدام کیا اسی وقت مارشل لا، فسطائیت کے سخت قوانین جو سپاہی اور عہدہ دار دونوں کے لئے یکساں تھے نافذ کئے گئے۔ ہماری "نیاشنل ڈائرکٹریٹ" کا سیاسی اقتدار فوراً ہی فوجی نظم کی شکل میں منتقل ہو کر چار عہدہ داروں جنرل ڈی بونو، جنرل ڈی وچی، جنرل اٹالو بالبو، اور جنرل مائکیل بیانچی کے ہاتھوں میں ہو گیا۔ میں ان چاروں کی کمیٹی کا صدر تھا۔ میں ڈوچے (رہنما) تھا اور ان چاروں کے کام کی ذمہ داری بھی مجھ ہی پر عائد ہوتی تھی، اور یہ ذمہ داری نہ صرف فسطائیت کی حد تک تھی بلکہ سارے اطالیہ کی حد تک۔

ہم نے جمع ہونے کا عام صدر مقام "امبریا" کے دار السلطنت "پیروگیا" کو بنایا جہاں سے کئی راہیں مرکز کی طرف جاتی تھیں اور جہاں سے روما پہنچنا آسان بھی تھا۔ سوئے اتفاق سے اگر سیاسی اور فوجی کارروائی ناکام بھی ہو تو ہم سلسلہ "اپی نائز" کو عبور کر کے وادئ "پو" میں پہنچ جا سکتے تھے۔ یہ علاقہ ہر تاریخی انقلابی تحریک کے زمانہ میں ہمیشہ صحیح طور پر "موقع کی کلید" سمجھا گیا تھا۔ وہاں ہمارا تسلط مکمل تھا۔ ہم نے عبور و مرور کے لئے لفظ کا تعین کر لیا تھا اور اپنی نقل وحرکت کی تفصیلات مقرر کر لی تھیں۔ ہر چیز کی اطلاع مجھے "پاپولو ڈی اٹالیہ" کے دفتر میں

ملی تھی۔ آزمودہ فسطائی بیا مبر مکڑی کی طرح جالا بن رہے تھے۔ میں نے اعلان لکھا تھا جس کو نقل وحرکت سے پہلے ملک کے آگے پڑھنا تھا۔ ہمیں بہت ہی وفادار اور ناقابل فراموش دستوں سے معلوم ہوا تھا کہ فوج جب تک کوئی غیر معمولی واقعہ نہ پیدا ہو اپنے آپ کو غیر جانبدار رکھنے والی تھی۔

نیپلز کی تاریخی کانگریس میں میری افتتاحیہ تقریر کے بعد جس میں فسطائی نقل وحرکت کا خاکہ پیش کیا گیا تھا اور نیپلز کو بحیرہ روم کی ملکہ کا خطاب دینے کے بعد عام مباحث جاری رہے جن کا کوئی خاص مقصد نہ تھا سوائے اس کے کہ وقت حاصل کیا جائے۔ ان مباحث کا لیڈر مائکیل بیانچی تھا جو روما پر چڑھائی کرنے والے چار عہدہ داروں میں سے ایک تھا۔ اس زمانہ میں میں نے ایک خاص سیاسی رجحان نمایاں کیا تھا۔ ڈی بونوا ور بالبو جو عملی جتھوں کے متعلق بہت اچھا تجربہ رکھتے تھے پیرو گیا کے عام صدر مقام کو پہنچ گئے۔

میں اس ملتوی شدہ کانگریس سے میلان واپس ہوا۔ اثناء راہ میں مجھے اپنے دوستوں سے ملنے اور تیاریوں میں اضافہ کرنے کا موقع ملا۔ میں نے اس تنظیم کے متعلق مسو مثل و لمبارڈی، اضلاع کے میلان میں بھی ہونے والی تھی اہم گفتگو کی، پولیس کو مشتبہ نہ کرنے کے لئے کیونکہ میرے اطراف ہمیشہ جاسوس لگے رہتے تھے میں نے ایک ایسے شخص کا رویہ اختیار کیا جس کو کوئی دنیاوی فکر و پریشانی نہ ہو۔ یہ کسی قدر مشکل تھا کیونکہ مجھے اپنا قیمتی وقت نئی موٹر کی رفتار دیکھنے اور دوسرے کاموں کے لئے آنے جانے میں صرف کرتا تھا۔ شام میں میں تھیٹر کو جاتا تھا اور یہ ظاہر کرتا تھا کہ میں اداریے لکھنے اور اخبار کے انتظام میں کافی مصروف ہوں۔

لیکن جب مجھے معلوم ہو گیا کہ ہر چیز تیار رہے تو میں نے میلان سے اپنے اخبار پا پولو ڈی اٹالیہ کے ذریعہ اور دوسری اشاعتوں کے ذریعہ انقلاب کا اعلان کیا۔ اس پر چاروں عہدہ داروں کے دستخط تھے اور اس کا متن حسب ذیل تھا:۔

"فسطائی اور اطالوی بھائیو!

"ٹھانی ہوئی لڑائی کا دن آپہنچا۔ چار سال پہلے قومی فوج نے آخری حربہ جس کی وجہ سے وہ

فتح تک پہنچ سکتی تھی، ہمیں کھویا تھا اور آج سیاہ قمیصیوں کی فوج اسی فتح کو قبضہ میں کئے ہوئے ہے اور اس کا روما کی طرف جانا اس دارالسلطنت کی فتح کا موجب ہے۔ اس وقت سے پریسی، پی اور وٹرباری، آمادۂ جنگ ہیں۔ فسطائیت کا مارشل لا اب ایک حقیقت ہے ڈوچے کے حکم سے جماعت کے تمام فوجی، سیاسی اور نظم ونسق کے کاروبار ایک خفیہ چار ارکانی مجلس عاملہ کو آمرانہ اقتدار کے ساتھ سپرد کئے گئے ہیں۔

"قومی فوج" کو تل اور حفاظتی دستوں کو اس جدوجہد میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ فسطائیت "وٹوریا دیتی ٹو" کی فوج کی عزت کی از سرنو تجدید کرتی ہے۔ اس کے سوا فسطائیت پولیس پر چڑھائی نہیں کرتی بلکہ اس سیاسی جماعت کا مقابلہ کرتی ہے جو بزدل ہے اور جو چار سال کے عرصہ میں قومی حکومت قائم نہیں کر سکی۔ یہ بات جاننا چاہیئے کہ فسطائیت قوم میں ضبط ونظم قائم کرنا اور طاقت بڑھانا چاہتی ہے تاکہ ترقی وبہبودی کی تجدید ہو۔ ان لوگوں کو فسطائی حکومت سے نہ ڈرنا چاہیئے جو کھیتوں میں کارخانوں میں، ویلاروڈ میں یا دفاتر میں کام کرتے ہیں۔ ان کے حقوق کی حفاظت کی جائیگی۔ ہم نہتے تکلیفوں کے ساتھ رحمدلانہ برتاؤ کریں گے۔

"فسطائیت تلوار سونت کر ان گتھیوں کو کاٹ ڈالیگی جنھوں نے اطالوی زندگی کو بندھنوں میں الجھا رکھا ہے۔ ہم خدا کو اور ہمارے پانچ سو مقتولین کو اس بات کا گواہ رکھتے ہیں کہ ایک ہی تحریک ہے جو ہمیں آگے بڑھاتی ہے اور ایک ہی جذبہ ہے جو ہم میں مشتعل ہے ——
یہ تحریک اور یہ جذبہ ملک کی حفاظت کرنے اور بزرگی قائم رکھنے کا ہے!

"سارے اطالیہ کے فسطائیو! رومیوں کی طرح اپنے جوش وخروش کو آگے بڑھاؤ! ہمیں جیتنا چاہیئے اور ہم جیتیں گے۔

"اطالیہ پائندہ باد! فسطائیت پائندہ باد!

"چار ارکانی مجلس"

رات میں مجھے کریمونا، ایلی سانڈری، اور بلوگنا کے خونی حملوں کی پہلی خبریں ملیں اور

بارود خانوں اور فوجی بیارکس پر دھاوے کی بھی اطلاع ملی۔ میں نے اپنا اعلان بہت مختصر اور موثر مرتب کیا تھا اور اس نے سارے اطالویوں پر اثر ڈالا۔ ہماری زندگی یکدم سے انقلابی ماحول میں آگئی تھی۔ مختلف شہروں میں جو جدوجہد ہو رہی تھی اس کو بعض دفعہ مخبروں کے مبالغے نے ایک ڈرامائی رنگ دے دیا تھا۔ ملک کے ذمہ دار حلقوں میں یہ خیال جڑ پکڑ رہا تھا کہ اس تحریک کی وجہ سے کم از کم ایک ایسی حکومت وجود میں آئے گی جو عزت و وقار قائم کرے گی آبادی کا بڑا حصہ حیرت و استعجاب کے ساتھ واقعات کو دیکھ رہا تھا۔

لبرل یا کوئی اور جماعت کا لیڈر آگے نہیں دکھائی دیتا تھا۔ سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر خوف کے مارے دم بخود تھے۔ وہ اچھی طرح جان چکے تھے کہ اب ہماری باری ہے اور ہر شخص محسوس کرتا تھا کہ اس جدوجہد میں فسطائیت کو فتح ہو گی۔ میں اسے دور سے بھی محسوس کر سکتا تھا۔ ساری فضا اس سے معمور تھی اور ہوا کا ہر جھونکا یہ سرگوشی کرتا تھا۔ بارش کا ہر قطرہ یہی پیام زمین پر لاتا تھا اور زمین اس سے اپنی پیاس بجھا لیتی تھی۔

میں نے سیاہ قمیص پہنی اور "پاپولوڈی اٹالیہ" کو محفوظ کر لیا۔ صبح کے دھندلکے میں میلان کا نیا ہی رنگ و روپ تھا۔ کچھ وقفوں اور کچھ اچانک خاموشیوں نے ہر شخص کو ان چند اہم وقتوں کا احساس کروایا جو تاریخ کے دوران میں آتے اور جاتے ہیں۔

رائل گارڈز کی غصیلی پلٹنیں شہر کی گشت لگا رہی تھیں اور ان کے پاؤں کی چاپ ویران سڑکوں پر ایک گونج پیدا کر رہی تھی عوام کی خدمات بہت ہی معمولی طریقے پر انجام دی جا رہی تھیں بارکس پر فسطائیوں کا حملہ اور ڈاک خانوں پر قبضہ آتش باری کا سبب ہوا اور اس سے شہر میں خانہ جنگی کا سا برا رنگ نمایاں ہوا۔

میں نے اپنے اخبار کے دفتروں کو حملہ کی مدافعت کے لئے ہر طرح سے تیار کر رکھا تھا میں جانتا تھا کہ اگر حکومت کے عہدہ دار اپنی طاقت کا ثبوت دینا چاہیں گے تو پہلے "پاپولو ڈی اٹالیہ" پر حملہ کریں گے۔ حقیقت میں صبح کے ابتدائی گھنٹوں میں میں نے دیکھا کہ میرے دفتر اور

میری ذات کے مقابلہ میں توپ و تفنگ تیار ہیں۔ فوراً ہی آتش باری جانبین سے شروع ہوئی۔ میں نے اپنی بندوق سنبھالی اور نیچے پہنچا کہ دروازوں کی حفاظت کروں۔ ہمسائے دروازوں اور دریچوں کے سامنے جمع ہو گئے تھے اور امان چاہتے تھے۔ آتش باری کے دوران میں گولیاں میرے کانوں پر سے گزریں۔

آخرکار رائل گارڈز کے ایک میجر نے صلح کی درخواست کی اور مجھ سے ملنا چاہا۔ مختصر سی گفت و شنید کے بعد سمجھوتہ ہوا کہ رائل گارڈز کو دو سو میٹر پیچھے ہٹا لیا جائے گا اور توپ و تفنگ کو بھی بیچ سڑک سے ہٹا کر موڑ پر کوئی سو میٹر پر رکھا جائے گا۔ اس قسم کا اعلان امن میرے لئے ۲۸ر اکتوبر سے شروع ہوا۔

رات میں اراکین ایوان، اراکین سینیٹ، میلان کے سیاس، لمبارڈی پارلیمانی دنیا کے مشہور ترین اور ذمہ دار اشخاص جن میں کوتٹی رکن سینیٹ، کریس پی اور کیاپی ٹانی بھی شامل تھے پاپولوڈی اٹالیہ، کے دفتر کو یہ کہنے کے لئے آئے کہ میں اس جدوجہد سے باز آؤں جو کہ ایک ہنگامہ پرور اور خطرناک خانہ جنگی کا پیش خیمہ ہوگی۔ انھوں نے مرکزی حکومت سے سمجھوتہ کرنے کی تحریک پیش کی۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ممکن ہے کہ وزارتی تبدیلی ملک کو اس انتشار سے بچا لے۔ میں ان پارلیمانی ارکان کے بھولے پن پر ہنسا اور کچھ حسب ذیل قسم کے الفاظ میں جواب دیا:

"جناب من! کسی قسم کے معمولی یا مکمل ہنگامہ کا کوئی اندیشہ نہیں ہے اور نہ وزارتوں کی تبدیلی کا مسئلہ درپیش ہے۔ میں نے جو کام شروع کیا ہے وہ زیادہ سنجیدہ اور زیادہ وسیع نوعیت کا ہے۔ تین برس تک ہم ایک بے چینی کے عالم میں رہے اور چھوٹی موٹی لڑائیوں اور تباہیوں پر اکتفا کرتے رہے لیکن اس دفعہ میں اس وقت تک ہتھیار نہیں ڈالوں گا جب تک کہ مکمل فتح حاصل نہ ہو جائے۔ اب وقت آگیا ہے کہ نہ صرف حکومت کو بلکہ ساری اطالوی زندگی ہی کو بدل دیا جائے۔ پارلیمنٹ میں جماعتوں کی جدوجہد کا سوال نہیں ہے بلکہ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آیا ہم خود مختار زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں یا یہ کہ ہم اپنی ہی کمزوریوں کے

غلام ہو کر رہیں گے۔ جنگ کا اعلان ہو چکا ہے اور ہم اس کو انتہا تک پہنچا دیں گے۔ کیا آپ ان ذرائع مراسلت کو دیکھتے ہیں؟ سارا اطالیہ جدوجہد میں سرگرم ہے۔ نوجوان مسلح ہیں۔ میں ایک ایسا رہنما سمجھا جاتا ہوں جو پیچھے نہیں بلکہ آگے رہتا ہے۔ نوجوانوں میں جو قابل تعریف بیداری پیدا ہو چکی ہے اس کو میں اپنے فیصلہ سے بے وقعت کرنا نہیں چاہتا۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ آخری باب ہے اور اسی سے ہمارے ملک کی روایتیں پوری ہوں گی۔ اس کو مصالحت پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔"

اس کے بعد میں نے اپنے ملاقاتیوں کو ایک خط دکھایا جو سپہ سالار گبریل ڈی انزیو کے ہاں سے صبح وصول ہوا تھا۔ میں نے ایک مختصر سا پیام بھی 'فیوم' کو چھٹکارا دلانے والے کے نام بھیجا جو ابتدائی جدوجہد ہی سے ہمارے ساتھ تھا۔ یہ خط جنرل گیام پیٹرو، ڈویٹ، پوگی نیو کاس جی کے ہاتھوں مجھ تک پہنچا تھا۔ ڈی انزیو نے جس سے سیاست دانوں کو بڑی امیدیں وابستہ تھیں حسب ذیل خط لکھا تھا۔

"ڈیر مسولینی!

" دن بھر کی سخت محنت کے بعد آج شام میں میں نے تین پیام بروں سے ملاقات کی۔ اس کتاب میں جس کو بار بار دخل درمعقولات کا نشانہ بنایا گیا ہے ایسے حقائق جمع ہیں جن کو ایک آنکھ والا معلوم کرتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اب اطالوی نوجوانوں کو چاہئیے کہ وہ ان کو پہچانیں اور ان پر صاف دلی کے ساتھ عمل کریں۔

"یہ ضروری ہے کہ ساری مخلص قوتوں کو یکجا کیا جائے اور اطالیہ کی منزل مقصود کی طرف انھیں آگے بڑھایا جائے بے چینی اور بے صبری سے نہیں بلکہ مردانہ استقلال ہی سے ہمارے عقدے حل ہوں گے۔ پیام بر بغیر کسی رنگ آمیزی کے میرے خیالات اور میرے ارادے تم سے کہیں گے، بادشاہ جانتے ہیں کہ میں اب بھی اطالیہ کا بہت ہی وفادار اور بہت ہی جوشیلا سپاہی ہوں۔ انھیں بری قسمتوں کے مقابلے میں جن سے ہمیں مقابلہ کرنا اور جن پر

فتح پانا ہے آڑے آنے دو۔ فتح "پالاس" کے آنکھوں کی روشنی ہے۔ اس کی طرف سے آنکھیں بند مت کرلو۔

"گبریل ڈی انزیو"

ڈی انزیو کا خط پڑھ کر سنانے کے بعد میں نے ولمبارڈ کے سیاست دانوں کو یہ کہہ کر رخصت کیا کہ اگر میرے ساتھ صرف ایک ہی آدمی باقی رہ جائے یا یہ کہ میں بالکل ہی اکیلا رہ جاؤں تب بھی میں جنگ اس وقت تک موقوف نہیں کروں گا جب تک کہ میرے مطالبات پورے نہ ہو جائیں۔

میری معقول بحث اور میرے زوردار اور قوی دلائل نے ان لوگوں کو متاثر کیا جو مصالحت اور سمجھوتے کے لئے آئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں ایک فوراً ہی وزیر اعظم دفیا کٹا کے پاس دوڑا ہوا گیا یہ معلوم کرانے کے لئے کہ میرے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ بیچارا فیا کٹا اپنی غلطیوں سے قبل از قبل واقف ہونے کی بجائے حیران تھا کہ اس موقع کی نزاکت کا ذکر کس سے اور کیونکر کرے۔ ایوان ان دنوں بند تھا، اب وہ کہاں جا سکتا تھا؟

ہر موقع پر حتیٰ کہ سنجیدہ موقع پر بھی لغو اور مضحکہ خیز واقعات شامل ہو جاتے ہیں اور المناک حادثوں کے زیر سایہ کچھ عرصہ کے لئے نشو و نما پاتے ہیں۔ اطالیہ کی آخری لبرل حکومت اپنی آخری جھلک دکھانا چاہتی تھی۔ اس نے ملک کو ایک اعلان کے ذریعہ حسب ذیل الفاظ میں مخاطب کیا:-

"اطالیہ کے بعض صوبوں میں غلط مظاہرے ہو رہے ہیں جن کا مقصد ریاست کے اقتدار اور نظام کو درہم برہم کرنا ہے۔ ان کی نوعیت ایسی ہے کہ ملک میں ایک بڑی آفت پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔ حکومت نے اپنی سی کوشش کی کہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے اس امید میں کہ موقع کی نزاکت کو پُرامن طریقہ پر ختم کر دیا جائے۔ انقلابی رویہ کے مقابلہ میں حکومت اس کو اپنا فرض سمجھنے پر مجبور ہے کہ کسی نہ کسی صورت سے بہ ہر قیمت عام نظم برقرار رکھا جائے۔ حالانکہ اس نے استعفیٰ پیش کر دیا ہے لیکن وہ شہریوں کی اور آزاد اصلاحاتی اداروں کی حفاظت کا فرض ادا کرے گی۔ اس اثناء میں شہریوں کو خاموش اور پُرامن رہنا چاہیئے اور عوام کی حفاظت کے لئے

غلام ہو کر رہیں گے۔ جنگ کا اعلان ہو چکا ہے اور ہم اس کو انتہا تک پہنچا دیں گے۔ کیا آپ ان ذرائع مراسلت کو دیکھتے ہیں؟ سارا اطالیہ جد وجہد میں سرگرم ہے۔ نوجوان مسلح ہیں۔ میں ایک ایسا رہنما سمجھا جاتا ہوں جو پیچھے نہیں بلکہ آگے رہتا ہے۔ نوجوانوں میں جو قابل تعریف بیداری پیدا ہو چکی ہے اس کو میں اپنے فیصلہ سے بے وقعت کرنا نہیں چاہتا۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ آخری باب ہے اور اسی سے ہمارے ملک کی روایتیں پوری ہوں گی۔ اس کو مصالحت پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔"

اس کے بعد میں نے اپنے ملاقاتیوں کو ایک خط دکھایا جو سپہ سالار گبریل ڈی انزیو کے ہاں سے صبح وصول ہوا تھا۔ میں نے ایک مختصر سا پیام بھی 'فیوم' کو چھٹکارا دلانے والے کے نام بھیجا جو ابتدائی جد وجہد ہی سے ہمارے ساتھ تھا۔ یہ خط جنرل گیام پیپرو، ڈوبیٹ، پوگی یوکاس جی کے ہاتھوں مجھ تک پہنچا تھا۔ ڈی انزیو نے جس سے سیاست دانوں کو بڑی امیدیں وابستہ تھیں حسب ذیل خط لکھا تھا:۔

"ڈیر مسولینی!

" دن بھر کی سخت محنت کے بعد آج شام میں میں نے تین پیام بروں سے ملاقات کی۔ اس کتاب میں جس کو بار بار دخل در معقولات کا نشانہ بنایا گیا ہے ایسے حقائق جمع ہیں جن کو ایک آنکھ والا معلوم کرتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اب اطالوی نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ ان کو پہچانیں اور ان پر صاف دلی کے ساتھ عمل کریں۔

" یہ ضروری ہے کہ ساری مخلص قوتوں کو یکجا کیا جائے اور اطالیہ کی منزل مقصود کی طرف انھیں آگے بڑھایا جائے بے چینی اور بے صبری سے نہیں بلکہ مردانہ استقلال ہی سے ہمارے عقدے حل ہوں گے۔ پیام بر بغیر کسی رنگ آمیزی کے میرے خیالات اور میرے ارادے تم سے کہیں گے، بادشاہ جانتے ہیں کہ میں اب بھی اطالیہ کا بہت ہی وفادار اور بہت ہی جوشیلا سپاہی ہوں۔ انھیں بری قسمتوں کے مقابلے میں جن سے ہمیں مقابلہ کرنا اور جن پر

فتح پانا ہے آڑے آنے دو۔ فتح "پالاس" کے آنکھوں کی روشنی ہے۔ اس کی طرف سے آنکھیں بند مت کرلو۔

گبریل ڈی انزیو"

ڈی انزیو کا خط پڑھ کر سنانے کے بعد میں نے ولمبارڈ کے سیاست دانوں کو یہ کہہ کر رخصت کیا کہ اگر میرے ساتھ صرف ایک ہی آدمی باقی رہ جائے یا یہ کہ میں بالکل ہی اکیلا رہ جاؤں تب بھی میں جنگ اس وقت تک موقوف نہیں کروں گا جب تک کہ میرے مطالبات پورے نہ ہو جائیں۔

میری معقول بحث اور میرے زوردار اور قوی دلائل نے ان لوگوں کو متاثر کیا جو مصالحت اور سمجھوتے کے لئے آئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں ایک فوراً ہی وزیر اعظم دفیاکٹا، کے پاس دوڑا ہوا گیا یہ معلوم کرانے کے لئے کہ میرے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔ بیچارا فیاکٹا اپنی غلطیوں سے قبل از قبل واقف ہونے کی بجائے حیران تھا کہ اس موقع کی نزاکت کا ذکر کس سے اور کیونکر کرے۔ ایوان ان دنوں بند تھا، اب وہ کہاں جا سکتا تھا؟

ہر موقع پر حتیٰ کہ سنجیدہ موقع پر بھی لغو اور مضحکہ خیز واقعات شامل ہو جاتے ہیں اور المناک حادثوں کے زیر سایہ کچھ عرصہ کے لئے نشو و نما پاتے ہیں۔ اطالیہ کی آخری لبرل حکومت اپنی آخری جھلک دکھانا چاہتی تھی۔ اس نے ملک کو ایک اعلان کے ذریعہ حسب ذیل الفاظ میں مخاطب کیا:-

"اطالیہ کے بعض صوبوں میں غلط مظاہرے ہو رہے ہیں جن کا مقصد ریاست کے اقتدار اور نظام کو درہم برہم کرنا ہے۔ ان کی نوعیت ایسی ہے کہ ملک میں ایک بڑی آفت پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔ حکومت نے اپنی سی کوشش کی کہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے اس امید میں کہ موقع کی نزاکت کو پُرامن طریقہ پر ختم کر دیا جائے۔ انقلابی رویہ کے مقابلہ میں حکومت اس کو اپنا فرض سمجھنے پر مجبور ہے کہ کسی نہ کسی صورت سے بہ ہر قیمت عام نظم برقرار رکھا جائے۔ حالانکہ اس نے استعفیٰ پیش کر دیا ہے لیکن وہ شہریوں کی اور آزاد اصلاحاتی اداروں کی حفاظت کا فرض ادا کرے گی۔ اس اثناء میں شہریوں کو خاموش اور پُرامن رہنا چاہیئے اور عوام کی حفاظت

جو تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں ان پر اعتماد رکھنا چاہیئے۔

"اطالیہ پائندہ باد! شاہ اطالیہ پائندہ باد!!"

دستخط

"فیاکٹا، شانزر، امنڈولا، ٹاڈیٹی، الی سیو، برٹون، پاراٹور
سولیری، ڈی ویٹو، اینیل، ریچو، برٹینی، روزی، ڈیلوسارلا
فلچی، لوچیاتی۔"

اس کے ساتھ ہی تمام وزرائے ملک کے حالات کا لحاظ کر کے صدر کونسل فیاکٹا پر سارے محکموں کا نظم و نسق چھوڑ دیا اور اس نے اپنے بعض دوستوں سے جو روما میں تھے مشورہ طلب کیا۔ نتیجہ کے طور پر اس نے مارشل لا کے اعلان کا تصفیہ کیا جس کو بادشاہ نے اپنی دور اندیشی سے نامنظور کر دیا۔ بادشاہ وقت جانتے تھے کہ سیاہ قمیصیوں کی تحریک تین سال کی جدوجہد اور لڑائی کا نتیجہ تھی اور یہ بھی انھیں معلوم تھا کہ صرف ایک ہی جماعت کی فتح سے امن اور شہری زندگی کی نشو و نما ہو سکتی ہے۔

قدیم دستوری روایات کا احترام کرتے ہوئے بادشاہ نے فیاکٹا کو دستوری قوانین پر عمل کرنے کی اجازت دیدی۔ اس کے ساتھ ہی ایک استعفیٰ دینے، عہدے قبول کرنے، مشورے مراسلت، الزامات، وغیرہ وغیرہ کی گڑبڑ مچی۔ اسی اثناء میں ایک دھوکا دیا گیا جس نے مجھ کو بڑے آثار کی نشاندہی کی۔ ہوا یہ کہ یعنی نیشنل پارٹی، جو فسطائی جماعت کی بڑی حد تک ہم خیال تھی گو کہ جدوجہد کے طریقوں میں یکساں نہیں تھی خفیہ پیامات کے توسط سے بعض مطالبوں کو پیش کرنے لگی اس نے یہ اقرار کیا کہ یہی موقع کا حل ہے۔ شالانڈرا نے جو اس جماعت کا خاص نمائندہ تھا اتحاد کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور اقتدار کے صلیب کو اپنی پیٹھ پر اٹھانے کے لئے آمادگی کا اظہار کیا۔ اس کو فسطائیوں کی مدد سمجھا جا رہا تھا لیکن میں نے اس قسم کی تحریک کی سخت مخالفت کی جس کی وجہ سے مصالحت اور غلطی دائمی ہو جاتی تھی۔ فسطائیت مسلح تھی اور قومی زندگی کے بیچوں بیچ اس کا بول بالا تھا

اس کا مقصد واضح تھا اور وہ عموماً پارلیمنٹ سے ہٹ کر راستہ اختیار کر رہی تھی۔ کسی بھی صورت سے وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی فتح کو گھٹایا جائے یا اس طرح سے جبری کانٹ چھانٹ کی جائے۔ یہی جواب میں نے فسطائی اور میں نیشنل جماعت میں مصالحت کرانے والوں کو دیا اور سمجھوتہ سے انکار کر دیا۔

میرے منصوبوں کے مطابق جدوجہد جاری رہی۔ اس آپ بیتی کے صفحات پر ان تمام انقلابی واقعات کا تفصیلی تذکرہ ناممکن ہے جو اُن دنوں پیش آئے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہر گھنٹہ کے ختم پر مجھے اطالوی سیاسی موقع پر قابو پانے کا احساس زیادہ ہوتا تھا۔ تکالیف منتشر تھیں۔ فسطائی مضبوط صفوں کے ساتھ روما کے دروازے پر تھے اور متوقع تھے کہ میں ان کی فوجوں کی قیادت کر کے ان کے ساتھ دارالسلطنت میں داخل ہوں گا۔

۲۹ کی دوپہر میں مجھے "کیو وتیال" کی جانب سے ایک ٹیلیفونی پیام روما سے ملا۔ ہز میجسٹی کے ایڈی کانگ جنرل سٹاڈینی نے بڑی مہربانی سے مجھے روما آنے کے لئے کہا کیونکہ حالات کے معائنہ کے بعد بادشاہ چاہتے تھے کہ مجھے وزارت کے قیام کی دعوت دیں۔ میں نے جنرل سٹاڈینی کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا لیکن میں نے اُن سے کہا کہ یہی پیام وہ ٹیلیگرام کے ذریعہ مجھے دیں۔ اُن دنوں ٹیلیفون پر کسی چالبازی کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ جنرل سٹاڈینی نے اول تو میری خواہش کو دربار کے ضوابط کے خلاف بتایا لیکن خاص حالات کے تحت آخر کار ٹیلیگرام دینے پر راضی ہوا۔ چند گھنٹوں کے بعد ایک ضروری پیام وصول ہوا۔ وہ شخصی تھا:—

"مسولینی، میلان۔

"ہز میجسٹی حکم دیتے ہیں کہ آپ فوراً ہی روما آئیں کیونکہ بادشاہ چاہتے ہیں کہ وزارت کے قیام کی ذمہ داری آپ پر عائد کریں۔

"جنرل سٹاڈینی"

ابھی یہ فتح نہیں تھی بلکہ جو ترقی کی گئی تھی وہ قابل لحاظ تھی۔ میں نے راست "پریوگیا" کے انقلابی صدر دفتر سے مراسلت کی اور "پاپولا ڈی اٹالیہ" کی ایک خاص اشاعت کے ذریعہ

اس حکم کی تشہیر کی۔

میں بہت ہی خستہ حال تھا۔ احکامات دینے، فسطائی نوجوں کا ساتھ دینے اور فسطائیت کے بہادرانہ طریقۂ کار پر جنگ کا دارومدار چھوڑنے میں مجھے کئی رات مسلسل جاگنا پڑا تھا۔ اہم ذمہ داری کا وقت اب مجھ پر شروع ہونے والا تھا۔ مجھے اپنے فرض اور مقصد میں ناکام نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ میں نے اپنی پوری طاقت مدد کے لئے جمع کی، مقتولین کی یاد تازہ کی، خدا سے امداد طلب کی، اور اپنے وفادار ساتھیوں سے اعانت کی خواہش کی۔

۳۱ر اکتوبر ۱۹۲۲ء کی رات کو میں نے اپنے جنگجو اخبار "پاپولو ڈی اٹالیہ" کی نگرانی اپنے بھائی "آرنالڈو" کے ہاتھوں میں دی۔ پہلی نومبر کی اشاعت میں حسب ذیل اعلان شائع کیا:۔

"آج سے "پاپولو ڈی اٹالیہ" کی نگرانی "آرنالڈو مسولینی" کے تفویض کی جاتی ہے۔

"میں برادرانہ محبت کے ساتھ سارے مدیروں، شریک کار، اخباری نمائندوں، ملازمین، کارکنوں اور ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے میرے ساتھ اخبار اور ملک کی خدمت میں مخلصانہ اشتراک عمل کیا۔

روما ـ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۲۲ء

"مسولینی"

میں اخبار سے بہت ہی رنج و غم کے ساتھ علیحدہ ہوا کیونکہ وہ ہماری فتح کا موثر اور زبردست وسیلہ تھا۔ مجھے یہ اضافہ کرنا چاہیئے کہ میرا بھائی "آرنالڈو" اس کی باعزت اور موثر ادارت کے قابل تھا۔ جب میں نے اخبار کی ادارت بھائی کے ہاتھوں میں دیدی تو روما روانہ ہوا۔ اُن جوشیلے لوگوں کو جو چاہتے تھے کہ میں بادشاہ سے ملنے خاص ریل گاڑی میں روما جاؤں میں نے کہا کہ معمولی گاڑی میں میرے لئے ایک ڈبہ بہت کافی ہے ورنہ انجن اور کوئلہ کا بے ضرورت اسراف ہوگا۔ کفایت شعاری کو کام میں لاؤ کیونکہ حکومت کے آدمی کا یہی اہم نصب العین ہے۔ اس کے علاوہ بھی میں جھلملاتی ہوئی دارالسلطنت کی دھوپ میں سیاہ قمیصیوں کی قیادت کرتے ہوئے جو سانتا ماری نیلا کے پاس جمع تھے روما میں داخل ہوسکتا تھا۔

میری روانگی کی خبر سارے اطالیہ میں پھیل گئی۔ ہر اسٹیشن پر جہاں جہاں ریل ٹھہرتی تھی فسطائی جوق جوق موجود ہوتے تھے اور بارش کے باوجود بھی مجھ سے اظہار عقیدت اور میرا خیر مقدم کرتے تھے میلان سے گذرنا تکلیف دہ تھا۔ اس شہر نے مجھے دس سال تک پناہ دی تھی اور میرے اطمینان کا باعث ہوا تھا۔ میری ہر تکلیف میں اس نے میرا ساتھ دیا تھا اور اس نے فسطائی فوجی جتھوں کو بہترین طریقہ پر تیار کیا تھا۔ سیاسی جدوجہد کی وہ ایک تاریخی یادگار تھا۔ قسمت کا لکھا پورا کرنے اور ایک عظیم تر کام کے لئے میں اب اسے چھوڑ رہا تھا۔ سارا میلان جانتا تھا کہ میں جا رہا ہوں اور میں محسوس کرتا تھا کہ ایک ایسی رخصت میں بھی جو فتح کی نشانی تھی ہلکا سا رنج کا پرتو شامل تھا۔

لیکن یہ وقت جذبات کا نہ تھا بلکہ جلد اور اٹل فیصلوں کا تھا۔ اہل خاندان سے رخصت ہونے اور ان کے وداعی بوسوں کے بعد میں میلان کی نمایاں شخصیتوں سے ملا۔ اس کے بعد میں وہاں سے چلا، اندھیری رات میں دوڑتا ہوا، اپنے آپ سے مشورہ کرنے، اپنی روح کو تازہ کرنے، اپنے دوستوں کی آوازوں کو سننے، اور آنے والے روز کی درخشانی کا ماحول سے اندازہ کرنے کے لئے چلا۔

سفر کی معمولی تفصیلات اور اُن دنوں کے حالات اہم نہیں ہیں۔ ریل مجھے فسطائیوں میں لے آئی اور "سانٹا ماری نیلا" میں مجھے روما کی جھلک دکھائی دینے لگی۔ میں نے فسطائی جتھوں کا معائنہ کیا اور روما میں داخل ہونے کے لئے میں نے تکلفات برتے۔ چار ارکانی مجلس اور عہدہ داروں کے درمیان میں نے باہمی تعلقات قائم کئے۔ میری موجودگی نے جوش وخروش میں چار گنا اضافہ کیا۔ نوجوانوں کی آنکھوں میں میں نے مقصد کی کامیابی کی مقدس مُسکراہٹ دیکھی۔ ان عناصر کے ساتھ میں چاہتا تو نہ صرف اطالیہ کی برسر حکومت جماعت کو بلکہ کسی قسم اور کسی قوم کے دشمن کو دعوت مُبارزت دے سکتا تھا۔

روما میں ایک شاندار استقبال میرا انتظار کر رہا تھا۔ میں دیر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اپنے سیاسی دوستوں سے ملے بغیر میں "کیوری نال" کو بذریعہ موٹر چلا گیا۔ میں سیاہ قمیص پہنا ہوا تھا۔ بغیر کسی تکلفات کے مجھے بادشاہ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ "اُسی فانی ایجنسی"، اور دنیا کے دوسرے بڑے

اخباروں نے اس ملاقات کی بہت سی خیالی تفصیلات مہیا کیں۔ بعض ظاہری وجوہات کی مجبوری سے میں صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ یہ کانفرنس بہت ہی محبت آمیز رنگ لئے ہوئے تھی میں نے کوئی منصوبہ نہیں چھپایا اور نہ اطالیہ پر حکومت کرنے کے اپنے طریقے ظاہر کرنے میں ناکام رہا۔ مجھے حاکم وقت کی تائید حاصل ہوئی۔ "سولئے ہوٹل" میں ٹھہر کر میں نے کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے میں نے فوجی کمانڈر سے معاہدہ کیا کہ وہ ایک عام فوج تیار کرے جس کی صفوف کا بادشاہ خود معائنہ فرمائیں گے۔ میں نے تفصیلی اور قطعی احکام دئے۔ ایک لاکھ سیاہ قمیصیوں نے بادشاہ کے آگے پریڈ کی۔ انھوں نے بادشاہ کے حضور میں فسطائی اطالیہ کا خراج پیش کیا۔

میں اس وقت کامیاب رہا اور سارے روما میں بھی۔ میرے اعزاز میں جتنے بھی غیر ضروری مظاہرے ہونے والے تھے ان سب کو روک دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی بھی پریڈ فسطائی کمانڈر کے حکم کے بغیر نہ ہونے پائے۔ یہ ضروری تھا کہ شروع ہی سے ہر شخص کو اپنے منصوبوں پر کاربند رہنے کے لئے ضبط کا ایک اٹل احساس کرادوں۔ فوجی عہدہ داروں کی اظہار عقیدتمندی کو بھی میں نے روکا۔ میں ہمیشہ سے فوج کو ہر قسم کی سیاست سے الگ اور اعلیٰ سمجھتا رہا ہوں۔ میرے خیال میں فوج کو کامل ذوشعوری ضبط کا تابع رہنا چاہیئے۔ اس کو صرف سرحدوں کی اور تاریخی حقوق کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ فوج ایک ایسا ادارہ ہے جس کو استقامت کے ساتھ محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اس کو اپنی اہمیت ذرہ برابر بھی نہیں کھونی چاہیئے۔

لیکن اُن دنوں زیادہ پیچیدہ مسائل میں ہی اُلجھا ہوا تھا۔ میں روما میں صرف اس لئے نہیں تھا کہ نئی وزارت قائم کروں بلکہ میں نے اس کا بھی مضبوطی کے ساتھ تصفیہ کر لیا تھا کہ اطالویوں کی زندگی کی از سر نو تعمیر کروں۔ میں نے یہ عہد کر لیا تھا کہ بلند اور اچھے مقاصد ہی کی طرف اس کی رہنمائی کروں گا۔

روما نے میرے انتسابی حواس کو تیز کر دیا تھا۔ "کیاپٹ منڈی" کا ابدی شہر دو کورٹ اور دو ڈپلومیسی رکھتا تھا۔ صدیوں کے دوران میں وہ اپنی دیواروں کے اندر شہنشاہی فوجوں کو

شکست کھا تے تھے اور عالمی تمدن و خیال کو زوال پذیر ہوتے دیکھ چکا تھا۔ روما شہزادوں اور لیڈروں کا مقصود نظر، عالمی شہر، پرانی مملکت کا وارث اور عیسائیت کی طاقت تھا۔ رومانی قومی لیڈر اور کسی ایک جماعت کے نہیں بلکہ ایک زبردست عقیدہ اور تمام لوگوں کے نمائندہ کی حیثیت سے میرا خیر مقدم کیا۔ میں ایک عرصہ تک جماعت کے نمائندہ اور حکومت کے کارندے کی حیثیتوں سے اپنے طرز عمل کے متعلق سوچتا رہا۔ دن اور رات اسی خیال میں گم سم رہتا تھا۔ میں جیت چکا تھا اور زیادہ جیت سکتا تھا۔ میں چاہتا تو اپنے دشمنوں کو جو فسطائیوں کو نقصان پہنچانے کا سبب ہوئے تھے اور جن سے مجھے اس وجہ سے نفرت تھی کہ انھوں نے اطالیہ کو جنگ کے زمانہ کی طرح امن کے دنوں میں بھی دھوکا دیا تھا صرف تلمیحی حد تک نہیں بلکہ واقعی دیوار میں چن سکتا تھا۔ ماحول اطلیہ کے آثار سے پُر تھا۔ میں نے تین لاکھ سیاہ قمیصیوں کو صف آرا کیا۔ وہ میرے اشارہ کے منتظر تھے۔ انھیں کسی نہ کسی مقصد کے تحت کام میں لایا جا سکتا تھا۔ دار السّلطنت میں ساٹھ ہزار مسلح سپاہی تیار تھے۔ روما کی چڑھائی میں آتش باری کی جا سکتی تھی اور اگر قدیم و جدید انقلابات کی پیروی کی جاتی تو خون کی ندیاں بہائی جا سکتی تھیں۔ موقع اس کا مقتضی تھا کہ میں حالات کا سنجیدگی سے مطالعہ کروں اور ٹھنڈے دل سے اپنے مقاصد اور طرز عمل کے قریب و بعید کے نتائج پر پہلے سے زیادہ غور کروں۔

میں چاہتا تو آمریت کا اعلان کر سکتا تھا اور ایک ایسی وزارت بنا سکتا تھا جو بالکل ہی فسطائی جماعت پر مشتمل ہو اسی طرز پر جس طرح کہ فرانس میں انقلاب کے زمانہ میں قائم کی گئی تھی۔ فسطائی انقلاب اپنی طرز میں بالکل ہی عجیب تھا۔ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہ تھی طریقہ کار اور مقررہ روایتی نظم کو برقرار رکھنے کی دانستہ کوشش کے اعتبار سے بھی وہ دوسرے انقلابات سے مختلف تھا۔ اسی سبب سے فوجی تیاری کو بہت جلد ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔

میں نہیں بھولا تھا کہ پارلیمنٹ مجھ سے قریب ہے جس کے ارکان کو رد ماغ، مجھے جال میں پھانسنے کے لئے تیار، پرانی روایتی سازش کے عادی، شاکی اور صرف خوف کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں

ایک ایسی سینیٹ موجود تھی جس سے میں آئینی ضبط کے تحت اپنا احترام کروا سکتا تھا لیکن گرمجوشانہ اشتراک عمل کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی ۔ تاج دیکھ رہا تھا کہ دستوری قواعد کی حدود میں رہ کر میں کیا کر سکتا تھا گرجا کا اقتدار واقعات کا بے چینی کے ساتھ مطالعہ کر رہا تھا ۔ دوسری اقوام انقلاب کو دشمن کی نظروں سے نہیں تو کم از کم مشتبہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں ۔ غیر ملکی بینک خبروں کے لئے بے چین تھے ۔ شرح مبادلہ میں کمی و بیشی ہوتی رہی اور قرض کا لین دین بھی فضا صاف ہونے کے انتظار میں ابھی تک گھٹتا اور بڑھتا رہا تھا ۔ سب سے پہلے یہ ضروری تھا کہ نئی حکومت کی بنیادوں میں استقامت ظاہر کی جائے ۔ مجھے ہر چیز پر بار بار غور کرنا تھا ۔ کئی راتوں تک تو میں بالکل ہی نہیں سویا کیونکہ منصوبوں کا دماغ میں ہجوم تھا ۔ اس کا ثبوت ان انتظامات میں ملتا ہے جن کو میری حکومت نے پہلے چوبیس گھنٹوں میں پیش کیا ۔

دوسرا مسئلہ انقلاب کے طریقہ کار سے پیدا ہوا ۔ ہر انقلاب زبردست انسانی قوت اور بے غرض رہنماؤں کے علاوہ دو اور خصوصیتیں رکھتا ہے ۔ ایک مہم پسندی اور دوسرے طباعی جن کو دوسرے الفاظ میں انقلابی ضد کہا جا سکتا ہے ۔ جب انقلاب ختم ہو جاتا ہے تو عوام جو کسی تاریخی یا سماجی حقیقت سے اکثر متاثر کئے جاتے ہیں معمولی کاروبار کی طرف دوبارہ پرامن طریقہ پر واپس لوٹ جاتے ہیں ۔ وہ نئی حکومت کا محنتی اور منضبط حصہ ہو جاتے ہیں ۔ واقف کار اور بے غرض رہنما حکومت کے ضروری طبقہ امراء میں شامل ہو جاتے ہیں لیکن ضدی اور مہم پسند ایک بھاری وزن ہیں ۔ اول الذکر رات میں بے عیب انسانیت دیکھنا چاہتے ہیں ۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کوئی ایسا انقلاب نہیں ہے جو انسانوں کی فطرت کو بدل دے ۔ بلند تخیلات کی وجہ سے ضدی لوگوں کے خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتے اور اسی لئے وہ مطمئن بھی نہیں ہوتے ۔ وہ اپنا وقت اور دوسرے کی محنت بے کار ضائع کرتے ہیں جبکہ وقت اس کا مقتضی ہوتا ہے کہ آگے بڑھنے کے لئے محنت کی جائے ۔ مہم پسند ہمیشہ اپنی قسمت سے انقلاب کی قسمت کا اندازہ کرتے ہیں ۔ وہ فتح سے شخصی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جب ان کے ارادوں میں کامیابی نہیں ہوتی تو وہ انتہائی اور خطرناک تدابیر اختیار کرتے ہیں ۔

اب مجھے فسطائی فتح کو ضدی اور مہم پسند لوگوں کے نشانہ سے بچانا تھا۔ فسطائی انقلاب میں کسی نہ کسی طرح مہم پسند پیچھے رہ گئے کیونکہ یہ انقلاب دوسروں کی بہ نسبت زیادہ اونچا تھا لیکن میں برابر اس کو اپنا فرض سمجھتا رہا کہ ایسے خطرناک موقع پر پھونک پھونک کر قدم اٹھاؤں۔

سب سے پہلے واقعات کی رَو میں میں نے چاہا کہ ملک کو ایک نئی تنظیم اور ایک نئی حکومت کا یقین دلاؤں۔ بہت سے حکم نافذ کئے۔ چند ہی ہنگامہ خیز واقعات پیش آئے ایسے جو نازک مواقع پر ضرور ہی پیش آتے ہیں۔ میں نے وفیاکتا، کی حفاظت کی ضرورت محسوس کی اور ایسے دس سیاہ قمیصیوں کو بلوایا جنھوں نے بہادری میں بڑا نام پیدا کیا تھا تاکہ وہ وفیاکتا، کو اس کے وطن پی رونو، ایمانداری کے ساتھ پہنچائیں۔ انھوں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ "کوئی بھی"، میرا حکم تھا "اس کا بال بیکا نہ کرے اور نہ ہتک اور ذلت کا برتاؤ کرے"۔ اس نے وطن پر اپنا اکلوتا لڑکا قربان کر دیا تھا جو ہوائی جہاز کے حادثہ میں دوران جنگ مرا تھا۔ اس کے لئے "وفیاکتا"، عزت کے برتاؤ کا مستحق تھا بلکہ کچھ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر۔

مخالف جماعت کے لیڈروں کی جائداد کی ضبطی کو میں نے منع کر دیا۔ اپنی زبردست طاقت کے بل بوتہ پر ہی میں نے اپنے مخالفین کی نہ صرف زبانی بلکہ حقیقی تباہی کو روکا۔ میں نے اُن کی جان بخشی کی۔ اس کے ساتھ ہی چند گھنٹوں میں میں نے نئی وزارت قائم کی جیسا کہ میں نے کہا ہے میں نے فسطائی آمریت کا خیال نکال دیا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ قوم کو ایک ایسی معمولی زندگی کا اندازہ کراؤں جو جماعت بندی کی خود غرضی سے پاک ہو۔ اس قسم کا منصفانہ جذبہ خوش قسمتی سے مجھ پر خطرناک اور نازک ترین مواقع پر بھی طاری ہوتا ہے۔ آخر کار نشیب و فراز کی جانچ پڑتال کر کے میں نے تصفیہ کیا کہ وزارت قومی رنگ کی بناؤں گا۔ مجھے اس وقت بھی اس کا احساس تھا کہ بعد میں وزارت کو دوسرے عناصر سے پاک کرنا ضروری ہو جائے گا لیکن میں چاہتا تھا کہ اس کا مطالبہ خود سیاسی واقعات کریں۔ لیکن رحم و کرم کا یہ آخری پیشکش تھا جو میں نے اطالیہ کے سیاسی جماعتوں کے حلقے کو پیش کیا۔

نئی وزارت میں وزرا، اور ریاست کے نائب معتمدین میں پندرہ فسطائی، تین قوم پرست تین یمینی احراری، چھ پاپولاری اور تین اشتراکی جمہوریت پسند شامل تھے۔ میں نے یمینی احراریوں کے ساتھ رعایت کی تھی جنھوں نے فسطائی انقلاب کے فائدہ بخش نتائج کو اپنے قبضہ میں کر لینے کی تازہ ترین کوشش کی تھی۔ پاپولاری، اور اشتراکی جمہوریت پسندیں سے میں نے اُن کا انتخاب کیا جنھوں نے قومی روح کو برقرار رکھنے کا وعدہ کیا تھا اور جنھوں نے غلط راہ پر چلنے والے عوام یا اشتراکیوں کے ساتھ سازش نہیں کی تھی۔ میں نے صدارت کے ساتھ ساتھ دفتر امور داخلہ اور خارجہ دونوں اپنے ہی ماتحت رکھے۔ ' ارمانڈو ڈیاز' کے سپرد وزارت جنگ کی اور وعدہ کیا کہ اس کے ساتھ ایسی فوج دوں گا جو ملک کے شایان شان ہو اور ' وٹوریو وینی ٹو' کے فاتح کے لائق ہو۔ بحریہ امیر البحر تھاؤن ڈی ریول' کے تفویض کیا اور ' فیڈرونی' کے تفویض نو آبادیات۔

وزارت کی مکمل تشکیل حسب ذیل تھی:-

بینی ٹو مسولینی ——— صدر کونسل، امور خارجہ اور داخلہ، (فسطائی)

آرمانڈو ڈیاز ——— فوج

پاؤلو تھاؤن ڈی ریول ——— بحریہ

لوئگی فیڈرزونی ——— نو آبادیات (قوم پرست)

آل ڈوا ویگلو ——— عدالت (فسطائی)

آلبرٹو ڈی اسٹینینی ——— مالیات (فسطائی)

ون سن زو ٹانگورا ——— خزانہ (پاپولاری)

گیووانی جنٹائل پروفیسر ——— تعلیمات (یمینی احراری)

گبرئیلو کارنازا ——— تعمیرات (جمہوری)

گیوسے پے ڈی کیاپی ٹانی ——— زراعت (یمینی احراری)

تھیوفی سوروزی ——— تجارت و حرفت (جمہوری)

اسٹی نانوکاوازونی ـــــــ سماجی کاروبار (پاپولاری)

گیووانی کولوناڈی سی زارو ـــــــ ٹپہ (اشتراکی جمہوریت پسند)

گیووانی گیوریاٹی ـــــــ خودمختار صوبجات (فسطائی)

ریاست کے نائب معتمدین

صدارت ـــــــ گیاکولو آسربو (فسطائی)

اُمور داخلہ ـــــــ آلڈو منزی (فسطائی)

امور خارجہ ـــــــ ارنسٹو ورسالو (پاپولاری)

جنگ ـــــــ کارلوبوناڈی (اشتراکی جمہور پسند)

بحریہ ـــــــ کاسٹانزوچیانو (فسطائی)

خزانہ ـــــــ آتو یڈوروچو (قوم پرست)

فوج ـــــــ سی زاری ماریاڈی وچی (فسطائی)

مالیات ـــــــ پیاٹرولی سیا (اشتراکی جمہور پسند)

نوآبادیات ـــــــ گیووانی مارچی (یمینی احراری)

خودمختار صوبجات ـــــــ اَمبرٹو مرلن (پاپولاری)

عدالت ـــــــ فلوبو میلانی (پاپولاری)

تعلیمات ـــــــ ڈاریولوپی (فسطائی)

فنون لطیفہ ـــــــ لیوگی سی سی لیانی (قوم پرست)

زراعت ـــــــ روٹاویوکارگینی (فسطائی)

تعمیرات ـــــــ الی ساندروسارڈی (فسطائی)

ٹپہ ـــــــ می چالے ٹرزاگی (فسطائی)

تجارت وحرف ـــــــ گروچی گیووانی (پاپولاری)

سماجی کاروبار ____________ سلویوگائی (فسطائی)

جب وزارت بن چکی تو میں نے جنگ کی تیاری موقوف کرنے کا اعلان کیا۔ اس پر چار ارکانی مجلس کے دستخط تھے :-

"اطالیہ کے سارے فسطائیو! ہماری تحریک کامیاب ہوئی اور ہمارے رہنما نے ریاست کا سیاسی اقتدار حاصل کرلیا اور دفتر امور خارجہ اور داخلہ کو راست اپنے ماتحت رکھا۔ ہماری حکومت نے ہمارے اُن آدمیوں کے ساتھ جن کے دست و بازو کی بدولت ہمیں بحر و بر میں کامیابیاں نصیب ہوئی قومی مفاد کے پیش نظر دوسری جماعتوں کے بھی بعض ارکان کو بھی شامل کرلیا کیونکہ وہ بھی قومی مفاد سے متعلق تھے۔ اطالیہ کے فسطائی اس سے زیادہ کامیابی کے متمنی نہیں ہیں۔

"فسطائیو! چار ارکانی مجلس عمل جماعت کے افراد کو اُن کی دی ہوئی طاقت واپس کرتی ہے اور تمھاری جوانمردی اور تمھارے ضبط کے بہترین ثبوتوں کا اعتراف کرتی ہے۔ تم نے ملک کا مستقبل سنوارنے میں اپنے حوصلوں کے موافق حصہ لیا۔

"جس ضبط کے ساتھ زبردست آزمایش کے لئے یکجا ہوئے تھے اسی ضبط کے ساتھ منتشر ہو جاؤ۔ ہمیں قوی توقع ہے کہ اس سے اطالیہ کی تاریخ میں ایک نیا باب کھلے گا اپنے معمولی کاموں پر چلے جاؤ کیونکہ اطالیہ خوش آیند مستقبل کے لئے پُرامن طریقہ پر کام چاہتا ہے۔ ہماری اس مشکل سے حاصل کی ہوئی فتح کو اقتدار اور تمکنت کے ان دنوں میں کسی طرح انھیں نہیں لگانا چاہیئے۔

"پائندہ باد اطالیہ! پائندہ باد فسطائیت!!"

چار ارکانی مجلس

اس کے بعد میں نے ڈی انزیو کے نام ایک تار روانہ کیا اور اس اعلان کو مملکت کے پولیس اور دوسرے عہدہ داروں میں تقسیم کیا۔ انزیو کے نام کا تار حسب ذیل الفاظ میں تھا:-

"قوم کو ضبط اور داخلی امن کے اہم فرائض کا یقین دلاتے ہوئے اسے سپہ سالار میں تمھیں اور قوم کی قسمتوں کو محبت سے لبریز مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ وہ جانباز فسطائی نوجوان جو اپنے آپ کو قوم کے حوالے کرتا ہے فتح کی چمک سے اندھا نہیں ہو جائے گا "

"مسولینی"

عہدہ داروں کے نام جو گشتی اعلان بھیجا گیا تھا وہ حسب ذیل تھا :۔

"آج سے ہز میجسٹی کی ایما پر میں ملک کی حکومت کی عنانین اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ سارے عہدہ دار خواہ وہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے سب کے سب اپنے فرائض سمجھداری کے ساتھ انجام دیں اور ملک کے بہترین مفاد کے آگے اپنے آپ کو سرنگوں کر دیں ۔

"میں مثال پیش کروں گا ۔

"صدر کونسل و وزارت دفتر امور داخلہ

"شہر حد تحظ :۔ مسولینی"

میں نے ۱۶ نومبر کو ایوان کا اجلاس طلب کیا تاکہ میں اُن کو وہ سب کچھ بتاؤں جو اب تک کر چکا ہوں اور آئندہ کے ارادوں سے بھی واقف کراؤں ۔ یہ ایک غیر معمولی اجلاس تھا اور ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا ۔ ہر رکن موجود تھا ۔ میرے اعلانات مختصر، صاف اور زور دار تھے اور میں نے کسی قسم کی غلط فہمی کا احتمال نہیں چھوڑا ۔ انقلاب کے حقوق کو میں نے تسلیم کر لیا اور حاضرین کو اس واقعہ کی طرف متوجہ کیا کہ صرف فسطائیت ہی کے ارادوں اور کوششوں کی وجہ سے انقلاب جواز اور برداشت کی حدود کے اندر رہا ۔

"میں چاہتا تو" میں نے کہا "اس بھورے رنگ کے ہال کو کشتوں سے بھر دیتا ۔ پارلیمنٹ کے دروازوں کو بند کر دیتا اور بالکل ہی فسطائی حکومت قائم کر دیتا ۔ یہ سب باتیں میں آسانی سے کر سکتا تھا لیکن کم از کم کچھ دنوں تک میں ایسا نہیں کروں گا ۔" اس کے بعد میں نے ستر کا کار

شکریہ ادا کیا اور اطالوی مزدوروں کے ساتھ اظہار ہمدردی کی جنھوں نے فسطائی تحریک کو عملی طور پر تقویت پہنچائی تھی۔ میں نے دوسری وزارتوں کی طرح اپنا پروگرام واضح نہیں کر دیا، کیونکہ وہ صرف کاغذ پر ہی ملک کے مسائل کو حل کیا کرتی تھیں۔ زبانی جمع خرچ کی بجائے میں نے میدانِ عمل میں کود پڑنے کا تہیا کیا۔ بیرونی سیاسیات کے متعلق میں نے صاف طور پر اپنا عندیہ ظاہر کر دیا کہ اِس خصوص میں قومی عزت اور مفاد کا بہرحال خیال رکھا جائے گا۔ اس طرح ہر معاملہ کی نسبت میں نے ایسے وزن دار بیانات دئے جن کی وجہ سے معلوم ہوا کہ فسطائیت کس طرح قبل از قبل ہی مسائل کی جانچ پڑتال کر کے حل معلوم کر چکی ہے اور آئندہ کے لئے حکومت کا لائحہ عمل مقرر کر چکی ہے۔ اپنی تقریر کو میں نے حسب ذیل الفاظ میں ختم کیا۔

"حاضرین! بعد کی اطلاعات سے آپ لوگوں پر فسطائی نظام العمل کی تفصیلات واضح ہو جائیں گی۔ جہاں تک ممکن ہو سکے میں نہیں چاہتا کہ ایوان کے خلاف حکومت کروں لیکن ایوان کو بھی چاہئیے کہ وہ اپنی حیثیت کو محسوس کرے۔ ایسے حالات میں امکان ہو سکتا ہے کہ ایوان دو ہی دن میں برخاست کر دیا جائے یا پھر دو برس تک کھلا رہے۔ ہم پورا اقتدار چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے کندھوں پر پوری ذمہ داری ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بغیر پورے اقتدار کے ہم ایک 'لیرا' تک نہیں بچا سکتے۔ ہم امکانی رضاکارانہ خدمات کے حصول سے انکار نہیں کریں گے بلکہ ہم ان کو خوشی سے قبول کریں گے اگر وہ اراکین ایوان، اراکین سنیٹ یا عام شہریوں میں سے قابل افراد کی طرف سے پیش ہوں۔ ملک ہمارا خیر مقدم کرتا ہے اور منتظر ہے۔ ہم اس کے لئے الفاظ کا ذخیرہ نہیں مہیا کریں گے بلکہ عملی حقیقتوں کا انبار۔ ہم موازنہ کو درست کر کے اصلی حالت پر واپس لانیکا وعدہ کرتے ہیں اور ایسا ہی کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ قوم کو ضبط سکھائیں اور ایسا ہی کریں گے۔ ماضی، حال، اور مستقبل کا ہمارا کوئی دشمن بھی ہمارے اقتدار سے دھوکا نہ کھائے، لغو اور طفلانہ دھوکا جیسا کہ ماضی میں وہ کھا چکے ہیں!

"ہماری حکومت کی ایک وقیع جگہ قوم کے ضمیر میں ہے۔ اسکو نئی اور بہترین اطالوی

پود کی تائید حاصل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گذشتہ چند سالوں میں اتحاد کی روح کو گرمانے کی بہت کوشش کی گئی۔ ملک پھر شمال سے لیکر جنوب تک اور بر اعظم سے لیکر جزیروں تک پابندیوں میں جکڑا ہوا ہے جس کو شہر، بحیرہ روم اور بحر اطلانتک کی نوآبادیوں میں پھیلایا نہیں جا سکتا۔ حاضرین! قوم کو مزید بلند بانگ دعوے نہ سناؤ۔ میری اطلاعات کے متعلق کہنے کے لئے ماؤں کی درخواستیں بہت زیادہ ہیں۔ زبانی جمع وخرچ کی بجائے صاف دلی اور حاضر دماغی کے ساتھ ہمیں میدان عمل میں آنا چاہیئے اور ملک کو اس کی ترقی اور بہبودی کا یقین دلانا چاہیئے خدا میری مدد کرے محنت شاقہ کو کامیابی پر ختم کرنے کے لئے!"

میں یقین نہیں کرتا کہ ۱۸۷۰ء کے بعد سے کبھی "مانٹی سی ٹوریو" کے ہال میں اس سے زیادہ صاف اور زوردار الفاظ سُنے گئے ہوں گے۔ ان سے میرے جسم میں جوش وخروش کی ایک آگ سی لگی۔ اس تقریر میں میرے دل و دماغ کی قدیم وجدید کشمکش کی روح موجود تھی۔ ایک سے زیادہ اراکین ایوان کو میرے طعنوں پر ضبط کرنا پڑا لیکن میری اس صاف گوئی کو سارے اطالیہ کی تائید حاصل ہوئی۔ میری نظر میں ہال کی جماعتوں اور سیاست دانوں کی چھوٹی چھوٹی طاقتوں تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ میں ساری قوم سے خطاب کر رہا تھا، وہ مجھے سُن رہی تھی اور میرے الفاظ کو سمجھ رہی تھی!

میرا اندرونی سیاسی جذبہ کہہ رہا تھا کہ اس وقت سے فسطائی صداقت زیادہ پھیلے گی اور اطالوی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گی اور شاید تمدن کی یہ نئی شاہراہ ہو۔

آٹھواں باب

حکومت کے پانچ سال

میرے انقلابی طریقوں اور سیاہ قمیصیوں کی قوت نے مجھ پر اقتدار کی بڑی ذمہ داری عائد کر دی جیسا کہ میں نے کہا ہے میرا کام نہ معمولی تھا اور نہ آسان۔ اس کے لئے گہری نظر کی ضرورت تھی اور اس کے سبب زیادہ سے زیادہ فرائض مسلسل مجھ پر عائد ہوتے جاتے تھے۔ ایک نئی ہی زندگی شروع ہوئی اور اس کے تذکرہ کے لئے مجھے آپ بیتی کی معمولی طرز کو چھوڑنا پڑے گا اور میری حکومت کی کارگزاری کو مادی شکل میں پیش کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد ہی سے میری زندگی حکومت کے ہزاروں کاروبار سے پُر ہوگئی اور میں اپنی انفرادیت کھو بیٹھا۔ بعض دفعہ میں ٹھوس نوعیت کا طرز عمل اور طریقہ کار محسوس کرتا ہوں اور یہ ایک شخص سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ ان کا تعلق مجمع سے اور تمام لوگوں سے ہوتا ہے۔ اس طرح ایک شخص کی پوری زندگی دوسروں کی تمام زندگیوں میں گھل مل گئی۔

یقیناً میں جانتا تھا کہ جب میں نے حکومت کی عنانیں اپنے ہاتھ میں لی ہیں تو ریاست کا مرکزی اقتدار متزلزل تھا۔ ہمیں ایک مالیاتی مسئلہ سے دوچار ہونا تھا۔ احراری جماعت کے "پیپالو" نے یہ تعجب خیز خبر دی تھی کہ چھ سو کروڑ کا نقصان تھا۔ انفرادی طور پر لوگ کسی نہ کسی طرح گذارا کرتے تھے۔ ضرورت سے زیادہ چھپی ہوئی نوٹیں اور مصنوعی دولت کی ریل پیل عوام کو گمراہ کر رہی تھی اور ملک کی مالیات کے متعلق غلط فہمی پیدا کر رہی تھی۔ ان حالات کے تحت ایک افسانوی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی اور ان سب کو ایک سخت فسطائی مالیاتی پالیسی سے درست کرنا تھا۔

باہر ہماری سیاسی شہرت مسلسل گھٹ رہی تھی خیال کیا جا رہا تھا کہ ہماری قوم بغیر ضبط و نظم اور بغیر ترقی و بہبودی کے ہے۔ بدنظمی کے کہنہ اثرات نے ان ممالک کی ہمدردیوں کو ہم سے محروم کر دیا تھا جو بہر حال ہم سے بہتر حالت میں تھے۔ اس سے بدتر یہ ہوا کہ ہمارے دشمنوں کا غصہ ان حالات کی وجہ سے زیادہ ہو گیا۔

اطالوی تعلیم کا نظام خواہ وہ جامعہ میں ہو خواہ وسطانیہ اور تحتانیہ مدارس میں ہو بالکل ہی نظری طریقوں پر کاربند تھا وہ دنیا کی حقیقتوں سے زیادہ سے زیادہ دور جا پڑا تھا اور نئی دنیا اور قومی زندگی کے بنیادی مسائل سے الگ ہو گیا تھا۔ اس کے سوا شہری فرائض سے بھی وہ بے پروا تھا۔ مدارس اور پلیٹ فارم کو آگے بڑھنے والوں کی رہنمائی کرنا چاہیئے۔ ابھی تک قومی کاروبار میں صوبائی تقسیم تعجب خیز اور قابل نفرت حد تک موجود تھی۔ ان کی وجہ سے ہماری استقامت خطرہ میں نہیں تو کم از کم معرض بحث میں ضرور تھی۔ حکومت کی کارگزاری خواہ خدمات کے رنگ میں ہو یا ترقیوں اور منظوریوں کے معاملہ میں بہر حال حقیقی ضروریات کے پیش نظر نہیں بلکہ صوبائی ضروریات کے لحاظ سے ناپی اور تولی جاتی تھی۔ خزانہ اسی سفلی سیاست ــــ انتخابی چالبازی ــــ کا شکار تھا۔

عہدہ داروں کی حکومت جو قبل ازیں سے متاثر تھی اور زیادہ پھولنے لگی اور ساتھ ہی اس تکلیف دہ برائی کو، تزلزل کی نوعیت کو، برداشت کی عدم قابلیت کو اور فرض سے محبت میں کمی کو جو سب بڑے کاروبار کی عام خصوصیتیں ہیں خصوصاً جہاں معاوضہ معقول نہیں ادا کیا جاتا ہو اور ریاست کے اقتدار اور شخصی ذمہ داری کے اخلاقی فرض کا احساس نہیں ہوتا ہو اور زیادہ پھیلایا گیا۔ ہمارے ہاں اب بھی فسطائی جتھے موجود تھے جو جد و جہد کے سلسلہ میں منظم کئے گئے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ زندگی کے اس نئے ماحول میں عام ضبط و نظم کو خطرہ میں ڈال دیں۔

بحری، و بری فوج قومی زندگی کے مسائل سے الگ تھلگ رہی حقیقت یہ ہے کہ

بہت سی حیثیتوں سے یہ طرزِ عمل اچھا ہے لیکن جب یہ بے غرضی کی حد تک پہنچ جائے تو بُرا ہو جاتا ہے ۔ ہوائیہ بدنظمی کی حالت میں تھا اور اس کو از سرِ تو طاقتور بنانا مشکل تھا ۔ اسی سلسلہ میں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ "نٹی" نے پرواز خواہ فوجی طیاروں کی ہو خواہ خانگی شوقیہ موقوف کر دی تھی ۔ یہ حکم ہوائیہ کو منتشر کرنے کے لئے تھا اور موٹریں اور طیارے بیچنے کے لئے یہ ایک قسم کا دیدہ و دانستہ قتل تھا ایسی قوم کا جو حقیقت میں گلا گھونٹ کر مرنا نہیں چاہتی تھی ۔

اس اثناء میں روما میں فسطائیت کی تمام مخالف جماعتیں جمع ہوئیں ۔ وہ سب سیاسی جماعتیں جو شروع میں سیاہ قمیصیوں کے انقلاب سے گھبرا گئی تھیں دوبارہ اپنے منتشر شیرازہ کو یکجا کرنے لگیں اور ہمت کے ساتھ اس سیاسی رجحان کی پیروی شروع کی جو "ماتٹی سی ٹوریو" میں پارلیمانی ہال کے درمیانی راستہ میں رونما ہوتا تھا اطالوی اخبارات زیادہ تر پرانی جماعتوں اور پرانی سیاست پر باقی رہے ۔

ساری شہری زندگی کا لحاظ رکھنا بغیر کسی حفاظتی طاقت کے مادی مسئلہ کو بھولے ہوئے ضروری تھا ۔ مدرسوں اور فوجی طاقت کی معاشی حالت کو منظم کرنا ، دوعملی کو موقوف کرنا ، عہدہ داروں کی غلط حکومت کا زور توڑنا ، ملازمتوں کو سدھارنا ، اور پرانی سیاسی جماعتوں کی پھیلائی ہوئی سخت تنقیدوں کو روکنا ضروری تھا ۔ مجھے خارجی حملوں کی روک تھام کرنا ، فسطائیت کو بہتر بنانا ، اور دشمنوں میں پھوٹ ڈالنا تھا ۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اطالوی سیاسی زندگی کے تمام طریقوں کو ہر طرح سے سدھارنا میرا فرض ہے ۔

اس وقت ان ایک کروڑ نفوس کو نظر انداز کرنا ناممکن تھا جو سرحدوں کے باہر منتقل ہو چکے تھے ۔ ہمارے لئے یہ ضروری تھا کہ ان تمام اشخاص کو بالکل ہی نئے طریقوں پر تیار کریں جو جنوبی صوبوں میں جا گزیں ہو چکے تھے اور سب لوگوں سے جہاں کہیں وہ ہوں اپنا تعلق قائم کر لیتے ۔ مسائل اور تکلیفوں کا ان دنوں شمار نہ تھا ۔ سب کچھ مجھ کو ہی تصفیہ کرنا ہوتا تھا اور ساری پارلیمانی تقریروں اور جلسوں میں مجھے تمام سیاسی

نکات کو پیش نظر رکھنا پڑتا تھا ۔ یہ کام نہ صرف طاقت اور قوت برداشت کا تھا بلکہ ان سب سے بالاتر قوت ارادہ کو دخل تھا۔ میں نے ان سب بندشوں کو توڑ دیا جو مجھے اخبار سے وابستہ رکھتی تھیں اور ساری شخصی اور ذاتی چیزوں کو خیرباد کہہ دیا۔ میں نے اپنے آپ کو پوری طرح از سرِ نو تعمیر کی طرف متوجہ کر دیا۔

آج کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ریاست کا ایک سیدھا سادا اور مخلص خادم رہوں۔ جماعت کا سردار بھی رہنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے مضبوط حکومت کا اقبر بالا میں نے زندگی کے غیر ضروری لہو و لعب کو ترک کر دیا۔ اس سلسلہ میں صرف کھیلوں کو میں نے مستثنیٰ کر دیا کیونکہ ان سے نہ صرف میں اپنے جسم کو مضبوط اور چست و چالاک رکھ سکتا ہوں بلکہ ان کی وجہ سے میری مصروف اور مشغول زندگی میں ایک قسم کا خوشگوار اور ضروری وقفہ پیدا ہوتا ہے۔ ان چھ سالوں میں میں نے سوائے سرکاری عشائیوں کے کسی بھی امیرانہ جگہ یا ہوٹل کی دہلیز کے اندر قدم نہیں رکھا۔ اس کے سوا میں نے تھیٹر بھی چھوڑ دیا جہاں کہ میرے اکثر کام کے اوقات گذرے تھے۔

میں سارے کھیلوں سے محبت کرتا ہوں۔ موٹر رانی بڑے استقلال کے ساتھ کرتا ہوں۔ دوروں پر میں تیز سے تیز موٹر رانی کا مظاہرہ کر چکا ہوں اور اس سلسلہ میں نہ صرف اپنے دوستوں کو حیرت میں ڈال دیا بلکہ تجربہ کار موٹر رانوں کو متحیر کر دیا۔ مجھے طیارہ سے بھی اُنس ہے اور میں بے شمار دفعہ اُڑ چکا ہوں۔ جب میں اقتدار کی پریشانیوں میں اُلجھ جاتا ہوں تو مجھے طیارہ رانی کے چند اسباق کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ تو میں پچاس میٹر کی اونچائی سے گر بھی پڑا تھا لیکن اس کی وجہ سے میں اُڑنے سے باز نہیں آیا۔ موٹروں سے مجھے قوت کا ایک نیا احساس ہوتا ہے۔ گھوڑے کی سواری میری خوشی کا باعث ہوتی ہے اور تیغ زنی جس سے میں اپنی جسمانی طاقت کے بل بوتہ پر زیادہ دلچسپی لیتا ہوں بہت اطمینان کا باعث ہوتی ہے۔ میں اپنے وائلن سے موسیقی کے سنجیدہ گھنٹوں میں لطف اٹھاتا ہوں۔ ڈینٹے جیسے بڑے شاعر اور افلاطون جیسے بہترین فلسفی کے

مطالعہ میں گھنٹوں بسر کر دیتا ہوں۔ ان کے سوا کوئی اور تفریح میرے لئے دلچسپی نہیں مہیا کرتی۔ میں نہ شراب پیتا ہوں، نہ سگریٹ پیتا ہوں اور نہ تاش کھیلتا ہوں۔ مجھے ان لوگوں سے ہمدردی ہے جو وقت اور روپیہ اور بعض وقت خود زندگی جوے میں کھو دیتے ہیں۔ غذا کے معاملہ میں بھی کچھ زیادہ شوقین نہیں ہوں۔ مجھے اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ خصوصاً ان آخری دنوں میں میرے کھانے بہت ہی سادہ اور ایک مفلس کے سے ہوتے ہیں۔ میری زندگی کے ہر لمحہ میں روحانیت ہی میری رہنمائی کرتی ہے۔ روپیہ میرے لئے کوئی جاذبیت نہیں رکھتا۔ جن چیزوں پر میں نظر رکھتا ہوں وہ زندگی اور تہذیب کا جزو ہوتی ہیں اور جن سے میرے ملک سے متعلق جذبات بیدار ہوتے ہیں۔ میں اپنی طاقت اور عقیدہ پر یقین رکھتا ہوں اور اس لئے کسی بھی رعایت اور مصالحت کی طرف راغب نہیں ہوتا میں اپنے دشمنوں کو جو مجھ سے مسابقت نہیں کر سکتے ایک نظر دیکھے بغیر ہی چھوڑ دیتا ہوں۔ ان کو اپنے سیاسی خوابوں ہی میں مبتلا اور اپنی خطابت اور لفظی رہنمائی کی قوت کے مغالطہ میں چھوڑ دیتا ہوں۔

اطالیہ کو کس کی ضرورت ہے؟ ایک بدلہ لینے والے کی! اس کی سیاسی اور روحانی بیداری ایک ترجمان چاہتی ہے۔ ضرورت تھی کہ جراحتوں پر صبر کیا جاتا اور بہاؤ کے خلاف طاقت آزمائی کرنے کی جرأت کی جاتی۔ یہ بھی لازمی تھا کہ ان برائیوں کو پاک کیا جاتا جو کہنہ ہو جانے کا خطرہ پیدا کر رہی تھیں۔ سیاسی انتشار کو موقوف کرنے کا وقت تھا۔ میرا فرض تھا کہ قومی زندگی کے خونیں ورق کو الٹ کر ایک نیا، سنجیدہ، اور طاقتور باب کا آغاز کرتا۔

انتخابات بچوں کا کھیل ہو چکے تھے اور قوم کو پستی کی طرف کافی طور پر لے جا چکے تھے۔ انھوں نے نئے اطالیہ کے فرائض کی اونچائی سے دور ایک الگ خطرہ فراہم کر رکھا تھا۔ میں نے لاتعداد دشمنوں کا مقابلہ کیا اور بہت سے نئے دشمن پیدا کئے اور اس کے متعلق میں نے بعض دفعہ دھوکا کھایا۔ میرے خیال میں جد و جہد کو ہر قسم کی زندگی کے عملی شعبہ میں مکمل ہونا تھا۔ اس تکمیل کے لئے مجھے صاف اور واضح راستوں کی نشاندہی کرنی تھی۔ میرے لئے یہ ضروری تھا کہ

اپنی حکومت کے نمایاں کاموں کو مختلف شعبہ جات زندگی میں اپنی مرضی کے مطابق الگ الگ پیش کروں
۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۷ء تک میری آپ بیتی میں اندرونی ترجمانی سے زیادہ کارآمد میرا عمل ہی عمل ہے۔
مجھے کبھی تزلزل نہیں ہوا۔ خوش قسمتی سے مجھے ایسی بلندی یا پستی سے سابقہ نہیں پڑا جو اکثر و بیشتر
مدبروں پر بُرے اثرات ڈالتی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ نہ صرف میری عزت بلکہ ملک کی عزت خطرے میں ہے
جس کو میں اپنے آپ سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔

میں اطالویوں کے کردار کو جلا دینے کے لئے بے چین تھا۔ مجھے اپنی داخلی پالیسی کے متعلق
کچھ بیان کرنے دیجئے کہ کیا چیز پیش کی گئی اور اس میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی۔ معمولی جھگڑوں
تعطیلات کے متعلق فضول بحثوں، رنگ و نسل کی سیاسی ٹکڑیوں، کسانوں کی ٹریونگ، خونیں جدوجہد
اخبارات کی خود غرضی، پارلیمانی لڑائیوں، نمائندوں کی چپقلش، قابل نفرت اور بے کار بحثوں اور
فضول گفتگو کی پستیوں سے ہم فسطائی روحانیت سے متاثر ہو کر قومی استقامت اور طاقتور اشتراک
کی بلندیوں کی طرف بڑھے۔

میں خود حکم نہیں ہوں بلکہ دنیا نے اس کا تصفیہ کیا ہے

۱۶ نومبر ۱۹۲۲ء کی ایوان میں تقریر کے بعد ۳۰۶ کے مقابلہ میں ۱۱۶ آراء سے میرے اعلان
کی موافقت میں فیصلہ ہوا۔ بغیر کسی مشکل کے مجھے سارے اختیارات حاصل ہو گئے۔ میں نے عفو اور
درگذر سے کام لیا جس سے امن کا ماحول پیدا ہو گیا۔ مجھے اپنے فسطائی مسلح جتھوں کا سوال حل کرنا
تھا سپاہیوں پر جو اطالیہ کے ہر حصہ میں جواں مردی کا ثبوت دے رہے تھے میرا بڑا اثر تھا لیکن
اب جبکہ فسطائیت صاحب اقتدار ہو چکی تھی اس قسم کی تنظیم موقع کے لحاظ سے غیر ضروری تھی۔ اس کے
برخلاف میں دفعتاً اُن لوگوں کو موقوف نہیں کر سکتا جو مجھ پر جان چھڑکنے کے لئے تیار تھے۔ ان کے
ذہن میں نہ صرف وہ طاقت کی دھن میں آگے بڑھتے تھے بلکہ ایک قسم کا سیاسی شعور بھی تھا اور چونکہ
ابھی خطرہ رفع نہیں ہوا تھا اس لئے لازمی تھا کہ سیاہ قمیصیوں کی فتح کی حفاظت کی جائے۔ اس لئے
میں نے تصفیہ کیا کہ قوم کی حفاظت کے لئے ایک رضاکارانہ فوج مرتب کروں گا۔ یقیناً اس کے

فرائض صاف اور واضح ہوں گے۔ ان کے سردار ایسے خرانٹ اور تجربہ کار ہوں گے جنھوں نے جنگ میں حصہ لیا ہو اور جو فسطائی بیداری کی جدوجہد کے رگ و ریشہ سے واقف ہوں۔ میں نے اعلان کیا کہ فسطائیت کی موجودگی میں ہر وہ چیز جو غیر آئینی اور غیر منظم ہے مٹ جانا چاہیئے۔ فسطائیوں کے فوجی جتھوں کو رضاکارانہ فوج میں مبدل کرنے کا خیال بڑی دور اندیشی پر مبنی تھا۔ اس سے نہ صرف حکومت کا اقتدار غیر متزلزل ہو گیا بلکہ ایک بڑی طاقت محفوظ ہو گئی۔

ایک بالکل ہی سیاسی مجلس "گرانڈ کونسل" کی ترتیب اقتدار حاصل کرنے کے بعد میرا بڑا مقصد تھا۔ مجھے اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ایک سیاسی جماعت فسطائی اصول پر قائم کی جائے جو پرانے سیاسی اداروں سے بالاتر ہو اور جو قومی زندگی کی برائیوں اور غلطیوں کا ازالہ کرے۔ ہر روز مجھے ایسی مجلس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ صدر حکومت کی مصروف زندگی میں بھی میں نہیں بھول سکتا تھا کہ میں ایک ایسی جماعت کا سردار بھی ہوں جس نے تین برس تک اطالیہ کی تباہ راہوں پر لڑ بھڑ کر اقتدار حاصل کیا ہے اور جو قومی روح کو گرمانے کا باعث ہوئی ہے۔

اس کونسل کے تفویض یہ اہم کام سپرد کیا گیا کہ وہ فسطائی انقلاب کی کارگزاریوں کو آئینی کرے۔ اس کونسل میں نہ اس وقت بڑے عنصر تھے اور نہ اب موجود ہیں بلکہ اس کے برخلاف جوانمرد فسطائی وزراء، عوام کے صحیح نمائندے ان کے مفاد کا خیال رکھنے والے ماہرین تھے۔ اسی وجہ سے یہ مجلس ہمیشہ کامیاب رہی۔ اس کی صدارت میں کرتا تھا اور یہاں مجھے اس امر کا انکشاف کرنے دیجئے کہ اخبارات میں جو مجمل بیانات اس کی کارگزاری کے متعلق چھپتے تھے وہ سب کے سب میرے ہی قلم کے لکھے ہوئے ہوتے تھے۔ وہ دراصل پیداوار ہوتے غور و فکر کے ان نتائج کی جو اطالوی زندگی اور دنیا کی دوسری قوتوں کے مقابلہ میں اطالیہ کے مرتبہ کے متعلق جانچ پڑتال اور چھان بین کے بعد فسطائی دل و دماغ سے طے پاتے تھے۔ "گرانڈ کونسل" نے جو اب حکومت کا آئینی ادارہ ہے پانچ سال میں بے مثال اور بہترین خدمات انجام دیں۔

سب سے پہلے جو مسئلہ پیش تھا وہ پولیس کی طاقت کو اکٹھا کرنے کا تھا۔ ہمارے ہاں

معمولی پولیس تھی جس کی شاخیں سیاسی اور عدالتی پولیس تھیں۔ ان کے علاوہ "رائل کارابینری" اور "رائل گارڈز" تھے۔ آخرالذکر پولیس کے دستے "ینیٹی" کے مقرر کئے ہوئے تھے۔ یہ بالکل ہی فضول تھے اور معمولی حیثیت کی پولیس سے کسی طرح بھی الگ نہ تھے۔ اس لئے میں نے فوراً ہی تصفیہ کیا کہ "رائل گارڈز" کو ختم کردوں۔ اس سلسلہ میں بعض ناخوشگوار حادثات پیش آئے۔

"ٹورینو" اور "میلانو" جیسے بعض شہروں میں گڑبڑ ہوگئی لیکن میں نے سخت احکام جاری کئے۔ میں نے ان مقامات کے بعض عہدہ داروں کو جہاں بلوے ہو رہے تھے۔ دفتر میں بلوا بھیجا یا ٹیلیفون کیا اور ضرورت کے موقع پر انھیں آتش باری کی بھی اجازت دی۔ چھ گھنٹوں میں امن قائم ہوگیا۔ چالیس ہزار مسلح لوگوں کی یکدم موقوفی صرف دو جانوں کی تلافی اور چند لوگوں کو زخم پہنچانے کی قیمت ثابت ہوئی۔ عہدہ دار دوسرے کاموں میں لگ گئے اور سپاہی اپنے گھروں کو بغیر کسی مزید گڑبڑ کے پہنچ گئے۔

اطالیہ کی سیاسی "میسنری" جو شروع شروع میں اپنے آپ کو نئے حالات کے مطابق بنا رہی تھی اور فسطائی اقتدار کے آگے گردن خم کرچکی تھی اب پھر احمقانہ اور مکارانہ طرز پر میری اور فسطائیت کی مخالفت کرنے لگی۔ "گرانڈ کونسل" کے ایک جلسہ میں میں نے اعلان کیا کہ بیک وقت فسطائی جماعت کے اور "میسنری" کے رکن ہونا ناممکن ہے۔ میں پہلے ہی سے اس سیاسی جماعت کی پالیسی کا مخالف تھا۔ ہم کو نہیں بھولنا چاہئیے کہ یہ تاریک ادارہ اپنی خفیہ طرز روش کی وجہ سے اطالیہ میں رشوت خوار اور ضمیر فروش کی حیثیت سے نمایاں تھا۔ حفاظت، انسانیت یا مدد کا یہاں دخل نہ تھا ہر شخص حتیٰ کہ وہ بھی جو اس سے فائدہ اٹھا چکے تھے اس کو ایک باہمی امداد کے ذریعہ کے سوا کچھ اور نہیں سمجھتے تھے۔ یہ بھی سب کو معلوم تھا کہ یہاں خودغرضی، دغا و فریب کا بول بالا ہے اور اخلاق کے کسی اصول اور جائز مطالبہ کا خیال نہیں ہوتا۔ "میسنری" کے خلاف میری جدوجہد تلخ ہوگئی ابھی تک اس کے آثار مجھ پر باقی ہیں لیکن ان سے میرا خلوص ظاہر ہوتا ہے جو یقیناً میری قابلیت کا سب سے بڑا اعزاز تھا۔

سنہ ۱۹۲۳ء میں متواتر سمجھوتہ کی کوششوں کے بعد میں نے فسطائیت اور قوم پرستی کے ڈانڈے

ملا دیئے۔ ایک عرصہ تک ان دونوں اداروں کی تنظیم میں ہماری قومی زندگی کے اغراض و مقاصد گھلے ملے ہوئے تھے لیکن سیاسی ارتقاء نے کسی نہ کسی طرح ان کی راہیں الگ الگ کر دی تھیں۔
جب فتح ہو چکی اور جب قوم پرستوں کے بہتر عناصر نئی حکومت کے ساتھ اشتراک عمل پر آمادہ ہو گئے تو سیاسی خلوص اور ہوشمندی اس کی مقتضی ہوئی کہ دونوں کو پھر یکجا سمو دیا جائے۔ سیاہ اور نیلے (قوم پرستوں کی وردی کا رنگ) قمیصیئے بہادرانہ اور سیاسی وفاداری کے جذبات کے تحت متحد ہو گئے اس نئے اور گہرے اتحاد سے ہمیں موقع ملا کہ مستقبل کو اس طرح سنواریں کہ وہ قوم پرستی اور فسطائیت کی پیش قیاسیوں اور خواہشوں کے عین مطابق اطالیہ عظمٰی کے شایان شان ہو جائے۔
اپریل ۱۹۲۳ء میں "ٹورن" میں "پاپولر پارٹی" کی قومی کانگریس منعقد ہوئی۔ مگر یہ صرف باتونی جلسہ ہوا اور مثل دوسری سیاسی کانگریسوں کے جھوٹ بنے پچھلے کئی سالوں سے اطالیہ کو مسحور کر رکھا تھا۔ بے سود ثابت ہوا۔ انھوں نے فطرتاً فسطائی حکومت کی پالیسی پر دیر تک بحث بحثی کی اور آخر کار کثرت آراء نے فسطائیت کے خلاف رجحان ظاہر کیا۔ وزارت میں "پاپولر پارٹی" کے بھی ارکان شامل تھے اور لازمی طور پر اس جلسہ کے بعد وہ اپنے آپ کو مشکل اور نازک حالت میں محسوس کرنے لگے میں نے اُن کے آگے یہ مسئلہ پیش کیا کہ وہ فسطائی حکومت میں شامل رہنے یا نہ رہنے کا اپنی پارٹی کے موجودہ رجحان کی مناسبت سے جلد فیصلہ کریں۔ اس کے بہت سے جوابات پیش کئے گئے لیکن ان میں بھی اختلافات تھے اس لئے میں نے حکم دیا کہ سیاسی فضا کو صاف رکھنے کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں تاکہ فسطائی پارٹی اور پارلیمانی جماعت میں جھگڑے نہ پیدا ہوں۔
حکومت حاصل کرتے ہی میں نے سیاسی فضا کو مکدر نہ رکھنے کا تصفیہ کر لیا تھا۔ فسطائیت کی بلندی اس زمانہ کے سب دماغوں کو متاثر نہیں کر سکتی تھی اور ابھی بہت سے مخالفین موجود تھے۔ اکثر لوگ ابھی اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ وہ فسطائیت کو سیدھے راستہ سے ہٹا دیں گے اور اسی مقصد کے تحت مجھ سے بعض ایسے لوگ ملاقی ہوئے جو معاملات کو اُلجھانے اور چکر دینے میں مہارت رکھتے تھے لیکن انھوں نے مجھے ہمیشہ دُھن کا پکا پایا۔

۱۹۲۳ء میں پہلی مرتبہ ہمارا "یوم مزدوران" بغیر کسی حادثے کے بخیر و خوبی گذر گیا۔ لوگ خاموشی سے اس قدیم تاریخ پر بغیر اظہار افسوس کئے ہوئے کام کرنے لگے۔ بعد میں میں چاہتا تھا کہ اطالیہ کی رائے عامہ سے رابطہ پیدا کروں اور اس کا صحیح اندازہ کروں کہ فسطائیت کا عوام پر کتنا اثر ہے۔ پہلے میں "میلان" اور "رومانے" گیا پھر "وینس"، "پاڈوا"، "وین زا"، "سسلی"، اور "سارڈینیا" گیا اس کے بعد "پیاسن زا" اور "فلارنس" پہنچا۔ ہر جگہ نہ صرف سیاہ قمیصیوں نے بلکہ سارے اطالویوں نے میرا گرمجوشانہ خیر مقدم کیا۔ آخرکار لوگ محسوس کرنے لگے تھے کہ اُن کی ایک حکومت ہے اور ان کا ایک رہنما ہے۔ سیاہ قمیصوں نے جو انقلاب کے بانی تھے اسی پُرانے ناقابل تبدیل جوش سے مجھے بحیثیت اپنے لیڈر کے، خوش آمدید کہا۔ ان کا طرز سلوک بالکل ویسا ہی تھا جبکہ میں اُن کی پارٹی کا سردار تھا اور صحافتی حملوں کے لئے محاذ تیار کر رہا تھا اور جس کی وجہ سے میں اُن میں ہر دلعزیز تھا۔ اطالوی طبیعتیں بعض موقعوں پر عمل سے زیادہ پھوٹ کی طرف راغب ہوتی ہیں لیکن اب میرے پُرانے ساتھی ضبط و نظم کے قیام میں مجھ سے بہت ہی قریب تھے۔ اُن کے اس رویہ سے نہ صرف میں تمکنت محسوس کرنے لگتا تھا بلکہ متاثر بھی ہوتا تھا۔ میں اس نوجوان طبقہ کی مستعدی کو نظرانداز نہیں کر سکتا تھا اور نہ اُن کی بھینٹ پُرانے کھوسٹ طبقہ کے سمجھوتہ پر چڑھا سکتا تھا۔ ساری آبادی محسوس کرتی تھی کہ اس نے اب آزادی کو حاصل کر لیا ہے۔ انھیں دھوکا دینے والی جماعتوں سے اب نجات مل چکی تھی۔ اسی لئے وہ میرے سیاسی کام کو سراہتے تھے اور میں خوش تھا۔

ایسے زمانہ میں مخالفت کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔ سمجھوتہ کے میدان میں مجھے شکست دینے کے ناقابل ہو کر مخالفین نے "کوریرے ڈیلاسیرا" کی قیادت میں پست ہمت کرنے والی پیش قیاسیاں اور مصیبتوں کی داستانیں شروع کیں۔ انھوں نے پُرفریب حملے شروع کئے اور ہر طرف مکر کے جال پھیلانے لگے۔ اس کے جواب میں میں نے انتخابات کا ایک نیا قانون نافذ کیا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ آبادی کی مناسبت سے طریقۂ نمائندگی کے گڑھے میں دوبارہ گروں۔ میں نے "پاپولر"، "ڈیموقراط اور احرار جماعت کے نمائندوں کو نظرانداز کر دیا تھا۔ مدرسہ کی اصلاح جس کا

تفصیلی ذکر میں آگے کروں گا ایک حد تک دشمنی کا باعث ہوئی۔

اسی اثنا میں فسطائیت کے خلاف حملے ہوئے۔ یہ سال طوفانی تھا اور اس کو قدم جمانے کی اور مشکلوں سے مقابلہ کرنے کا زمانہ کہنا چاہیئے۔ مجھے فسطائیت کو اندرونی جھگڑوں سے جو اکثر سازش اور چالبازی سے پیدا کئے جاتے تھے بچانا تھا۔ مجھے اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے اُن لوگوں کی سختی سے مخالفت کرنی پڑی جو جماعت میں کسی قسم کا انتشار پیدا کرنے کے قابل تھے۔ فسطائیت ایک گروہ ہے اور اس میں مختلف رجحان پرورش نہیں پاسکتے جس طرح سے کہ کسی ایک تنظیم کی سطح پر دو لیڈر جمع نہیں ہوسکتے۔ فسطائیت ایک منضبط نظام ہے جس کی بنیاد سیاہ قمیضیں ہیں اور جس کی بالائی منزل پر صرف ایک ہی سردار ہے۔

میری طاقت کے پہلے اسباب میں سے یہ بھی ایک ہے۔ ہماری سیاسی جماعتوں میں جتنی بھی پھوٹ پڑی وہ سب کی سب اعلیٰ اور اونچے اسباب کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ شخصی خواہشوں، غلط تخیل، برائیوں، خفیہ طرز عمل، اور پوشیدہ طاقتوں کی وجہ سے ہوئی جن کو میں اطالوی فری میسنری کی کارگزاری سمجھ چکا تھا۔ میں ان سب پر نظر رکھتا تھا اور یہ عہد کرلیا کہ بال برابر بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا جب بہت ہی اہم قانونی مسائل پارلیمنٹ میں طے ہوچکے تو میں نے ایوان کو برخاست کردینے کا تصفیہ کیا اور سارے اختیارات حاصل کرچکنے کے بعد ۶ اپریل ۱۹۲۴ء کو میں نے انتخابات کا اعلان کردیا۔

انتخابات کا یہ اعلان سیاسی بلوں کو ختم کردینے کے لئے کافی تھا۔ تمام جماعتیں اپنی اپنی طاقتیں سمیٹنے میں مصروف ہوگئیں اور زیادہ سے زیادہ آرا حاصل کرکے ایوان میں اپنے نمائندوں کو بھیجنے کی کوشش کرنے لگیں۔ انتخابات کو ایک بچکانی کھیل سمجھا جاسکتا ہے جس میں منتخب ہونے والے زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ "معززین" کہلائے جانے کے لئے لفاظی و عدو یا اسی قسم کی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جاتی۔ فسطائیت اس بیہودہ مذاق کی متابعت کرتا نہیں چاہتا تھا اس لئے ہم نے تصفیہ کیا کہ ایک لمبی فہرست قوم پرستوں کی تیار کی جائے جن میں

نہ صرف فسطائیت کے آزمودہ اور قابل بھروسہ لوگ ہوں بلکہ ایسے بھی ہوں جنھوں نے ملکی قومی زندگی کے میدان عمل میں ملک کی عزت پر حرف آنے نہیں دیا۔ اس پالیسی کی بدولت فسطائیت نے بڑی سیاسی عقلمندی کا ثبوت دیا۔ اس نے مخالفین یا مشتبہ لوگوں کو بھی برداشت کیا کیونکہ وہ خدمت کر سکتے تھے۔ قوم پرستوں کی اس فہرست میں کونسل کے سابق صدر مثلاً آرلینیڈو کے اور ایوان کے سابق ارکین مثلاً "ڈی نکولا" کے شامل کئے گئے لیکن زیادہ تر یہ فہرست نئے عنصر ہی سے معمور تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ اس میں دو سو حزانٹ اور جہاں دیدہ لوگ تھے، دس طلائی تمغے یافتہ، ۱۱۴ نقرئی تمغے یافتہ، ۹۸ تانبے کے تمغے یافتہ، ۸۰ معذورین اور جنگ کے تمغے یافتہ اور ۲۴ رضاکار شامل تھے۔ اس فہرست میں امراء جنگ و فتح کے عناصر کا غلبہ موجود تھا۔

اشتراکیوں نے جو اشتمالیوں سے الگ ہو گئے تھے اپنے ہتھیار تیز کرنے شروع کئے اور "پاپولر پارٹی" کے ارکین کا بھی یہی حال تھا لیکن ۶ اپریل کو جب آراء جمع کی گئیں تو قوم پرستوں کی فہرست کی فیصلہ کن کامیابی ثابت ہوئی۔ اس جماعت کو پچاس لاکھ آراء حاصل ہوئی تھیں اور اس کے مقابل ساری جماعتوں کو متفقہ طور پر صرف دو لاکھ آراء۔ اس سے ظاہر ہوا کہ میری پالیسی اور ہماری حکومت کو عوام کی تائید حاصل تھی۔ اب میں دشمنوں پر زیادہ سختی کئے بغیر جیسا کہ میں کر سکتا تھا اُن کی طرف رجوع کر سکتا تھا۔ میں نے اس سیاسی لڑائی کی سرکردگی کی جو میلان میں منتظر تھی انتخابات کی جد و جہد کو میں نے اُن کے نتائج کی وجہ سے زیادہ اہمیت نہیں دی لیکن مجھے اس بات سے دلچسپی تھی کہ ہر اطالوی شہر نے قوم پرست فسطائی فہرست کی گرمجوشانہ تائید کی تھی۔ عوام کے اس رجحان نے میرے اور حکومت کے کاموں کے حوصلے بلند کئے۔ روما واپس گیا تو میرا ایسا استقبال کیا گیا جیسا کہ واپس ہونے والے فاتح کا کیا جاتا ہے اور "پالازوچیگی" کے برآمدے میں جبکہ شہر روما اور اس کے باشندوں کو سلام کر رہا تھا میں نے نئے اور وسیع تر اطالیہ کو مبارکباد دی جہاں کہ سارے راسخ العقیدہ لوگ جمع تھے۔

میرا اصول یہ تھا کہ جماعتوں کو ختم ہونے دیکر ملک کو بچا لیا جائے

۲۴ مئی کو غیر معمولی سنجیدگی کے ساتھ ستائیسویں مقننہ کا افتتاح کیا گیا۔ ہز میجسٹی نے ایک بہت ہی موثر تقریر کی۔ اس موقع پر ہال بہت پُرعظمت معلوم ہو رہا تھا کیونکہ معمولی سیاسی جھگڑوں کے لئے جن عناصر نے ملک اور اطالوی زندگی کو چھوڑ دیا تھا ہال کے باہر ہی تھے۔ بہرحال ستائیسویں مقننہ کے اجلاس میں کسی بھی اخلاقی پہلو کا فقدان نہ تھا۔ تجربہ کاروں کی جو بہت زیادہ مُرتّب تھے خاص طور پر آؤ بھگت کی گئی۔ اُن کی وجہ ایوان میں جہاں معمولی سازشیں ہوا کرتی تھیں اب ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ ان سب باتوں نے اشتراکیوں کو بھڑکا دیا۔ وہ اپنے دلوں میں جنگ سے نفرت کرتے تھے اور ہماری فتح کو گھٹاتے تھے۔ پُرانی پارلیمانی دنیا نوجوانوں کے اس عظیم الشان اجتماع کے شانہ بہ شانہ نہیں آسکتی تھی۔ پارلیمنٹ کا مقام 'مانٹی سی ٹوریو' اپنی بزدلی کی وجہ سے طلائی تمغے یافتہ لوگوں کی مجسم بہادری کی عزت نہیں کرسکتا تھا۔

'مانٹی سی ٹوریو' میں دوبارہ پُرانے اور نئے اطالیہ کے درمیان اختلافات شروع ہوئے۔ اور یہ اختلافات پارلیمانی ماحول پر چھا گئے حالانکہ فسطائیت کو اطالیہ کی گلیوں اور قوم کے دلوں میں فتح حاصل ہو چکی تھی۔ ۲۴ مئی ۱۹۲۴ء کے تاریخی جلسہ میں اس مخالفت کا خاتمہ ہونا تھا۔ جنگ میں شامل ہونے کی تاریخ میں نے محض اتفاق سے منتخب نہیں کی تھی۔

کچھ دنوں بعد معمولی طور پر پارلیمانی مباحثے شروع ہو گئے۔ نئے ارکان کی نشستوں نے بڑا ہی ہنگامہ پیدا کیا۔ اشتراکی جو ۲۴ مئی کی تقریب میں غیر حاضر تھے پھر اپنی نشستیں حاصل کرنے لگے اور ماحول پھر ناموافق ہو گیا۔ میں جانتا تھا کہ ہماری سیاسی زندگی خصوصاً پارلیمانی زندگی کو نئے طرز پر چلانا ضروری ہے دھوکے میں رہنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ بڑے استقلال سے میں نے پہلے ہنگامہ پرور اجلاس پر قابو حاصل کیا۔ مباحثوں کا معیار بلند کرنے کے لئے اندھے خرانٹ کارلوڈل کرانکس کی چھ جون والی تقریر سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہ تھا۔ ۷ جون کو میں نے سارے مخالفین کا تفصیلی جواب دیا۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے فسطائی شہدا اور امن عامہ کے نام پر اپیل کی۔ میں نے اضافہ کیا وہ ہمیں ان کا احساس ہے کہ ہم اطالویوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور

ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے اور آپ کے جھگڑوں کو ہوا میں منتشر کر دینے کا حق حاصل ہے تاکہ ہم ملک کے قابل احترام جسم کی برسوں اور صدیوں تک نشو و نما کر سکیں"۔ میں نے محسوس کیا کہ پارلیمنٹ میں سکوت، انصاف اور توازن قائم رکھنے کے لئے مجھے ایک زبردست اپیل کرنے کی ضرورت تھی۔ مجھ میں امن کی خواہش کا ایک پُرخلوص جذبہ بیدار ہو چکا تھا۔ لیکن میرے الفاظ کی کامیابی ظاہر تھی پارلیمنٹ کی سیاسی جدوجہد میں ایسے مناظر پیش آئے جو اس اجلاس کے شایان شان نہ تھے۔ اشتراکیوں کے احساس کو ٹھیس لگائی گئی تھی اور حقیقت کے خلاف انھیں ضرب لگائی گئی تھی۔ ان کو تعداد سے گھیر لیا گیا تھا۔ وہ اطالوی نوجوانوں کی روش سے حیران تھے اور واقعات کی نئی رفتار سے پریشان۔ اُن کے رجحانات کے خلاف ساری جدید سیاسی حقیقت تھی۔ انھیں شکست دی گئی تھی اور وہ اس کو محسوس کرتے تھے۔ ان حالات کی موجودگی میں اشتراکی چاہتے تھے کہ اپنے آپ کو حوالے کرنے سے کسی نہ کسی طرح بچ جائیں کم از کم پارلیمنٹ میں۔

سیاسی کرتبوں میں چونکہ وہ طاق تھے اس لئے انھوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا یہ ایک جانا بوجھا تباہ و برباد کرنے کا کھیل تھا۔ اس سلسلہ میں ایک رکن "ماٹیوٹی" نے اپنے آپ کو بہت نمایاں کیا۔ وہ "روویگو" کے صوبہ کا اشتراکی نمائندہ تھا جس میں سیاسی انتشار پیدا کرنے کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اشتراکی ہونے کی حیثیت سے وہ جنگ سے نفرت کرتا تھا اور اس خصوص میں وہ بیہودگی کی اُس حد تک پہنچ گیا تھا جہاں کہ کوئی دوسرا اشتراکی بھی نہ پہنچا تھا۔ "کاپوریٹو" کی شکست کے بعد کے المیہ دور میں اُس نے "وینس" کے مفرورین کی مخالفت کی۔ "ماٹیوٹی" ان پریشان لوگوں کو پناہ دینے سے انکار کرتا تھا جو دشمن کے حملہ کی وجہ سے منتشر ہو چکے تھے اور جن پر اہل آسٹریا ہر قسم کی مصیبتیں توڑ رہے تھے۔ وہ کہتا تھا کہ انھیں آسٹریا کے زیر اقتدار رہنا چاہیئے اس پارلیمانی لڑائی میں اُس نے اپنے سارے منصوبے اور اپنی ساری چالبازیاں شامل کر دیں۔ لکھ پتی ہونے کی وجہ سے وہ اشتراکیت کو صرف پارلیمانی نسخہ سمجھتا تھا۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ گو وہ بہت سخت لڑاکو تھا اور مخالفتوں کا سارا طوفان اس جدوجہد میں استعمال کرتا تھا

لیکن وہ ایوان خصوصاً اشتراکی جماعت کو قابل لحاظ نقصان پہنچانے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا۔ ومایٹوٹی، لیڈر نہیں تھا اِسی اشتراکی جماعت میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو فراست اور مباحثہ کی قابلیت میں اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے۔ اپنے انتخابی حلقے میں اسے فسطائیوں سے سخت مقابلہ کرنا پڑا تھا اور ایوان میں اُس نے فوراً ہی اپنے آپ کو ایک جوشیلے مخالف کی حیثیت سے ظاہر کر دیا۔

ایک دن ومایٹوٹی، روما سے غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ افواہ گشت لگانے لگی کہ کسی سیاسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ اشتراکی جو ایک ایسے شہید کی تلاش ہی میں تھے جو خطابت کے ذریعہ اُن کی ترجمانی کرے فوراً ہی ایسے موقع پر فسطائیت کو ملزم ٹھہرانے لگے۔ میرے حکم سے مکمل تفتیش شروع ہوئی اور حکومت نے تصفیہ کیا کہ نہ صرف انصاف کی خاطر بلکہ بدعنوانیوں کو روکنے کے لئے بھی پوری سرگرمی کے ساتھ کام کرے۔ میں نے روما کے اعلیٰ عہدہ دار پولیس، اور داخلہ کے معتمد اور محکمہ پریس کے اعلیٰ عہدہ دار سینیٹر ارے روزی، کو اس راز کو معلوم کرنے پر متعین کر دیا۔ پولیس کو بغیر کسی تاخیر کے مجرموں کا پتہ چلانے کے لئے احکام جاری کے گئے۔ بہت جلد ہی مجرموں کی نشاندہی ممکن ہو گئی۔ گو کہ وہ فسطائی تھے لیکن ہمارے قبضہ واختیار سے باہر۔ ان کے خلاف انتہائی سخت کارروائی کی گئی، اتنی سخت کہ بہت زیادہ معلوم ہونے لگی۔ مشتبہ افراد کو فوراً ہی قید کر لیا گیا۔ بہت سے ایسے لوگ جو مشتبہ افراد سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق رکھتے پبلک زندگی سے کنارہ کش ہو گئے حالانکہ سازش میں اُن کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ عدالت اور پولیس کے عہدہ داروں کی روک تھام بالکل نہیں کی گئی۔ ایسے میں طوفان کو ختم ہو جانا چاہیئے تھا لیکن اس کے برخلاف اس ڈرامائی واقعہ کی بدولت قسمت میں لکھا تھا کہ میرا اور حکومت کا امن جو بیانہ سکوت توڑ دیا جائے۔ حالانکہ ہم ابھی متغیر ماحول ہی میں تھے جو لڑائیوں اور جھگڑوں سے پُر تھا لیکن یہ مشکل ہی سے ممکن معلوم ہوتا تھا کہ ستائیسویں مقننہ کی افتتاح کے چند ہی دن بعد قابل لحاظ حیثیت کی ایک جماعت ایسا کام کرے گی جو ابتدا میں تو دل لگی معلوم ہو گا لیکن آخر میں ایک المیہ پر ختم ہو گا۔ میں ہمیشہ گذشتہ واقعہ کی نسبت سخت الفاظ

استعمال کرتا تھا۔ ایک اطاعت گذار اور مستعد مرکزی حکومت کی موجودگی میں فسطائیت اور اس کے لیڈر کی مخالفت شروع ہوئی۔ ایوان کی مخالفت ایک تماشا تھی۔ میں نے دیکھا کہ بیچارے مقتول کی محبت کی خاطر یہ سب کچھ نہیں کیا جا رہا تھا بلکہ فسطائیت سے نفرت کی وجہ سے۔ لیکن مجھے تعجب نہ ہوا ایوان میں جبکہ کمزور اشخاص شش و پنج میں تھے میں نے کہا:۔

"اگر سوال افسوس کرنے کا ہے، اگر سوال مذمت کا ہے، اگر سوال مجرموں کے متعلق تحقیقات کرانے کا ہے تو ہم یہاں اس کا اعادہ کرتے ہیں کہ یہ خاموشی اور اطمینان کے ساتھ ہو جائے گا لیکن اگر اس افسوس ناک واقعہ سے کوئی قومی اتحاد کو متزلزل کرنا چاہتا ہے اور اس کی آڑ میں ذاتی اغراض کو پورا کرنا چاہتا ہے تو معلوم ہو جائے کہ حکومت اپنی حفاظت آپ بہرصورت کریگی۔ حکومت جس کا ضمیر مطمئن ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس نے اپنا فرض پوری طرح ادا کیا ہے اور آئندہ بھی پوری خدمت کرنے کے لئے تیار ہے اب ایسے ضروری ذرایع اختیار کرے گی جو اس قسم کی چالبازیوں کو ختم کر دیں گے جن سے اطالویوں کی امن چین کی طرف رہنمائی ہونے کی بجائے جذباتی جھگڑوں سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے۔"

ان الفاظ سے سخت دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہی ہوا جس کا مجھے اندیشہ تھا۔ مخالفین اطالوی سیاسی زندگی کو زہر آلود کرنے کے لئے 'ماٹیوٹی' کی لاش پر گرے اور اطالیہ اور اس کے باہر بھی فسطائیت کی مخالفت کرنے لگے۔ جون سے دسمبر ۱۹۲۴ء تک اطالوی پبلک زندگی کی رفتار میں جو ترقی ہوئی اس کی مثال کسی دوسرے ملک کی سیاسی جدوجہد کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ ایک ایسی بے عزتی تھی جو کسی بھی سیاسی جماعت کے لئے باعث ذلت ہو سکتی تھی۔ پریس، جلسے فسطائیت کی مخالف جماعتیں، جھوٹے فریبی، شکست خوردہ امیدوار، بزدل اور اسی قسم کے دوسرے غلط کار اس طرح دلچسپی لینے لگے جیسا کہ گدھ مردار پر گرتے ہیں۔ مجرموں کو سزائے قید کافی نہ تھی۔ لاش کی شناخت اور ڈاکٹروں کا یہ حلفیہ بیان کافی نہ تھا کہ موت کس جرم کی وجہ سے واقع نہیں ہوئی بلکہ زخم کی وجہ سے ہوئی۔ اس کی بجائے لاش کی شناخت روما کے قریب ایک جھاڑی موسوم بہ 'کوارٹا ریلا' میں جو ہوئی

تو تحقیقات کا ایک لامتناہی سلسلہ چلا جس کو ہم "کوارٹارلیزمو" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ماٹیوٹی کی اہلیہ پر لوگوں نے قسمتیں بنائیں۔ انھوں نے اس کی تصویروں، تمغوں، یادگار تاریخوں اور برقی نشانیوں کا جو اکھیلا۔ بعض اخباروں نے چندہ جمع کرنا شروع کیا جس کا حساب آج تک بھی باقی ہے۔

مخالفین اور اُن کے نمائندے "مانٹی سی ٹوریو" کے ایوان سے علٰحدہ ہو گئے اور انھوں نے مقننہ کے کام میں بھی حصہ نہ لینے کی دھمکی دی۔ اس تحریک اور اس کے مؤیدین کو تاریخ روما کے ایک مشہور واقعہ "روان ٹینو" کے نام سے موسوم کیا گیا لیکن یہ جماعت گھٹ کر مٹھی بھر نفوس پر باقی رہ گئی جس میں ایسے سیاسی افراد جمع ہو گئے جو نفرت اور حصول طاقت کے ایچ میں یکجا ہو گئے تھے۔ وہ اشتراکیوں سے احراریوں تک اور جمہوریت پسند "میسنز" سے "پاپولرز" تک ہر طرف گئے جو اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کرتے تھے۔ جلسے ہوئے۔ انھوں نے اخبارات اور اسمبلی کے خلاف اطالوی زندگی کو تباہ کرنے کے لئے بُرا بھلا کہا۔ متعصب عناصر فسطائیت کی شکست کا ساعت بہ ساعت انتظار کرنے لگے۔ اس بدتہذیب ڈرامائی مذاقیہ کے پس پشت رکن سینیٹ "دالبرٹینی" تھا جو خوش قسمتی سے ایک اخبار کا مالک تھا۔ یہ چاہتا تھا کہ سارے بدمعاشوں کی بدزبانی سنے اور سارے مخالف کنابچے جمع کر کے مجھ پر اور فسطائیت پر کسی نہ کسی طرح اور کبھی نہ کبھی بُری طرح حملہ کرے۔

مجھے نہ تو کوئی شبہ تھا اور نہ میں پست ہمت تھا۔ میں ان مخالفین کی رگ و پے سے واقف تھا۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اشتراکی رکن ایوان کی لاش کو فسطائیت کی مخالفت کا جھنڈا بنانا چاہتے ہیں لیکن اُن کی ذلیل سیاست میرے تخیل سے بھی آگے بڑھ گئی۔ ان کے سوا فسطائیت کی آرایشی کمزوریاں بھی ظاہر ہو رہی تھیں۔ انھوں نے سیاسی ماحول سے اثر قبول کر لیا اور یہ نہیں دیکھا کہ ایک آدھ واقعہ سے تاریخ نہیں بنتی۔ جذباتی اخلاق سے متاثر ہو کر وہ چاہتے تھے کہ ساری قوم کی بیہودی کے گلے پر کند چھری پھیر دیں۔ ان میں ایسے موقع پر کئی "میگڈالن" پیدا ہو گئے اور کئی ایسے جنھوں نے فسطائیت کے جذبہ کو چھپا کر اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی

حالانکہ وہ خود مخالفین کے پیہم حملوں سے متاثر ہو چکا تھا۔

ہم غدر کی گہرائیوں کی طرف جا رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی سارے متعلقہ اندیشے اور تکلیفیں پیش تھیں۔ ماحول ایسا ہو گیا تھا کہ بہت سے مجسٹریٹ "میسنری" کے اثرات کی وجہ سے بے لاگ انصاف نہیں کر سکتے تھے۔ مختلف جماعتیں سرحد پار سے مقامی اشتراکیوں کو مدد دے رہی تھیں۔ اس سے ظاہر تھا کہ کس طرح فسطائیت کی مخالفت میں بین الاقوامی علاقوں میں جہاں جمہوریت اشتراکیت اور حریت مستقل طور پر قدم جما چکے ہیں دغا بازی اور سازش کے اثرات بھی پائے جاتے ہیں۔

یہ سب مل جل کر یہ دھوکا دے سکتے تھے کہ حکومت کھوکھلی ہو گئی ہے۔ بعض لوگوں نے حساب لگایا کہ تین مہینوں کی تکلیف کے بعد دسمبر ۱۹۲۴ء میں وزارت ختم ہو جائے گی۔ سیاست کے بھوکوں کو پھر امید پیدا ہو گئی۔ حقیقت میں کونسل کے سابقہ تین صدور کے ساتھ بُرا سلوک کیا گیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو دھوکا دے سکتے تھے لیکن یہ پیشہ ور سیاست داں عملی طور پر اتنے کم سمجھ تھے کہ وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکتے تھے کہ میں ایک لمحہ میں سیاہ قمیصیوں کو حکم دے سکتا ہوں کہ وہ ان کے تخیلات اور خوابوں کی عمارتوں کو گرا کر خاکستر کر دیں۔

یہ بھولے ہوئے بیڈک اپنی کامیابی کے منتظر تھے۔ متاثر اخبارات نے بدعنوانیوں کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کی بے عزتی کو پھیلایا اور ارتکاب جرم کی ترغیب دلائی۔ تاج کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ ہمیشہ کی طرح ایسے ہم پیشہ لوگ اس میں حصہ لے رہے تھے جو واقعات کی ہر کروٹ سے اپنے فائدہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ ان بد طینت افراد کو میں نے کبھی بھی اپنے دائرۂ عمل میں نہیں رکھا۔ ان تمام واقعات پر مستزاد یہ ہوا کہ دسمبر ۱۹۲۴ء میں "سیزار ے روتری" نے جو دفتر اخبارات کا سابقہ اعلیٰ عہدہ دار تھا ایک بیہودہ چال بازی کی کوشش کی۔ اس شخص کو فسطائیت کے زمرے سے اس وجہ سے نکال دیا گیا تھا کہ اس نے اپنے آپ کو "ماٹیوٹی" کے معاملہ میں الجھایا تھا۔ اب اس نے ایک محضر تیار کیا جس کو جھوٹ کا پلندہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کا مقصد حکومت کو اور خصوصاً مجھ کو الزامات کا نشانہ بنانا تھا۔ ہر وہ چیز جو اطالیہ میں گذر چکی تھی یا گذر رہی تھی وہ میرے گلے باندھنا تھا

بظاہر یہ محضر مجھ پر اخلاقی الزامات عاید کرتا تھا لیکن اس میدان میں مجھ پر حملہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے سارے الزامات کھوکھلے تھے۔ مجھے پہلے ہی 'روزی' کی سازش کی اطلاع مل چکی تھی میں اس محضر کا متن بھی جانتا تھا۔ اور جس دن یہ محضر مخالف اخباروں میں چھپنے والا تھا میں نے اس کو ایک موافق اخبار میں بھی چھپوا کر اُن کی سازش توڑ دی کیونکہ میں ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میرے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ ایک بھونڈا مذاق اور فریب نظر ہے۔ دشمنوں کا حملہ خالی گیا اور جو بلبلا ان لوگوں نے اُبھارا تھا ٹوٹ کر پارہ پارہ ہو گیا۔

یہ مخالفت چھ مہینے تک جاری رہی۔ کمزور ضمیر والے فضا میں ڈوب گئے اور المیہ نعرے لگانے والے اپنے گلوں میں درد محسوس کرنے لگے۔ خیال کی بازی لگانے والے اب اپنے آپ سے اکتا گئے تھے۔ ایسے وقت میں ایک سابق وزیر جو اطالیہ کے حکمران کے سب سے بڑے اعزاز 'کالرے ڈل انزیاٹا'، سے مشرف تھا جمہوریت اور اشتراکیت کے بڑے عناصر سے متاثر ہوا۔ ان دنوں میں اپنی فسطائی جماعت کو قابو میں کئے ہوئے تھا۔ میں نے بعض ایسے فسطائیوں کی بنصتیں ٹٹولیں جو "ہاتھوں کو جیبوں میں رکھو" کا ہنگامہ پرور حکم چاہتے تھے۔ میں ہی اکیلا ایسا تھا جس کے ہاتھ کھلے اور آزاد ہونے چاہیئے تھے۔ بہر حال 'فلارنس'، اور 'بلوگنا' میں بعض انتہائی ہنگامہ پرور واقعات ہوئے۔ میں سمجھ گیا کہ اب کہنے اور عمل کرنے کا وقت آگیا ہے۔ مگر ایسے میں بھی مجھے اس بات کا فخر رہا ہے کہ کبھی میں نے متانت یا انصاف کا توازن ہاتھ سے نہیں کھویا چونکہ میں سنجیدگی کے ساتھ انصاف کر رہا تھا اس لئے میں نے حکم دیا کہ مجرموں کو گرفتار کر لیا جائے۔ میں چاہتا تھا کہ انصاف اپنے سیدھے راستہ پر بغیر کسی تزلزل کے باقی رہے۔ اور اب میں نے ایک انصاف پسند کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کیا۔ اس لئے اب میں اپنے مخالفین کے خلاف کھلم کھلا اپنی بازی لگا سکتا تھا۔

جب روما میں عام ہڑتال کا اندیشہ تھا میں نے 'فلارنشائن' فوجی دستے کو حکم دیا کہ وہ دارالسلطنت کی سڑکوں پر پریڈ کرے۔ مسلح فوج اور اُن کے فوجی گیت بڑا ترغیبی عنصر رکھتے تھے۔

ستمبر ۱۹۲۴ء میں لُٹکان نے فسطائیت کے علاقوں کا دورہ کیا تھا۔ میں "امیاٹا" کی آبادی میں گیا اور "سیانا" کے صوبہ کے مزدوروں، کسانوں، کان کنوں کی بستی میں گھوما۔ اس موقع پر جبکہ دشمن ساعت بہ ساعت میرے زوال کا انتظار کر رہے تھے اور سرحد پار بھی کچھ اسی قسم کے توقعات پیدا ہو چکے تھے میں نے فسطائیوں سے ایک ایسا جملہ کہا جس سے طاقت اور فتح کا یقین ہوتا تھا میں نے اپنے مخالفین کے متعلق کہا کہ "ہم سیاہ قمیصیوں کے لئے ایک گاڑی بنائیں گے" مخالف اخباروں نے ان الفاظ پر ہنگامہ برپا کیا لیکن اُن کی چیخ پکار کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔

۳ جنوری ۱۹۲۵ء کو یہ صاف ظاہر ہو گیا۔ اس دن پارلیمنٹ میں جبکہ روما میں صوبوں سے لوگوں کا ہجوم تھا اور جو سیاسی جدوجہد کے تصفیہ کے لئے منتظر تھے میں نے حسب ذیل تقریر کی:-

"حاضرین! اب میں جو تقریر کرنے والا ہوں ممکن ہے کہ وہ پارلیمانی تقریر کے زمرے میں شامل نہ ہو سکے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آخر میں آپ لوگ اس کو میری ۱۶ نومبر والی تقریر کا ایک جزو سمجھیں۔ ایسی تقریر رہنمائی تو کر سکتی ہے لیکن سیاسی رائے حاصل نہیں کر سکتی بہر حال یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ میں اس قسم کی رائے کا طالب بھی نہیں ہوں۔ میں اس کا خواہشمند نہیں ہوں کیونکہ میں نے بہت سی آراء حاصل کی ہیں۔ قانون کی دفعہ ۴۷ میں واضح ہے کہ "ایوان کو یہ حق حاصل ہے کہ شاہی وزراء کے خلاف الزامات عائد کر کے عدالت العالیہ کا دروازہ کھٹکھٹا سکے۔"

میں پوچھتا ہوں کہ اس ایوان میں یا اس کے باہر آیا کوئی ایسا شخص ہے جو اس دفعہ ۴۷ سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے میری تقریر بالکل صاف رہیگی بلکہ مزید صفائی بھی پیش کریگی۔ آپ اس کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ ایک عرصہ تک ساتھیوں کے ساتھ چلکر جن کی کارگزاریوں کے ہم ممنون ہیں یہ سوچ لینا بہتر ہے کہ آیا ہم مستقبل میں بھی انھیں ساتھیوں کے ساتھ اسی راستہ پر چلیں یا نہیں۔

"حاضرین! اس ہال میں میں خود اپنے متعلق الزامات عائد کرتا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ میں نے "چھیکا" قائم کر رکھا ہے کہاں؟ کب؟ کس طرح؟ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ روس نے بغیر کسی عدالتی کارروائی کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگوں کو قتل کیا۔ یہ اعداد سرکاری ہیں۔

روس میں "چھیکا" قائم ہے جس نے متوسط طبقے کے لوگوں کو ہراساں کر رکھا ہے اور اس طبقہ کی انفرادی آزادی چھین لی ہے۔ اس "چھیکا" کو انقلاب کی سرخ تلوار کہا جاتا ہے لیکن اطالوی "چھیکا" کے سایہ کا بھی وجود نہیں ہے۔

"کسی کو اس سے انکار نہیں ہے کہ میں تین خصوصیتیں رکھتا ہوں۔ ایک فراست، دوسری ہمت اور تیسری روپیہ سے نفرت۔ اگر میں "چھیکا" قائم کرتا تو یقیناً اسی طرز کی محبت پیش کرتا جس طرح کہ میں ایک قسم کے ہنگامہ کی تائید کرتا ہوں جس کو تاریخ سے نکالا نہیں جا سکتا۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے اور جن لوگوں نے ان پانچ سالوں میں میرا ساتھ دیا ہے یاد کر سکتے ہیں کہ کوئی ہنگامہ کسی معاملہ کا سلجھا ہوا تصفیہ کر سکتا ہے جس کی بنیادیں بہادری اور فراست پر قائم ہوں۔ اس کے برخلاف "چھیکا" کا ہنگامہ ہمیشہ بے وقوفی اور جذبات پر مشتمل ہوتا ہے۔

"کیا آپ حقیقت میں سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کی سالگرہ کے دوسرے دن جبکہ پاک رجس یہاں جمع ہو رہی تھیں روما میں "ویا فرانسسکو کرسپی" میں صبح دس بجے میری دوران حکومت کی سب سے زیادہ مصالحت آمیز تقریر کے بعد قتل کا حکم دے سکتا تھا؟ براہ کرم مجھے اتنا بے وقوف نہ سمجھئے۔ کیا میں اسی بیوقوفی کے ساتھ "میسوری" اور "فارنی" پر حملوں کا منصوبہ سوچ سکتا تھا؟ آپ کو میری ۲ جون والی تقریر تو یاد ہوگی۔ آپ آسانی سے اس ہفتہ کے سیاسی جذبات کو یاد کر سکتے ہیں جبکہ اقلیت اور اکثریت کے درمیان اس ہال میں جھگڑا ہو رہا تھا ایسا کہ بعض لوگوں کی مخالف جماعتوں میں سیاسی اور شہری اشتراک عمل کا ایوان میں خیال ہی باقی نہیں رہا تھا ہنگامہ پرور تقریروں کا دونوں طرف سے تانتا بندھا تھا۔ آخرکار ۶ جون کو "ڈیل کراؤکس" نے زندگی اور جذبات سے بھری ہوئی تقریر سے اس طوفان کو دبا دیا۔ دوسرے دن میں نے بھی اس ماحول کو صاف کرنے کے لئے تقریر کی اور مخالف جماعت سے کہا "میں آپ کے انتہائی اور ناقابل لحاظ حقوق کو بھی مانتا ہوں۔ ممکن ہے کہ آپ اپنے تجربے سے فسطائیت کو بھی مات کر دیں اور آپ چاہیں تو فسطائی حکومت کے طرز عمل پر فوراً ہی اعتراضات کر سکتے ہیں۔

"مجھے یاد ہے اور میری آنکھوں میں ایوان کے اس حصہ کا تخیل موجود ہے جہاں لوگ ہمہ تن متوجہ تھے اور محسوس کر رہے تھے کہ میں نے بہت گہرے اور جاندار الفاظ کہے ہیں اور اتحاد و اشتراک پر زور دیا ہے جس کے بغیر سیاسی اسمبلی کا وجود ممکن نہیں ہوسکتا۔ کس طرح میں کامیابی کے بعد جس کو ایوان نے مع مخالف جماعت کے قبول کرلیا تھا کیونکہ اس کے بعد ہی چہارشنبہ کے اجلاس میں خوشگوار فضا محسوس کی گئی تھی قتل کا حکم دے سکتا تھا؟ حالانکہ میں مخالفت کی بھی قدر کرتا تھا اس لئے کہ اس میں حرارت تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ میں اس موقع پر سنکی ہوگیا ہوں۔ اس قسم کے خیالات ناقابل برداشت ہوتے ہیں اور میرے ضمیر کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔ اس طرح میں طاقت کے مظاہرے کے بھی خلاف ہوں۔ کونسی طاقت؟ کس کے خلاف؟ کس مقصد کے تحت؟ حاضرین! جب میں اس کے متعلق سوچتا ہوں تو مجھے وہ چالباز یاد آتے ہیں جو دوران جنگ میں جبکہ ہم خندقوں میں کھانا کھاتے تھے نقشوں پر سوئیوں کی مدد سے چالبازی کیا کرتے تھے۔ لیکن جب مسئلہ عہدہ داری اور ذمہ داری کا ہوتا تھا تو معاملات دگرگوں ہوجاتے تھے۔ اس کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے اپنی جانفشانی کے ثبوت دیئے ہیں اکثر دفعہ موقعوں سے نبٹنے میں میں ناکام نہیں رہا۔ "رائل گارڈز" کی شورش پر میں نے چھ گھنٹوں میں قابو پالیا۔ چند ہی دنوں میں اور ایک شورش کا خاتمہ کر دیا۔ ۴۸ گھنٹوں میں پیادوں کے ایک دستہ اور آدھے بحری بیڑے کو "کارفو" پر پہنچا دیا۔ میری اس جانفشانی خصوصاً آخرالذکر کارگزاری نے دوستانہ قوم کے بزرگ ترین جنرل کو بھی حیران کر دیا۔

"سزائے موت؟ حاضرین! یہ ایک لطیفہ ہے! سب سے پہلے تو سزائے موت کو تعزیرات میں شامل کرنا چاہیئے اور پھر بہرحال سزائے موت حکومت کے لئے لازمی نہیں ہوسکتی! جب سوال ایک شہری کی زندگی کا ہو تو انصاف کو بہت ہی محتاط ہونا چاہیئے۔ جہینہ کی آخری تاریخ نے میری زندگی پر گہرا اثر ڈالا تھا کیونکہ ان ہی دنوں میں نے کہا تھا میں اطالویوں کے لئے امن چاہتا ہوں اور سیاسی زندگی کو معمولی طور پر مستحکم کرنا چاہتا ہوں۔ میری اس پالیسی کا کیا جواب تھا؟ سب سے پہلے "اونٹی نو" کی علٰحدگی ہوئی حالانکہ یہ علٰحدگی غیر آئینی اور شورشی تھی۔ اس کے بعد اختیارات کا دھاوا

شروع ہوا جو جون، جولائی، اور اگسٹ تک رہا۔ اس ذلیل دھاوے نے تین مہینہ تک ہمیں بے عزت کیا۔ بہت ہی خوفناک قسم کی جھوٹی افواہیں اخبارات میں شدت کے ساتھ پھیلیں۔ جو کچھ پوشیدہ طور پر ہو رہا تھا اس کی تحقیقات کی گئی۔ انھوں نے بہت سی اعتراضات کیں حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ جھوٹ کہہ رہے ہیں پھر بھی انھوں نے اپنی غلط کاری جاری رکھی۔ میں اس طوفان میں ہمیشہ پُرسکون رہا۔ اس طوفان کو وہ لوگ یاد رکھ سکیں گے جو ہمارے ساتھ خلوص لیکر آئیں ااہر ستمبر کو کوئی شخص بدلہ لینا چاہتا تھا اور اس نے ہمارے ایک بہترین آدمی کو گولی کا نشانہ بنایا۔ یہ شخص غریب مرا اور اس کی جیب میں ۲۰ لیرے تھے۔ پھر بھی میں نے اعتدال پسندی کی کوشش جاری رکھی اور غلط کاریوں کا سدباب کیا۔ یہ ایک حقیقت ہوگی اگر میں کہوں کہ ہمارے قیدخانوں میں فسطائی قید ہیں۔ یہ بھی بالکل سچ ہے کہ میں نے مقررہ تاریخ پر پارلیمنٹ کا افتتاح کیا اور مقررہ تنظیم ہی کی بموجب میزانیہ پر بحث و مباحثہ جاری رکھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ فوج کو قسم کھلائی گئی اور تمام فوجی عہدہ داروں کا انتخاب ہمیشہ ہی کی طرح جاری رہا۔

"آخر کار ایک سوال نے ہمارے جذبات کو برانگیختہ کیا ——— اور وہ دگینٹا کا استعفیٰ تھا ایوان مشتعل ہوگیا اور میں اس شورش کا سبب سمجھا گیا۔ بہرحال ۴۸ گھنٹہ بعد میں نے اپنا وقار اور اثر استعمال کیا۔ ایک مشتعل اسمبلی کو مخاطب کر کے میں نے کہا استعفیٰ قبول کر لو اور استعفیٰ قبول کر لیا گیا لیکن یہ کافی نہ تھا۔ حالات کو حسب معمول کرنے کی میں نے آخری کوشش کی اور انتخابات کے طریقہ کی اصلاح پیش کی لیکن اس کو کس طرح قبول کیا گیا؟ فسطائیت کو قوم پر ایک بیہمانہ جماعت کا تسلط سمجھا گیا اور قاتلوں اور ڈاکوؤں کی ایک تحریک کہا گیا۔ حاضرین! اب انھوں نے اخلاقی سوال پیش کیا۔ ہم اطالیہ کی حزنیہ اخلاقی تاریخ سے واقف ہیں لیکن جناب دی ٹس کی کمان تلے ہم کن تتلیوں کی تلاش کر رہے ہیں؟ اس مجلس کے آگے اور تمام اطالویوں کے سامنے میں گذرے ہوئے واقعات کی ساری سیاسی، اخلاقی اور تاریخی ذمہ داری اپنے سر لینے تیار ہوں۔ اگر کچھ مسخ شدہ الزامات ایک شخص کو سولی پر چڑھانے کے لئے کافی ہیں، اگر فسطائیت صرف ارنڈی کا تیل

اور ڈنڈا ہی ہے اور اطالوی نوجوانوں کا ایک معزز جذبہ نہیں ہے تو یہ الزام مجھ پر ہے۔ اگر فسطائیت ایک مجرمانہ ادارہ ہے اور اگر سارے ہنگامے تاریخی، سیاسی اور اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے دیدہ و دانستہ ہوئے ہیں تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے کیونکہ میں ہی اس کو جنگ میں شرکت سے لیکر آج تک اپنے پروپیگنڈے سے وجود میں لانے کا باعث ہوا۔

"ان آخری دنوں میں نہ صرف فسطائی بلکہ بہت سے شہری خود سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ حکومت ہے؟ کیا ان لوگوں کی بھی بحیثیت انسانوں کے کوئی عزت ہے؟ کیا ان کا بحیثیت حکومت کے کوئی وقار ہے؟ میں چاہتا تھا کہ اس انتہائی نقطۂ خیال تک پہنچوں۔ ان چھ مہینوں کا میرا تجربہ بہت کافی ہے۔ میں نے فسطائی جماعت کو آزمایا جس طرح سے کہ بعض دھاتوں کی خاصیت معلوم کرنے کے لئے انہیں ہتھوڑے سے ٹھوکنا پڑتا ہے اسی طرح میں نے بعض آدمیوں کی خاصیت کو پایا۔ میں نے ان کی قیمت کا اندازہ لگایا اور یہ بھی معلوم کیا کہ کن اسباب کی وجہ سے وہ ہوا کا رخ دیکھ کر اپنے آپ کو بدل دیتے ہیں۔ میں نے اپنے آپ کو بھی آزمایا اور یقین مانئے کہ میں ہرگز اصرار نہیں کرتا اگر ان ہی طریقوں میں قوم کا فائدہ مضمر نہ ہوتا۔ لوگ ایسی حکومت کی عزت نہیں کرتے جو دوسروں کو اپنے متعلق سخت وسست کہنے کی اجازت دیتی ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی اپنی خودداری حکومت کے آئینہ میں جھلکے اور لوگوں نے قبل اس کے کہ میں کہوں خود ہی کہا 'بس! پیمانہ بھر گیا' اور وہ کیوں بھرا تھا؟ اس لئے کہ 'اونٹ نو' کی بغاوت عمومیت کا پس منظر رکھتی تھی۔ 'اونٹ نو' کا یہ بلوا اپنے نتائج سے بچ نہیں سکا کیونکہ اب اطالیہ میں ہر فسطائی کی زندگی خطرہ میں ہے۔ نومبر اور دسمبر کے دو مہینوں میں گیارہ فسطائی مارے گئے۔ ایک کا سر کچل دیا گیا اور دوسرے ۷۳ سالہ بوڑھے کو ایک اونچی دیوار سے گرا کر مار ڈالا گیا۔ ایک مہینہ میں تین آتش زدگی کے حادثات ہوئے۔ پر اسرار طریقے پر یہ حادثات، ایک روما میں، ایک 'پارما' میں اور ایک 'فلارنس' میں 'ریل روڈ' پر ہوئے۔ اس کے بعد ہی بلوے میں ایک بڑی تحریک ہر طرف پھیل گئی۔ فوج کے دستہ کا ایک عہدہ دار زخمی ہوا۔ 'گن زانو' میں 'کارابی نیری' اور

بلوائیوں میں جھڑپ ہو گئی۔ "تار کونیا" میں فسطائی مرکز پر حملہ ہوا۔ "ویرونا" میں ایک شخص مجروح ہوا۔ صوبہ "کریمونا" میں فوج کا ایک سپاہی زخمی ہوا۔ "خورمی" میں فسطائیوں کو زخم پہنچے۔ "سان گیار گیوڈی پیارو" میں اشتمالی گھات میں رہے۔ اور بلوائی "سرخ جھنڈے" کا ترانہ گاتے اور فسطائیوں پر "مون زامباتو" میں حملہ کرتے رہے۔

"جنوری ۱۹۲۵ء کے تین دنوں میں اور صرف ایک ہی حلقہ میں "مسٹرے" "پیانکا" اور "والمبرا" میں تین حادثات ہوئے۔ پچاس مسلح انقلابی شہر میں سرخ جھنڈے کے ترانے گاتے اور آتش باری کرتے رہے۔ "وینس" میں "پاسکاٹی ماریو" کو مجروح کیا گیا۔ "کاواسو ڈی ٹریوسیو" میں ایک اور فسطائی کو ضرب لگائی گئی۔ "کارانی نیری" کے صدر دفتر "کرسپانو" پر بیس غضبناک عورتوں نے حملہ کیا اور ایک فوجی عہدہ دار کو پانی میں پھینک دیا گیا۔ "فاوراڈی وینی تریا" میں فسطائیوں پر حملہ کیا گیا میں ان واقعات کی طرف آپ کو اس لئے متوجہ کر رہا ہوں کہ وہ آثار ہیں۔ ایکسپرس ٹرین نمبر ۱۹۲ پر پتھر پھینکے گئے اور دریچے توڑے گئے "لوڈو نوڈی لیونزا" میں ایک دستہ کے عہدہ دار کو پیٹا گیا۔ ان حالات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ "اونٹی نو" کے انقلاب نے سارے ملک میں ایک انتشار کی لہر دوڑا دی تھی۔ اور اس کے بعد جدوجہد ہوئی جس میں کسی نے کہا "بس! جب دو عناصر برسر پیکار رہوں تو طاقت ہی کے بل بوتہ پر فیصلہ کا دارومدار ہے۔ تاریخ میں اس کے سوا نہ کوئی حل تھا اور نہ ہو گا۔

"اب میں جراءت کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسئلہ کو حل کر لیا جائے گا۔ فسطائیت جو حکومت کی جماعت ہے پوری طرح کارگزار رہے۔ حاضرین! آپ نے اپنے آپ کو دھوکا دیا۔ آپ نے سمجھا کہ فسطائیت ختم ہو گئی کیونکہ میں اسے روک رہا تھا۔ آپ نے خیال کیا کہ فسطائی جماعت مردہ ہو گئی حالانکہ میں اس کو اپنے قابو میں کئے ہوئے تھا۔ اگر میں جس طاقت سے فسطائیت کو روکے ہوئے ہوں اس کا ۱/۱۰۰ واں حصہ بھی اس کو قید و بند سے رہا کرنے میں صرف کر دوں تو آپ دیکھیں گے کہ.....

"لیکن اس کی کوئی ضرورت نہ ہو گی کیونکہ حکومت "اونٹی نو" کی بغاوت کو پوری طرح

کچل دینے کی کافی طاقت رکھتی ہے ۔حاضرین! اطالیہ امن، چین، محنت اور سکون چاہتا ہے ہم ان کو محبت آمیز برتاؤ کے ذریعہ مہیا کریں گے لیکن اگر ضرورت ہو تو طاقت بھی استعمال کریں گے۔ آپ مطمئن رہیں کہ اس تقریر کے ۴۸ گھنٹے بعد ہر طرف موقع پر قابو پا لیا جائے گا ۔ہم سب جانتے ہیں کہ یہ کوئی شخصی خیال نہیں ہے نہ حکومت کا زور ہے اور نہ کمینہ جذبہ بلکہ ملک کے ساتھ میری ابدی اور سرمدی محبت ہے ۔"

میرے ان الفاظ نے جن کو میں اب تک روکے ہوئے تھا اور میرے پُرجوش اور طاقت ور طریقہ اظہار نے مل جل کر فسطائی اطالیہ کو دفعتاً ابھارا اور جیسا کہ میرا اندازہ تھا ۴۸ گھنٹہ میں موقع کی نزاکت دُور ہو گئی ۔مخالف اخبارات جو نفرت آمیز حملے کر رہے تھے خاموش ہونے لگے ۔ایک نیا موقع طاقت اور ذمہ داری کے بل بوتہ پر ترقی کر رہا تھا ۔اب فسطائیت میں ترقی کرنے کی صفات پیدا ہو گئی تھیں ۔ایسے وقت میں لبرل پارٹی کے وزراء 'سارو چی' اور 'کاساتی'، اور ایک فسطائی وزیر 'اوینگلیو' نے استعفیٰ دیدیا ۔اُن کی جگہ میں نے فسطائی وزراء مقرر کردیئے ۔واقعات کی وجہ سے ہم اپنی تحریک کے اصلی تاریخی ماحول میں آ رہے تھے ۔اور فسطائیت جنگجو روح اختیار کر رہی تھی۔ جو لوگ فسطائیت کے حلقہ کے باہر تھے وہ اب فوراً اس کی طرف رجوع ہو رہے تھے لیکن اپنی جماعت کو ضرورت سے زیادہ وزنی نہ کرنے کے لئے داخلہ بند کر دیا گیا۔

فتح مکمل ہو چکی تھی اور سابقہ وزراء کی کوششیں ایسی ہی ناکام ہوئیں جیسی کہ دوسری ظاہر داری کی چیزیں ان دنوں ناکام رہی تھیں ۔ایک تحریک 'بے نیلی' کی پھیلائی ہوئی تھی ۔اس کا نام اطالوی لیگ تھا اور مقصد فسطائیت میں تفرقہ ڈالنا ۔دوسری تحریک 'گیری بالڈی' کے پوتوں نے خفیہ طور پر قائم کی تھی ۔جنوری ۱۹۲۵ء کے آخر میں 'اونٹی نو' ہمارے سب مخالفین کے ساتھ آپس کے جھگڑوں اور اندرونی مخالفتوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گیا اور پھر میں فسطائی انقلاب کو دستوری طرز پر چلانے میں کامیاب ہوا ۔۲۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو قومی فوج نے جو فسطائیت کی بہترین نمائندگی کرتی ہے اور جو ہمیشہ میری محبوب پیداوار رہی ہے بادشاہ کی وفاداری کا حلف اٹھایا۔ اب ۱۹۱۸ء کے دستور کو

عصری بناتا اور نئے نمائندہ ادارے جو نئے اطالیہ کے شایان شان ہوں قائم کرنا ضروری تھا۔ اس مقصد کے تحت میں نے اٹھارہ ماہرین کا ایک کمیشن قایم کیا اور اُن کے تفویض تقننہ کی اصلاح کا کام کیا۔ اس کمیشن کو "کمیشن آف سولین" کہا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اپنا کام ختم کیا اور پرانے دستور میں اصلاح اور بعض نئے اداروں کے قیام کی تجاویز پیش کیں۔ بعد میں میں نے ان ہی تجاویز کو بنیاد قرار دیا۔ گو کہ کمیشن تفصیل مہیا نہیں کی تھی لیکن اس نے اصلاحات کا جو خاکہ پیش کیا تھا وہی بعد میں چلکر قومی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں منظور ہوا

ایک قانون خفیہ اداروں کے خلاف منظور ہوا اور اس طرح فسطائیت جو "میسنری" کی مخالفت کر رہی تھی اس کو آئینی طور پر منظور کر لیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۲۵ء میں یہ خیال مضحکہ خیز تھا کہ عوام کو گمراہ کرنے والی انجمنیں ایسے شخص کے ہاتھوں سے بچ سکتی ہیں جو مفاد عامہ کی پوری نگرانی خود کر رہا ہو۔ دور جدید میں ایک ایسی خفیہ سیاسی انجمن جو خطرہ پیدا نہیں کر سکتی ایک بے معنی سی چیز ہے میں نے تصفیہ کیا کہ تمام انجمنوں کے مقاصد، ان کے ارکان اور اُن کی ترقی سب کچھ واضح ہونی چاہیے۔

اُسی زمانہ میں وزیر امور داخلہ "فیڈرزونی" نے میری ہدایت کے موافق حفاظت عامہ کا نیا قانون مرتب کیا جس کو میری منظوری حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد ہم نے صوبہ واری نظام کی ترتیب "پوڈیسٹا" کے تفویض کی۔ پرانے رائے دہی کے حلقوں کو توڑ دیا گیا جو موجودہ زمانہ میں ہمارے لئے سہولت کا باعث نہ تھے۔ روما کا گورنر مقرر کیا گیا اور "سسلی" میں "مافیا" کے خلاف، "سارڈینیا" میں ڈاکوؤں کے خلاف اور اسی قسم کے دوسرے جرائم کے خلاف لڑائیاں شروع ہوئیں۔

فروری ۱۹۲۵ء میں میں سخت بیمار ہوا۔ بعض وجوہ کی بناء پر میری صحت کی صحیح اطلاعیں نہیں دی گئیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ موقع ایک حیثیت سے نازک ہو گیا تھا۔ چالیس دن تک میں گھر سے باہر نہیں نکل سکا۔ میرے دشمن امید کر رہے تھے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ فسطائی میری خاموشی اور متضاد خبروں کی وجہ سے پریشان تھے۔ اس وقت سے زیادہ کبھی میں نے محسوس نہیں کیا کہ میری موجودگی اپنے طرفداروں اور اطالویوں کے لئے کتنی ضروری ہے۔ کئی

گرمجوشانہ اور مخلصانہ مظاہرے ہوئے اور سیاہ قمیصئے مجھے دیکھنے کے لئے بے چین تھے آخرکار
مارچ کے آخر میں جب فسطائیت کی چھٹویں سالگرہ منائی جارہی تھی اور میں "پالازوچی گی" کے برآمدے
پر صحت مند نظر آرہا تھا تو سارا روما میرے سامنے موجود تھا۔ مجھے ابھی دبلا اور ناتوان دیکھ کر
لوگوں کے جذبات میں ہلچل مچ گئی۔ میں نے لوگوں کے اظہار عقیدت کا جواب سلامی سے دیا اور
منجملہ دوسری باتوں کے ایک جملہ یہ بھی کہا کہ "اب بہترین دن آئیں گے!" میرے اس جملہ کے
کئی مطلب لئے گئے اور اظہار پسندیدگی کیا گیا۔ پروفیسر باسیٹانیلی، اور پروفیسر مارچیافاوا،
جیسے ہوشیار معالجوں نے مجھے بالکل ہی صحت مند کر دیا۔ جو لوگ میری موت کی توقع کر رہے
تھے انھیں بڑی مایوسی ہوئی۔ مجھے اس سے زیادہ کسی اور چیز سے نفرت نہیں ہے کہ بیماری پر
مخالفت کے ختم ہونے کی توقع رکھیں۔ میں پہلے سے زیادہ طاقتور اور تندرست ہوں۔ میں نے
ایک دن اپنی جان پر حملہ کے بعد جو کچھ کہا تھا اس کا دوبارہ اعادہ کر سکتا ہوں "گولیاں گذر
جاتی ہیں لیکن مسولینی باقی رہتا ہے۔"

میری زندگی کی دوسری الجھنیں وہ حملے ہیں جو میری جان لینے کے لئے کئے گئے۔ "زانی بونی"
نے اس سلسلہ کا آغاز کیا۔ وہ ایک کمینہ اشتراکی تھا اور اس نے فسطائیت کی مخالفت کرنے کے
لئے "چیکوسلوواکیہ" کے اشتراکیوں سے ڈیڑھ دفعہ ۔ ۔ ۔ ۱۵۰۰۰ فرانکس کے دو چیک قبول کئے تھے
ظاہر ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۳۰۰۰۰ فرانکس کی مدد اور اپنی شیطانیت سے اس نے مجھ پر حملہ کی تیاری کی۔
اس نے فتح کی یادگار کا مقدس دن اس کام کے لئے پسند کیا۔ "ہوٹل ڈراگونی" کے ایک ایسے
کمرے میں وہ چھپ گیا جو "پالازوچی گی" کے برآمدے کے عین مقابل تھا جہاں سے میں عادتاً
جنگ کی یادگار پر پھول چڑھانے کے لئے جو جلوس جاتا تھا اس کو دیکھا کرتا تھا۔ آسٹرین رائفل کی
موجودگی میں اس کا نشانہ خالی نہیں جا سکتا تھا۔ "زانی بونی" نے اندیشے مٹانے کے لئے فوجی
میجر کی وردی پہن لی اور صبح میں جرم کے ارتکاب کے لئے تیار ہو گیا لیکن وہ پہچان لیا گیا۔
ایک زمانہ سے اس کا پیچھا کیا جارہا تھا۔ چند ہی روز پہلے "جنرل کاپیلو" نے مہربانی سے

روپیہ اور مشورہ دیا تھا۔ ویسنری نے اس کو اپنا آلہ کار بنایا لیکن ایک ہی وقت میں وزانی بونی، جنرل کاپے لو، اور اس سازش کے کئی شرکا، حملہ کے ایک گھنٹہ پہلے گرفتار کر لئے گئے ——

اس طرح پہلا باب ختم ہوا۔

اپریل ۱۹۲۶ء میں جبکہ میں طبابت کی بین الاقوامی کانگریس کا افتتاح کر رہا تھا ایک دیوانی انگریز عورت میری موٹر کے قریب آئی اور بہت ہی نزدیک سے گولی چلائی جو میری ناک پر سے نکل گئی۔ ایک سنٹی میٹر کے فرق سے میری جان بچ گئی۔ وہ ایک دیوانی عورت تھی اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کن لوگوں نے اُسے اس کام پر لگایا تھا۔ میں نے اسے اپنی قسمت پر چھوڑ دیا اور اپنے حدود سے باہر کر دیا جہاں وہ اپنی ناکامی اور بے وقوفی کے متعلق سوچ سکتی تھی۔ میری ناک کا زخم ابھی چنگا نہ ہوا تھا اور میں عہدہ داروں کی ایک مجلس کو جو سارے اطالوی علاقوں سے جمع ہوئے تھے مخاطب کر رہا تھا میں یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ "اگر میں آگے بڑھوں تو میرے پیچھے آؤ، اگر پیچھے ہٹوں تو مار ڈالو، اور اگر میں مر جاؤں تو بدلہ لو۔"

دوسرا حملہ جو ممکن تھا کہ المیہ نتائج کا ذمہ دار ہوتا ایک "انارکسٹ" کی طرف سے ہوا۔ اس کا نام "لوسی ٹی" تھا اور وہ فرانس سے فسطائیت اور میرے خلاف نفرت آمیز خیالات لیکر آیا تھا۔ وہ روشنی میں اور بڑے "ویا نومنٹانا" میں پورٹا پیا کے سامنے میرا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اپنے جرم کی نسبت خاموشی کے ساتھ سوچنے کے قابل تھا۔ وہ روما میں آٹھ دن رہا تھا اور طاقتور بم لے گیا تھا۔ لوسی ٹی نے میری موٹر پہچان لی اور جبکہ میں پالازو چی گی، جا رہا تھا اُس نے فوراً بم پھینکا جو میری موٹر کے ایک کونہ سے ٹکرا کر زمین پر پھٹا۔ میں گذر گیا اور کوئی زخم مجھے نہ آیا لیکن معصوم لوگوں کو اس سے نقصان پہنچا جنھیں ہسپتال پہنچایا گیا۔

جب اس کو گرفتار کیا گیا تو محض فسطائیت کی نفرت اس دیوانگی کے کام کے لئے اس کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔ میں نے اس واقعہ کو زیادہ اہمیت نہیں دی مجھے چونکہ انگریزی سفیر سے ملنا تھا اس لئے میں سیدھا پالازو چی گی، چلا گیا اور گفتگو کا سلسلہ ہم دونو

درمیان اطمینان کے ساتھ اس وقت تک جاری تھا جب تک کہ باہر ٹرک والے ایک عام مظاہر نے مداخلت نہیں کی۔ اس وقت انگریز سفیر کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ مجھ پر ابھی حملہ ہوا تھا آخری حملہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو ہوا جبکہ میں بلوگنا، میں ایک دن زندگی، جوش اور تمکنت سے معمور بسر کر چکا تھا۔ ایک نوجوان انارکسٹ، اس صف سے باہر آیا جو مجھے سلامی دینے کے لئے ترتیب دی گئی تھی اور اس نے میری موٹر پر گولی چلائی۔ میں پوڈیسٹا آف بلوگنا ریپتایُ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ گولی سے میرا کوٹ جل گیا لیکن میرے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ مجمع پر جو جوش و خروش دفعتاً طاری ہو گیا تھا اس کو روکا نہیں جا سکتا تھا اور اس نے ہی خاطی کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا۔

دوسرے حملے بھی منتشر کئے گئے۔ بدعنوانیاں حد اعتدال سے بڑھ چکی تھیں میں سمجھتا تھا کہ مخالفتوں کو اب ختم کرنا چاہیئے۔ خفیہ انجمنیں، مخالف اخبارات اور فریبی سیاسی ادارے سب کے سب یہی مقصد رکھتے تھے کہ فسطائیت کے علمبردار کا خاتمہ کر دینا چاہیئے تاکہ فسطائیت کی تحریک ہی مٹ جائے۔ سارے اطالیہ پر جو تحریک چھائی ہوئی ہے وہ جانتے تھے کہ صرف ایک ہی شخص کی وجہ سے ہے۔ تمام مخالفین خواہ وہ بے وقوف ہوں خواہ چالاک خواہ وہ قابل نفرت ہوں خواہ متعصب سب سمجھتے تھے کہ فسطائیت کے علمبردار کو ختم کرنا ہی اس تحریک کو مٹا دینے کا واحد ذریعہ ہے۔ ساری آبادی کو بھی اس بات کا احساس تھا اور اسی لئے اس کا مطالبہ تھا کہ مجرموں کو سخت سزائیں دی جانی چاہئیں۔ فسطائی چاہتے تھے کہ تمام سازشیوں کو سزائیں دی جائیں۔ بہرحال ایک طاقت ور پالیسی ضرور تھی۔ وزارت امور داخلہ کو میں نے اپنے ہاتھوں میں لیا اور حکومت کی حفاظت کے ایسے قوانین نافذ کئے جن پر متحدہ قومی زندگی کا سنگ بنیاد رکھا جا سکتا تھا۔ میں نے ایسے مخالف اخباروں کو بند کر دیا جو صرف لوگوں کو بھڑکاتے تھے۔ صوبہ داری کمیشنوں نے پیشہ ور مخالفین کو قید کر لیا۔ ایک دن بھی ایسا نہیں گذرتا ہے جبکہ ہم یہ محسوس نہیں کرتے کہ انتشار کو روکنے کے خلاف جو کارروائیاں کی جا رہی ہیں ان سے اطالوی زندگی میں کتنا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔

مجھے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ سخت پالیسی نے حقیقت میں اچھے نتائج برآمد کئے۔ ہر روز قوم کی طاقت سے ملک کو فسطائیت کا گہرا احساس ہوتا تھا۔ کسی شخص کو مراعات سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا اور سب کو مقررہ قانونی نظام کے تحت زندہ رہنے کا حق دیا گیا۔ بہت سے قدیم مخالفین نے اب سمجھا کہ ایک منضبط نظام زندگی نہ صرف کسی ایک طبقہ کے لئے فائدہ مند ہے بلکہ اطالیہ کے سارے طبقوں کے لئے متفقہ طور پر منفعت بخش ہے۔ بعض اب بھی تنگ خیال ہیں اور بعض مخالفت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امورِ داخلہ کے وزیر کی حیثیت سے میں نے ۶ جنوری ۱۹۲۷ء کو ایک گشتی عہدہ داروں کے نام جاری کی جس میں انہیں بتایا گیا ہے کہ آبادی کے لحاظ سے اُن کے کیا فرائض ہیں۔ انصاف، سنجیدگی اور اتحاد کا ایک نیا جذبہ اطالوی لوگوں اور اطالوی طبقوں کی اب قسمتوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اب نہ پریشانی ہے اور نہ بلوے بلکہ تطفل پرستی کے جذبہ کی ساری خوبیاں موجود ہیں۔ ہر طبقہ کے لوگ اور سارے شہری اب نہ اندرون ریاست مخالفت کرتے ہیں اور نہ بیرون ریاست۔ بہت سی آنکھیں اب کھلی ہیں اور انصاف کے ایک عظیم الشان کام میں اطالوی اخوت کی روح کارفرما ہے۔ فرض کا احساس، عمل کی ضرورت اور شہری زندگی کی طرز نے ایک بیداری پیدا کی ہے۔ پرانی جماعتیں اب بالکل ہی ٹوٹ چکی ہیں۔ فسطائیت میں سیاست ایک اخلاقی حقیقت کی حیثیت سے داخل ہو چکی ہے۔ وہ ایک ایسی روحانی طاقت ہے جو صابر لوگوں کی تاریخ کی تجدید کرتی ہے۔

نواں باب

نئی راہیں

جب کوئی شخص دیکھتا ہے کہ نئی عمارت کی تعمیر ہو رہی ہے، جب ہتھوڑے اور تعمیری مسالہ اپنا اپنا کام کر رہے ہیں تو موقع اس کا متقضی نہیں ہوتا ہے کہ اس کے مہتمم سے برنارڈ شا کے ڈراموں کے متعلق رائے طلب کی جائے یا معمار سے اس کی توقع نہیں کی جاتی کہ وہ گرمائی کھیل کے میدانوں کے لئے پہاڑوں اور ساحلوں میں سے کسی ایک کے انتخاب پر بحث کرے۔

یہ فرض کرنا لغو ہے کہ مجھ سے میری زندگی کے ان کاموں کو جو میں کر رہا تھا یا کر رہا ہوں الگ کیا جاسکتا ہے۔ فسطائی ریاست کی تشکیل کو اور اُن بے چین لمحوں کو جو طلوع آفتاب سے لیکر رات کی انتہائی تاریکیوں تک باقی رہتے تھے بلکہ آنے والی صبح کی محنتوں کا پیش خیمہ ہوتے تھے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ میں اس جال میں اُلجھا ہوا اور ان واقعات میں گھلا ملا ہوا تھا۔ دوسرے لوگوں کو ممکن ہے کہ ڈالی پر پتّوں کے کھڑکنے میں کوئی رومان نظر آئے لیکن میری ساری توجہ، آنکھ، کان، اور دوسرے تمام حواس کے ساتھ پبلک زندگی کے درخت کے تنے کی طرف بالکل ہی مرکوز ہے۔ میری زندگی کی شعریت اب تعمیری شعریت ہو چکی تھی اور میری زندگی کا رومان اب میرے طریقۂ کار، میری پالیسی اور ریاست کے مستقبل کا رومان ہو چکا تھا۔ ان میں میرے لئے ڈرامائیت تھی۔ اس لئے میری رہنمائی کا گذشتہ چھ سال کا زمانہ جبکہ میں مسائل کا حل دریافت کر رہا تھا میری زندگی بلکہ میرے ملک کی زندگی کا ایک ایک باب تھا۔ باب چھوٹا ہو یا بڑا، سادا ہو یا الجھا ہوا بہرحال انسانیت کو آگے بڑھانے کی تاریخ تھا۔

میرا تعلق گہرا نہیں رہا اس لئے کہ مجھے سمجھا نہیں گیا۔ میں نے جو کچھ کیا تھا اس کے متعلق اور اس کے اسباب کے متعلق بدظنی پھیلانے کے لئے سازشیں ہو رہی تھیں مگر ان کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ میں اتنا زیادہ مصروف تھا کہ جھوٹوں کے اتہام پر کان دھر نہیں سکتا تھا۔ وہ جو مڑ کر اپنے پیچھے رہنے والوں اور جھوٹ بکنے والوں کو دیکھتا ہے اپنا وقت ضایع کرتا ہے۔ چونکہ میں ان کارگزاریوں کا ذکر کئے بغیر جن کی مدد سے میں نے اطالیہ کو نئی زندگی بخشی اور تمدن کی عام مسابقت میں اس کے لئے ایک نئی جگہ حاصل کی اپنی روزانہ زندگی، عملی زندگی اور خیالی زندگی پیش نہیں کر سکتا اس لئے میں یکے بعد دیگرے اپنی تمام حالیہ لڑائیوں کی یاد تازہ کروں گا۔ جیسا جیسا میں اپنی زندگی کے حالات لکھتا جاتا ہوں دو میدان، ارادے اور عمل کے، خیالات اور نتائج کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ میں ان سب کو نہایت ہی سادگی کے ساتھ دھیان میں لاتا ہوں۔ میں ان لوگوں کا خطرناک انجام دیکھ چکا ہوں جو الفاظ کا دریا بہا دیتے ہیں۔ ایسے الفاظ ایک ایسی فوج ہے جس کو ہمیشہ کے لئے رات میں بھیجا گیا ہو ایک ایسے دشمن کے خلاف جہاں سے اس کو واپس لوٹنا نہ ہوا اور جہاں بزدلی، فقدان عمل اور بغیر حقیقت کے تخیل کا پڑاؤ ہو۔

بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو مجھے دنیا کے امن کا دشمن سمجھتے ہیں یا کبھی سمجھتے تھے۔ ان کے لئے اس کے سوا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ میری آپ بیتی غور سے پڑھنے کی سفارش کی جائے۔ واقعات بے وقوفوں کے الزامات سے زیادہ قیمتی ہیں۔

ابتدا ہی سے میں چاہتا تھا کہ اطالیہ کی خارجی پالیسی سرے ہی سے بدل دی جائے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مجھے اپنے ملک کی تاریخ، اس کے معاشی اور روحانی امکانات کا دنیا کے مقابلہ میں کافی اندازہ تھا۔ ایسی بیداری اور ایسی پالیسی ہمارے لئے بالکل ہی نئی تھی۔ اس کی قسمت میں تھا کہ نہ صرف اطالوی بلکہ دوسری قوموں کی خارجی پالیسی کی ذمہ دار ہستیاں بھی اس کے متعلق غلط فہمیوں میں مبتلا ہوں۔ میں خوب جانتا تھا کہ ایک نیا جذبہ عزت و وقار کا جو میری وزارت کے

توسط سے ظاہر ہو ممکن ہے کہ یہ خیال پیدا کرے کہ میں بین الاقوامی سیاسی روایتوں نظام اور اتحاد کے خلاف نتیجہ خیز جنگ لڑنا چاہتا ہوں ۔ یہ خیال کتنا غلط تھا ! اپنے آپ کو مستحکم کرنے کے یہ معنی نہیں تھے کہ بین الاقوامی واقعات کی رو کو بدل دیا جائے گا ۔ اطالیہ کو ہمارے صحیح امکانات کے بل بوتہ پر ایک طاقتور قوم بنانے کا مطالبہ دراصل اس کے لئے موزوں مقام دوبارہ حاصل کرنا تھا ۔ میرا کام یہ تھا کہ مختلف یورپی حکومتوں کی آنکھیں کھول دیتا ۔ انھوں نے اطالیہ کو جنگ کے بعد منتشر حالات میں دیکھ کر اس کا اندازہ لگایا ۔ ایسی حالت میں اُن کی آنکھیں کھولنا آسان کام نہ تھا ۔ میں نے مہینوں بلکہ برسوں تک کوشش کی کہ اطالیہ کی خارجی پالیسی کوئی چال نہیں رکھتی ہے وہ ہمیشہ سیدھی اور جو کنی ہے ۔ اس کی بنیاد صحیح اور جانچے ہوئے واقعات پر ہے اور اس کا مطالبہ ہے کہ دوسرے بھی واقعات کو اسی طرح جانچیں ۔ اس سمجھوتہ سے اطالیہ کی حیثیت دنیا کے نئے واقعات میں زیادہ اونچی ہوگئی ۔

۱۹۲۸ء کے موسم بہار میں میں نے اطالوی سینٹ میں خارجی پالیسی کے متعلق ایک تقریر کی ۔ اس میں میں نے قومی اور بین الاقوامی مسائل پر اور اطالیہ نے جو تھوڑا بہت حصہ دنیا کے معاملات میں لیا تھا اس پر ایک تبصرہ کیا ۔ اس سے میرے کام پر پوری طرح روشنی پڑی اور میری وزارت کی مادی کامیابیوں کا ایک خلاصہ پیش ہوا ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ہم نے اطالیہ کو دنیا کے معاملات کا موزوں حصہ لینے کے مطالبہ پر جو اصرار کیا تھا وہ بے جا نہ تھا ۔ لیکن ان نتائج پر پہنچنے سے پہلے کسی کو یہ خیال نہ ہونا چاہیئے کہ کام بہت آسان تھا ۔ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ بہت سے لوگ روما کی طرف شبہ کی نظروں سے دیکھتے تھے گویا کہ وہ فسادات کا ایک غیر ذمہ دارانہ مرکز تھا ۔ ہمارے ملک اور فسطائیت کے دشمن غلط حجتوں اور کج بحثی سے ہر طرح اپنے آپ کو طاقتور بنانے کی کوشش کرتے تھے لیکن سچ ہمیشہ جھوٹ پر فتح پاتا ہے ۔

دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں کی خارجی پالیسی اگر غور و فکر کے ساتھ معین کی گئی ہو اور اس کو قوم کی منظوری بھی حاصل ہو تو اس پر اندرونی طور پر بعض کھینے حملے جہالت یا

عدم اعتماد کی وجہ سے نہ کیئے جاتے ہوں۔ اس لیئے میرے لئے یہ امر کوئی تعجب خیز نہیں تھا کہ جب میں نے اندرونی سیاست کے بے ضرورت جوش کو ٹھنڈا کر کے اطالیہ کے متعلق عام طور پر اندرونی اور بیرونی پالیسی معین کی تو بری تنقیدیں ہونے لگیں۔ ان مخالفین میں سے ایک شخص کاونٹ سورزا، تھا جو اکتوبر ۱۹۲۲ء میں اطالوی سفیر کی حیثیت سے پیرس میں تھا۔ یہ شخص سابق میں ایک غیر ذمہ دار وزیر رہ کر ملک کے لئے بہت برا ثابت ہوا تھا۔ اس نے اپنا نام ایڈریاٹک کی صورت حال سے متعلق کر رکھا تھا جو ہماری قوم کے لئے باعث ننگ تھا۔ یہ سابق وزیر خارجی پالیسی کی گتھیاں سلجھانے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوئے بھی پیرس میں اپنی حیثیت کی تراکت نہ سمجھتا تھا۔ جبکہ اطالیہ تاریخی نوعیت کے واقعات کو تختہ کر رہا تھا کھوئی ہوئی طاقت کی بیماری نے اسے ملک کا ایک بڑا خادم بنا دیا۔ فرانسیسی دارالسلطنت میں اس نے فسطائی حکومت کے قیام میں روڑے اٹکانے کی کوششیں کیں۔ سیاسی جماعتیں اطالیہ کے استحکام کی مخالفانہ بلکہ حاسدانہ کوششیں کر رہی تھیں۔ کاونٹ سورزا، نے فوراً ہی علانیہ میری داخلی اور خارجی پالیسی اور فسطائی اطالیہ کے میرے تخیل پر حملہ اور سخت تنقید شروع کی۔ میں نے اس کے نام ایک ٹیلیگرام بھیجا جو حسب ذیل تھا:۔

"مجھے چاہیئے کہ میری سرکاری خارجی پالیسی کے احکام کو معلوم کیئے بغیر جس کو کہ میں پارلیمنٹ کے ایوان میں ظاہر کروں گا آپ نے جو استعفیٰ دینے کا تصفیہ کیا ہے اس میں مداخلت کروں میرے یہ احکام محض جذباتی نہیں ہوں گے جیسا کہ آپ نے غلطی سے سمجھ رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی جگہ پر قائم رہیں اور حکومت کے لئے دشواریاں نہ پیدا کریں۔ اس موقع پر حکومت قومی شعور کے احساس کی نمائندگی کر رہی ہے میں ٹیلیگرام کے ذریعہ جواب کا انتظار کر رہا ہوں اور آئندہ کا تصفیہ اپنی حد تک محفوظ رکھتا ہوں"۔

"مسولینی"

اس ٹیلیگرام کا کاونٹ سورزا، نے تعمیلی جواب نہیں دیا۔ اس لئے میں نے اسے

روما واپس بلا لیا اور جوابات طلب کرنے کے بعد میں نے ایسے خدمت سے ہٹا دیا۔ اب وقت اس کا مقتضی تھا کہ چھوٹی حیثیت کے لوگ حکومت کے معاملات میں بحث مباحثہ نہ کریں بلکہ اطالوی سیاسی زندگی کے لئے ضروری تھا کہ احکام اور ضبط و نظم کو کام میں لایا جائے۔ ہمارے بیرونی نمائندے بعض دفعہ ملک کی خدمت سے دور جا پڑتے تھے اور سر دا اور خود مختارانہ زندگی کی طرز اختیار کر لیتے تھے۔ میرا یہ پہلا طرز عمل بلاشبہ دوسرے نمائندوں کے لئے ایک مثال کی حیثیت رکھتا تھا خصوصاً ایسے نمائندوں کے لئے جو ریاست کے اعلیٰ اقتدار کے اندرونی رجحان سے اپنے آپ کو الگ کرنا چاہتے تھے۔ ان سے فارغ ہو کر میں نے اُن سیاسی مسائل کی طرف توجہ کی جن سے ہمارا مستقبل وابستہ تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ سابقہ حکومتوں کی غلطیوں نے ایک غیر مطمئن موقعہ میرے آگے پیش کیا ہے۔ میں نے کئی صلحناموں کو بعض جگہ غلطیوں سے پُر دیکھا لیکن پھر بھی مجموعی حیثیت سے واقعات اس قابل تھے کہ اُن پہ راضی نامہ ہوتا۔

اطالیہ میں اب تک ' جوگوسلاویا ' کے ساتھ جو معاہدہ ' راپالو ' ہوا تھا اس کا زخم موجود تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس زخم کو چنگا کروں۔ معاہدوں کی نزاکت کی نسبت میں نے ایوان میں ۱۶ نومبر ۱۹۲۲ء کو خارجی پالیسی پر ایک تقریر کی۔ میں نے کہا جیسا کہ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ " معاہدوں کو خواہ اچھے ہوں خواہ بُرے بہرحال پورا کرنا چاہیئے۔ ایک عزت دار قوم کوئی دوسرا نظام العمل نہیں رکھ سکتی لیکن معاہدے نہ تو دائمی ہوتے ہیں اور نہ ناقابل تبدیل۔ وہ تاریخ کے ابواب ہیں نہ کہ خاتمہ تاریخ۔" دوسری طاقتوں کے ساتھ ہماری خارجی پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے میں نے اپنے خیالات کا خلاصہ پیش کیا۔ " ہم نہ اپنے آپ کو اس کی اجازت دے لیں گے کہ ہم دوسری طاقتوں کا لحاظ نہ کریں اور نہ اپنے آپ کو دوسروں کے بالکل ہی محکوم کر دینا پسند کریں گے۔ اس لحاظ سے ہماری پالیسی خود مختار ہوگی۔ وہ مضبوط اور سخت ہوگی۔"

نومبر ۱۹۲۲ء میں "لوزان" میں میں فرانس کے "پوانکارے" اور برطانیہ کے "کرزن" سے ملا۔ یہ کہنے دیجئے کہ اسی وقت میں نے اتحادیوں سے پہلی ہی ملاقات میں مساوات کا تعلق قائم کر لیا۔ کئی ملاقاتیں رہیں جن میں سے بعض مختصر اور سیدھی سادی تھیں اور بعض میں زندہ دلی کا مظاہرہ تھا اب وقت آگیا تھا کہ اطالیہ اپنی قربانیوں کی وجہ سے اور تاریخی وزن کے اعتبار سے انگلستان اور برطانیہ کے ساتھ بین الاقوامی نوعیت کے معاملات میں شانہ بہ شانہ کھڑا ہو۔ "لوزان" کے مختصر سے قیام کے دوران میں میں نے "رومینیا" کے وزیر، سفیر امریکہ مقیم روما "رچرڈ واشبرن چائلڈ" اور اس کانفرنس کے امریکی وفد کے صدر سے گفت و شنید کی۔ میں نے "ڈوڈی کینیس" کے سوال کو بھی نظر انداز کر دیا۔ "سوئٹزرلینڈ" کے میرے اس سفر کے نتائج کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے سب سے پہلے باہر کے مدبروں پر اطالیہ کا نیا وقار اچھی طرح واضح کر دیا۔ دوسرے یہ کہ میں نے خارجی پالیسی کے متعلق دنیا کے ذمہ دار مدبروں سے راست تعلق قائم کرنے کی ابتدا کر کے ہماری نئی پالیسی کی ایک مثال پیش کر دی۔

اسی سال دسمبر میں وزراء کی کونسل میں میں نے خارجی پالیسی کے متعلق بعض اہم اعلانات کئے۔ میں نے دوبارہ معاہدہ "راپالو" کی جانچ پڑتال کی اور "فیوم" اور "ڈال میٹیا" کے مسائل کو اس موقعہ کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی جو گذشتہ معاہدات کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے۔ لارڈ کرزن سے میں دوبارہ ملا اور پھر لندن گیا جہاں کئی دن ٹھہرا۔ اس موقع پر میرا اچھا خیر مقدم کیا گیا اور انگریزی سیاست داں دنیا نے مجھے عزت کے ساتھ سنا۔ اتحادیوں کے قرضہ کا سوال پہلے ہی سے موجود تھا اور میں اس خصوص میں مسٹر چائلڈ اور برطانوی سفیر مقیم روما سے تبادلہ خیال کر چکا تھا۔ اس مسئلہ کے متعلق میری ایک اچھی تجویز تھی اور اس سے اتحادیوں میں ایک حد تک دلچسپی پیدا ہو رہی تھی لیکن بعض ضمنی اختلافات خصوصاً فرانس کے "رُہر" پر قبضہ کرنے کے خیال نے اسے درہم برہم کر دیا۔ یہ تجویز

قرضہ کی بحیثیت اور جرمنی کے تاوان جنگ دونوں پر حاوی تھی اور اگر اس پر عمل کیا جاتا تو ممکن تھا کہ دنیا کی معاشی حالت میں ایک زبردست انقلاب ہو جاتا۔ خارجی پالیسی میں ہمیشہ میرے پیش نظر بین الاقوامی مسائل کا معاشی پہلو رہا ہے یہی وجہ تھی کہ میں نے ۱۹۲۴ء میں سیاسی پس منظر میں مختلف اقوام سے کئی تجارتی معاہدے کئے تھے۔ ان معاہدوں سے ہماری معاشی حالت کو درست کرنے میں بڑی مدد ملی۔ فبروری ۱۹۲۳ء میں میں نے اطالوی سوئس معاہدہ پر زوریچ میں دستخط کئے۔ معاہدہ واشنگٹن کی میں نے توثیق کی تاکہ بحری اسلحہ محدود کئے جائیں۔ دوسرے تجارتی معاہدے چیکوسلواکیا، پولینڈ، اسپین اور فرانس سے طے پائے۔ ان کے علاوہ میں نے سوویٹ روس سے تجارتی تعلقات کی تجدید کرنے کے لئے پہلا قدم اٹھایا۔

بین الاقوامی معاملات میں ہم نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ دوستی بڑھانے اور امن قائم کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی۔ ہم نے اپنی خودمختاری بھی نہیں کھوئی اور نہ اپنی طاقت کو دوسروں کے ہاں رہن رکھوایا۔ ہم نے رفتہ رفتہ امن کی طرف ایک ایک قدم خوابوں پر اعتماد کرکے نہیں بلکہ حقیقتوں کی رہنمائی میں اٹھایا طاقتور بننے کی میں نے کوشش کی لیکن ساتھ ہی مہربانی کے جذبہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ خارجی خدمات کو سودمند بنانے کے لئے تدبر کے کل پرزوں کی صفائی ضروری بھی تھی کیونکہ وہ پرانے اور ازکار رفتہ ہو گئے تھے۔ سیاسی امور میں عہدوں اور ترقیوں کے لئے سازش کا بازار گرم تھا۔ ان حالات کا لحاظ کرتے ہوئے میں نے ہمارے کونسلوں کی نئی تنظیم شروع کی۔ یہ کام بہت وسیع تھا اور اس کے مسائل بھی پیچیدہ تھے لیکن اس کو مستقل مزاجی کے ساتھ ختم کیا گیا۔ جب کہ میں خارجی پالیسی کے ان الجھے ہوئے مسائل اور ڈپلومیٹک معاملات میں پھنسا ہوا تھا خبر ملی کہ البینیا میں اطالوی فوجی مشن پر دھوکے سے ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ اس حادثے میں بہادر جنرل ڈاین ریکو ٹلینی، سرجن میجر لونگی کوئرٹے، توپ خانہ کا لفٹننٹ ماریو بوناچینی، اور ایک سپاہی فارنیٹی قتل ہو گئے۔ اس اطالوی فوجی مشن کے ساتھ دوسرے مشن بھی تھے جن کے پیش نظر بین الاقوامی معاہدات کا ایک مقررہ نظام نامہ تھا۔ اس حملہ نے اطالیہ کو شدید دھکا پہنچایا

تاریخ میں اس کے سوا بھی بہت سی مثالیں ہیں جبکہ ہمیں ہتھیار اٹھانے پر آمادہ ہونا پڑا۔ میں نے ہر جگہ اطالوی غصے کی نمائندگی کی اور یونان کو فوراً الٹی میٹم دیدیا۔ میں نے معذرت بھی طلب کی اور پانچ کروڑ لیرا بطور تاوان طلب کیا۔ مگر یونان کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور عذر و حیلہ ہونے لگا اور اس نے ان مطالبات کو رد کرنے کے لئے دوستوں کی تلاش شروع کی۔ میں ایسا کمینہ کھیل کھیلنا نہ چاہتا تھا اس لئے فوراً ہی ایک بحری بیڑا یونانی جزیرہ "کارفو" کو روانہ کیا اور دوسری طاقتوں کو ایک یادداشت بھیجی۔ مجلس اقوام نے اپنے آپ کو اس کا حل دریافت کرنے کے ناقابل بتایا۔ میں نے "کارفو" پر قبضہ کرنے کی کوشش جاری رکھی اور اعلان کیا کہ اگر مجلس اقوام اطالوی مطالبات کا اطمینان بخش حل دریافت کر سکی تو اطالیہ اس کی رکنیت سے دستبردار ہو جائے گا۔ یہ صرف زبانی ہتک نہ تھی بلکہ اس میں اطالوی عہدہ داروں اور سپاہیوں کی جانوں کا معاملہ تھا اس لئے میں یہ کبھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کو صرف غم و غصہ کے اظہار پر ہی ختم کر دوں اس واقعہ کے متعلق اس قدر غلط افواہیں پھیلیں کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے بیان میں ایسا طرز اختیار کروں کہ مدرسہ کے بچے کو بھی آسانی سے سمجھ میں آ جائے۔ یہ معاملہ جب سفیروں کی کانفرنس میں پیش کیا گیا تو توقع کے مطابق اطالیہ کی تائید میں ہی تصفیہ پایا۔ یونان نے مجھے پوری طرح اطمینان دلایا اور تاوان بھی ادا کیا۔ اس رقم میں سے میں نے ایک کروڑ یونانی پناہ گزینوں کو بھیجے پیش کئے۔ اس طرح اطمینان کر کے میں نے "کارفو" سے فوجیں واپس بلالیں اور معاملہ ختم ہو گیا۔

لیکن وہ مہینہ حقیقت میں المیہ واقعات کا تھا۔ میری خارجی پالیسی جو نئی فسطائی طرز اختیار کر چکی تھی عام طور پر تمام اطالویوں میں مقبول ہوئی لیکن مجھے اعتراف ہے کہ اس سے باہر کے بہت سے لوگوں کو تکلیف ہوئی کیونکہ وہ میری خارجی پالیسی میں ایک غیر معمولی طرز دیکھ رہے تھے جو دوسروں کے منصوبوں کی مخالف تھی۔ میں کسی چیز سے متاثر نہیں ہوا اور میں سینٹ میں یونانی حادثہ اور "فیوم" کے متعلق برابر اہم اعلانات کرتا رہا۔ میں نے کہا کہ خارجی پالیسی کے ترکہ میں جو چیز ہمیں سب سے بری ملی ہے وہ "فیوم" کا معاملہ ہے لیکن میں بہرحال معاہدہ

سراپالو، کے نتیجہ کے طور پر "ابڈریاٹک" کے معاملات جو نازک ہو گئے تھے اس کو "جوگوسلوویا"، کے ساتھ طے کر رہا ہوں۔ سینیٹ نے میری پالیسی اور میرے عمل کو منظور کر لیا۔

جنوری ۱۹۲۴ء میں آخر کار میں اس قابل ہوا کہ "پاسک"، اور "جوگوسلوویا" کے وزیر "ننسک"، کے ساتھ اطالیہ اور اس کے ہمسایوں کے درمیان ایک نیا معاہدہ طے کر سکوں۔ اس معاہدہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ "فیوم"، اطالیہ کے قبضہ میں آگیا۔ ۱۹۲۵ء میں دوسری کارروائیوں کی وجہ سے "نتونو کنونشن"، کے دستخط ہو گئے اور دونوں ریاستوں کے مابین ہمسائیگی کے تعلقات باقی رکھنے کی قرار دادیں طے پائیں۔ اب صرف "جوگوسلوویا"، کو اس کی توثیق کرنی تھی۔

اس تمام مدبرانہ عمل کے بعد ایک وسیع میدان میں ہم نے یقینی طور پر "ڈال میٹیا" کھو دیا۔ ہم نے ایسے شہر کھوئے جو تاریخ اور لوگوں کے جذبات کے لحاظ سے اطالیہ کے لئے مقدس سمجھے ان کے متعلق ہمیں معاہدہ لندن کی رو سے یقین دلایا گیا تھا کہ میں "پاسک"، اور "ننسک"، نے مل کر جو سمجھوتہ کیا تھا اس سے بہتر اس معاملہ کا کوئی اور حل نہیں ہو سکتا تھا۔ گو کہ "جوگوسلوویا"، نے "نتونو کنونشن"، کی توثیق نہیں کی تھی لیکن ہم نے سرحدوں کی اچھی طرح حفاظت کر لی۔ ممکن ہے "جوگوسلوویا"، رضامندی کا اظہار کرے لیکن بہرحال ہمیں اپنے ہمسایہ سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

۱۹۲۴ء میں خارجی نظام العمل کو سینیٹ میں ۳۱۵ تائیدی آراء حاصل ہوئیں۔ چھ آراء مخالف تھیں اور ۲۶ ارکان غیر حاضر۔ اسی سال دسمبر میں میں برطانیہ کے نئے وزیر خارجہ "چیمبرلین" سے ملا۔ بہت سے بین الاقوامی معاملات میں میں نے انھیں ہمیشہ اطالیہ اور اطالویوں کا دوست پایا۔

۱۹۲۵ء میں حکومت افغانستان سے مجھے جھگڑنا پڑا۔ اس دور دراز کے مقام کے دارالسلطنت میں ہمارے ملک کا ایک انجینیر "پی پرنو" جو وہاں کام کرنے گیا ہوا تھا اندرونی نوعیت کے کسی معاملہ کی وجہ سے مارا گیا۔ افغان حکومت اس کے خاندان کو خون بہا دینے پر راضی ہوئی۔ مجھے اس سلسلہ میں کچھ مطالبہ کرنا پڑا۔ حالات اطمینان بخش ہو چکے تھے اور میں نے اس دور افتادہ حکومت سے دوستانہ تعلقات قطع نہیں کئے۔ کچھ عرصہ بعد جب شاہ افغانستان روما آئے تو

ان کا بڑا ہی گرمجوشانہ استقبال کیا گیا۔ آسمان پر ابر آتا اور جاتا رہتا ہے مابر کا ایک نیا ٹکڑا اطالیہ کے خلاف پروپیگنڈے کے لیے جرمنوں کی طرف ہماری مشرقی فضا پر چھا گیا۔ فبروری ۱۹۲۶ء میں جبکہ فسطائی پالیسی اپنا کام برابر انجام دے رہی تھی مجھے "برین ترپاس" کے پیچھے رہنے والے جرمنوں اور ہمارے تعلقات کے متعلق ڈنکے کی چوٹ کہنا پڑا۔ میں نے دو صاف صاف تقریریں کیں جن سے اکثر سازشی اور جذباتی تنزلزل ہوگئے۔ اس موقع پر میں نے ایک اور سفیر "نوس ڈاری" کو برطرف کر دیا کیونکہ اس نے ایسے نازک موقع پر جبکہ اطالویوں اور جرمنوں کے تعلقات گہری حد تک متاثر تھے ایسا رویہ اختیار نہیں کیا جیسا کہ اطالیہ جیسے ملک کے سفیر سے توقع کی جا سکتی تھی

اس موقع پر میں نے اسی قسم کی صاف گوئی کی جیسے کہ اس سے پہلے "سی پل" وزیر آسٹریا کے مقابلہ میں کر چکا تھا اور اس سے بلاشبہ سرحدوں کے پرے جرمنوں سے ہمارے تعلقات واضح ہو گئے۔ "بالائی اڈیگے" کا سوال دوسری سلطنتوں سے ہمارے تعلقات کا خیال رکھ کر وسیع نظریہ پر پیش کیا گیا۔ اسی موقع پر میں نے ہنگیرین، پولش، یونانی، ترکی اور رومینیا کے وزراء خارجہ سے اہم ملاقاتوں کا ایک سلسلہ باندھ دیا۔ اس سیاسی تشدد کا شکر گزار ہونا چاہیئے کیونکہ روما روز بروز سیاسی معاملات اور مبادلات کے سلسلہ میں زیادہ جاذب نظر اور اہم ہوتا جا رہا تھا۔ میری وفادارانہ خارجی پالیسی نے جس کو سارے اطالوی پسند کرتے تھے دوسری اقوام کی نظروں میں وقعت پیدا کر دی۔ وفادارانہ پالیسی ہی ایک ایسی چیز ہے جو کامیاب ہوتی ہے تذبذب اور دھندلاپن میری طبیعت کے موافق نہیں ہیں اس لئے میری پالیسی میں وہ اجنبی رہتے ہیں محسوس کرتا ہوں کہ میں مستقل مزاجی اور وقار کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کیونکہ میری پشت پر ایسی قوم ہے جو اپنے فرائض ادا کر چکی ہے اور اب ایسے حقوق رکھتی ہے جن کی حفاظت اور عزت کی جانی چاہیئے۔

میں نے ان اطالویوں کو برادرانہ پیامات بھیجے جو سرحد پار رہتے تھے۔ میں انہیں وطن چھوڑ کر گئے ہوئے لوگ نہیں کہوں گا کیونکہ اس زمانہ میں اس طرح کہنا بہت معیوب سمجھا جاتا تھا۔

میں مسرت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنے ملک کے لوگوں کی حفاظت دوسروں کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر کرنے کے قابل تھا۔ اس حفاظت کی بنیاد بین الاقوامی قانون اور قوموں کے درمیان نیک دلی پر تھی۔ اطالیہ ان تمام لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ تواضع سے کام لیتا تھا جو اس کی سرزمین پر کاروبار، مذہب، تفریح یا تعب دور کرنے کے سلسلہ میں قدم رکھتے تھے۔ میں نے اطالویوں کو دوسری اقوام کے نمائندوں کی عزت کرنا سکھایا ہے۔ اس کی کبھی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ سیاسی اختلافات کو موڑ توڑ کر سفراء کے خلاف غضبناک مظاہرے کئے جائیں۔ اس قسم کے ہنگامے پرانی طرز کے ہیں جن پر فسطائیت نے قابو حاصل کر لیا ہے۔ اطالوی معاملات میں بہت سے ایسے نازک مواقع آئے ہیں جبکہ آسانی کے ساتھ احتجاجوں کے مظاہرے ہو سکتے تھے لیکن میں نے ہمیشہ ان کو فسطائی وقار کی حدود ہی میں رکھا حالانکہ بعض دفعہ بیرونی اخبارات نے مبالغہ سے کام لیا تھا۔ یہ اس شخص کے لئے بھی معمولی کام نہیں ہے جس نے اطالویوں کو ضبط و نظم کے دائرے میں محدود رکھنے کا ذمہ اپنے سر لیا ہو۔

اطالیہ کی خارجی پالیسی سیدھی سادی اور سمجھ میں آنے کے قابل تھی۔ سب سے پہلے میری پالیسی امن پسند تھی۔ وہ صرف زبانی جمع وخرچ، الفاظ اور تحریری لین دین ہی تک محدود نہ تھی بلکہ وہ قومی جذبہ سمجھوتہ اور معاہدہ کی بنیادوں پر کھڑی کی گئی تھی جس سے قوموں میں اتحاد مستحکم ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نے کوئی خاص مقررہ معاہدے بڑی طاقتوں کے ساتھ نہیں کئے تھے بلکہ اس کی بجائے سمجھوتے کئے تھے جن سے صاف ظاہر ہے کہ اطالیہ کے دوسری قوموں سے تعلقات خوش آئند رہنا یقینی ہیں خصوصاً انگلستان جیسے زبردست تاریخی اہمیت رکھنے والے ملک سے۔ میں نے چھوٹی طاقتوں سے معاہدات طے کرنے کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا کیونکہ اس کے بغیر اطالوی اثر عام طور پر ترقی نہیں کر سکتا تھا۔ البانیہ ایک طاقت تھی اور ہنگری اور ترکی دوسری طاقتیں۔ بحیرۂ روم میں اتحاد باقی رکھنے کے لئے میں نے اسپین سے تعلقات قائم کئے۔ تجارت و حرفت کو آگے بڑھانے کے لئے روس کے ساتھ آزاد تجارتی تعلقات قائم کئے گئے۔ وہ لوگ یقیناً بے وقوف تھے جو یہ

نہیں دیکھتے تھے کہ میں نے اطالیہ کا وقار گھٹایا نہیں بلکہ بڑھایا ہے۔ مجلس اقوام اور معاہدہ لوکارنو، اس کے شاہد ہیں۔ غور و فکر کئے ہوئے مباحث کے بعد تخفیف اسلحہ کے معاہدوں میں مجھے کچھ لغویتیں نظر آئیں۔

میں نے کونسل کے نام کو درست اور مکمل کیا اور کچھ فسطائیت کا عنصر شامل کیا۔ اس اثناء میں نوآبادیات میں بھی میں نے فسطائیت کو پھیلا دیا۔ آئندہ سے ہماری پالیسی میں اس کا بھی عمل دخل شروع ہو گیا۔ نہ صرف اطالیہ میں اس نئی زندگی پر فخر کیا جانے لگا بلکہ ساری دنیا میں جہاں کہیں بھی اطالوی پھیلے ہوئے تھے سب اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اطالیہ کی قدر اب ان قوموں میں ہونے لگی تھی جن کے ہاتھوں میں دنیا کی پالیسی تھی۔ میری نوآبادیاتی پالیسی خارجی پالیسی کے بالکل مطابق تھی۔ ہماری نوآبادیات کی آبادی کو ممکنہ ترقی کے ذرائع بہم پہنچانے کے بعد بھی افریقی اور امریکی دنیا کے متعلق جنگ سے پہلے اور جنگ کے بعد ہمارے پیش نظر کوئی نوآبادیاتی نظام العمل مقرر نہ تھا۔ ہم اس کو بار آور کرنے میں ناکام رہے تھے۔ ہم اس جائز اطمینان کو کھو چکے تھے جو ہمیں جنگ کے زمانہ اور جنگ کے بعد حقوق اور خدمات کے معاوضہ میں حاصل ہونا چاہیئے تھا۔ نوآبادیاتی ترقی کو نہ صرف مسلم آبادی کا ایک حل ہونا چاہیئے تھا بلکہ معاشی سدھار کا بھی ایک ذریعہ۔ اب بھی جنگ کے دس سال بعد اس کا پورا پورا حل دریافت ہونا تھا۔ ہماری نوآبادیات بھی چند ہی ہیں اور ان کی ترقی وسیع پیمانہ پر زیادہ ممکن نہیں۔ "ایری ٹریا" ہماری سب سے پہلی نوآبادی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ "سومالی لینڈ" کی ترقی برطانوی "گیو بالینڈ" کی وجہ سے ہوئی اور اس سے ایک سیاسی اتحاد بھی ہوا۔ بعد میں گورنر "ڈی وچی" کی عاقلانہ پالیسی نے "سومالی لینڈ" کو بہت کچھ سدھار دیا اور اطالوی سرمایہ اس نوآبادی میں اطالوی مزدوروں کو کام پر مامور کرنے کے لئے لگایا گیا۔ "لیبیا" کی نوآبادی کو جس میں "سری نیکا" اور "ٹری پولی" تانیا" شامل ہیں جنگ کے دوران میں کچھ شہروں اور ساحل ہی تک محدود رکھا گیا۔ جب فسطائیت نے حکومت سنبھالی تو حالات بہت برے تھے اور ان کو بھی اسے دور کرنا پڑا۔ فوجی قبضہ کی

ہماری پالیسی نے معاشی مداخلت کے ساتھ مل جل کر سرینیکا پر گیا راب ہنک مکمل تسلط کروا دیا اور ٹری پولی ٹینیا کا تسلط سرحد تک بین الاقوامی نوعیت کے معاہدوں کی رُو سے طے پا گیا۔ ان دونوں نوآبادیات میں بیداری کا بڑا زور و شور ہے۔ طرابلس، بحیرۂ روم کے بہترین شہروں میں سے ایک ہو گیا۔ ڈاکٹروں کی ایک کانگریس نے اسے ایک صحت گاہ کہا۔ ہم نے شہر اور پہاڑ پر زراعت کے لئے کافی پانی پایا۔ ٹری پولی کے علاقہ کا میں نے دورہ کیا جس سے مجھ پر اس نوآبادیات کی ترقی کے امکانات خوب واضح ہو گئے۔ ڈگاریان میں ایسے علاقے بھی ہیں جو جنوبی اطالیہ کے علاقوں سے زرخیزی میں خاصا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہی بات سرینیکا کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے یہاں ہماری حکومت کی کمزوری کی وجہ سے ایک عجیب قسم کی پارلیمنٹ قائم ہو گئی تھی جس کو میں نے موقوف کر دیا اور اب گورنر ساری قوم اور اطالویوں کی بہبودی کا ذمہ دار ہے مزدور اور سرمایہ کافی طور پر وہاں منتقل ہو رہا ہے۔ یہ یاد رہے کہ صرف ان دو نوآبادیات سے ہماری آبادی کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا لیکن اطالویوں کے خصوصی نوآبادیاتی اوصاف کی وجہ سے ہم ان دونوں کو اہمیت دے سکتے ہیں اور جن سے توقع ہے کہ ماضی اور مستقبل کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ ہماری معاشی حالت کی عام ترقی میں حصہ لیں گے۔ اطالیہ کو پُرامن طریقہ پر دنیا میں وقعت دلانے اور ہماری آبادی کے مسئلے کے حل کے لئے نوآبادیاتی ترقی کے امکانات پر غور و فکر کرنے کے سلسلہ میں میں نے دن رات ایک کر دیئے۔ لیکن یہ فرض کرنا لغویت ہے کہ میری زندگی اتنی سہل تھی کہ مجھے سوائے بین الاقوامی اور نوآبادیاتی مسائل کے کوئی اور فکر نہ تھی۔

اب ہمیں ڈرامائی مالیاتی موقع کی طرف رجوع ہونے دیجئے۔ پارلیمنٹ کی لبرل پارٹی کے ایک لیڈر ریپاؤ نے روما پر دھاوا کرنے سے چھ مہینہ پہلے ہی بتایا تھا کہ ہمارے موازنہ میں چھ ارب کا خسارہ ہے۔ مالی حالت ہمارے مخالفین کے خیال کے مطابق بھی بہت ہی بری تھی اور میں جانتا تھا کہ مجھے کس قدر الجھا ہوا ترکہ ملا ہے۔

میرے پیش روؤں کی غلطیوں اور کمزوریوں کا خمیازہ مجھے بھگتنا تھا۔ میں خوب سمجھتا تھا کہ ایسے رخنے کے ساتھ حکومت کے جہاز کو آگے بڑھانا ناممکن ہے۔ بیرونی اور اندرونی ساکھ قائم کرنے کے لئے مالیاتی نازک مسائل کو سلجھانا میرے لئے ضروری تھا۔ بہت سے مطالبات منتظر تھے۔ چھاپے خانوں میں نوٹیں چھاپنے سے اطالوی کرنسی کی قدر و قیمت بہت گھٹ گئی تھی۔ ایک غیر ذمہ دارانہ اور لغو پالیسی نے ایک گورکھ دھندا بنا رکھا تھا۔ اس نے نہ صرف موازنہ کی اہمیت میں تبدیلی کر دی بلکہ ہماری ساری معاشی زندگی کو تہہ و بالا کر دیا۔ مجھے سارے بیکار مصارف کو اور ایسے خرچ کو جس کا بار خزانہ پر پڑتا تھا ختم کر دینا پڑا۔ ٹیکس دینے میں جو لوگ کوتاہی کرتے تھے اُن پر سختی کرنی پڑی اور ریاست کے نظم و نسق کے سارے شعبوں میں کفایت شعاری سے کام لینا پڑا۔ میں نے ملازمین کے بڑھتے ہوئے لمبے سلسلہ کو ختم کر دیا۔ اِن کے سوا بیرونی طاقتوں کو قرضہ ادا کرنے کا سوال بھی پیش نظر تھا۔ ہماری آمدنی کے محدود ہونے کے باوجود اس دیانت داری اور ایمانداری کے قرض کی ادائی ضروری تھی۔ اس پر کسی حجت و دلیل کی ضرورت نہیں کہ قرض لینے اور اس کو تسلیم کر لینے کے بعد اس کی ادائی کا خیال رکھنا لازمی ہے۔ اس کام کے لئے میں نے ایک موزوں شخص کا انتخاب کیا۔ ایک فسطائی اور معاشیات کے ڈاکٹر آر تیل ڈی اسٹی فانی کو میں نے وزیر مالیات مقرر کیا۔ وہ مصارف کو گھٹانے، الزامات کو دور کرنے، محصول اور ٹیکس کے نئے ذرائع مہیا کرنے کے قابل تھا۔ اس طرح دو سال کے اندر موازنہ میں توازن قائم ہو گیا۔ جنگ کے زمانہ سے جن معاشی اداروں کو جنگ کے لئے تیار کیا گیا تھا میں نے انھیں اپنی اصلی حالت پر لوٹا دیا۔ صوبجات میں بڑی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں اور قرض اور تاوان میں وہ پھنسے ہوئے تھے میں نے اُن کی یہ تمام برائیاں دور کیں اور تمسکات، جاری کئے۔

معاشی پالیسی کو سخت کرنے سے پہلے میں چاہتا تھا کہ جنگ کے معذورین کے ساتھ انصاف کروں۔ میں نے خاص طور پر ان معذورین کا اور یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھا اور حکومت پر جو فرائض اُن کی جانب سے عائد ہوتے تھے اُن کو خاص مراعات کے تحت

طے کرنے کا تصفیہ کیا۔ جنگ کے مظالم کا سدِباب اور اُن لوگوں کے قرض کی پابجائی کرنے کے بعد جنھوں نے ملک کے لئے خون بہایا تھا میرے لئے یہ آسان تھا کہ جنگ سے جو فوری فائدہ اٹھایا گیا تھا اس کو بعض حیثیتوں سے ختم کر سکوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اس معاملہ میں بہت سخت تھا اور کیوں نہ ہوتا؟ یہ فائدہ نہ صرف ان لوگوں سے کمایا گیا تھا جو جنگ میں مارے گئے یا زخمی ہوئے بلکہ ان لوگوں سے بھی جن کی دولت اور جائداد کو نقصان پہنچا تھا۔ اس تمام وزن کو ہلکا کرتے ہوئے جو ریاست کے مالیات کو دبا رہا تھا میں نے کوشش کی کہ انفرادی پیداوار انتہائی حد تک بڑھ جائے۔ مجھے ایمانداری سے جمع کی ہوئی دولت کی عزت کرنی تھی اور ہر شخص کو خاندانی دولت کی نہ صرف معاشی بلکہ اخلاقی قیمت بھی سمجھانا تھا اور اسی لئے گو کہ میں نے ٹیکس کی اصلاح کی منظوری دی تھی لیکن میں نے وراثت جیسے بنیادی حقوق کو باقی رکھا۔ یہ صاف طور پر ظاہر کر دیا گیا تھا کہ میں کسی قسم کے ایسے ٹیکس کی منظوری نہیں دوں گا جس میں اشتراکی رنگ آجائے۔ وراثت کے معاملہ میں مداخلت کرنا خاندانی ادارہ پر ضرب لگاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مباحث پیدا ضرور ہوئے لیکن آخرکار میرے فیصلہ کو عوام نے مان لیا۔

مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ اطالویوں کا ضبط تعریف کے قابل اور دنیا میں عزت بڑھانے کا باعث ہے۔ ہمارے ہاں قدرتی ذرائع زیادہ نہیں ہیں اس کے باوجود لوگوں نے ٹیکس کے دباؤ کو اس طرح برداشت کر لیا کہ ۱۹۲۴ء کے آخر میں وزیر ڈی اسٹی فانی، ایوان میں نہ صرف یہ اعلان کرنے کے قابل ہوا کہ ریاست کا موازنہ متوازن ہو گیا ہے بلکہ ۱۹۲۵ء تا ۱۹۲۶ء میں ایک کروڑ ستر لاکھ کی بچت کا بھی اندازہ کیا گیا۔ میں حکومت کی پالیسی میں مالیاتی پالیسی کو روح رواں سمجھتا ہوں۔ موازنہ کے استحکام کی تائید نے اس خیال کو مزید تقویت پہنچائی۔ ٹیکس ادا کرنے والوں کے صبر و استقلال سے ۱۹۲۵ء اور ۱۹۲۶ء میں اطالیہ اس قابل ہو سکا کہ واشنگٹن اور لندن سے قرضہ جنگ کے اُلجھے ہوئے مسئلہ پر گفت و شنید کر سکے۔ ہمارا مطمح نظر اب وسیع ہو گیا تھا اور مرکزی حکومت تک ہی اپنے آپ کو محدود نہیں رکھا جا سکتا تھا۔

ریاست مالیات کی نئی تنظیم اور نئے استحکام کی وجہ سے اس قابل ہوئی کہ خود مختار صوبوں کی معاشی تنظیم کے لئے بھی قواعد مرتب کرے۔ یہ بھی ناکافی تھا اور ہمیں کئی کارپوریشن اور کئی حرفتوں کی مالی حالت پر تبصرہ کرنا تھا۔ عام طور پر اس میں وہ تمام حرفتیں شامل تھیں جن کا ذکر اسٹاک ایکسچینج، میں ہوتا ہے۔ ایسے قیاسات کی بناء پر جو نئی زندگی میں بہت عام ہیں ہماری حرفتوں بلکہ حکومت کے تمسکات، کی قیمتوں میں لیرا، اور سونے کی مناسبت کے مقابلہ میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔ اطالیہ میں بھی جو ایک ایماندار اور عقلمند ملک ہے اور جہاں " سٹے"، کا عمل دخل نہیں ہے 'اسٹاک ایکسچینج' پر جوا کھیلنے کا جنون بڑھنے لگا۔ اس سلسلہ میں بہت سوں نے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری اور غلط دیوالیہ کے متعلق جھوٹی خبریں اور افواہیں پھیلانی شروع کیں لیکن پھر بھی 'سٹے' کا جنون ختم نہیں ہوا۔ وزیر مالیہ نے فیصلہ کیا کہ مبادلہ کی سرگرمیوں پر نگرانی کرے اور ان کو محدود کردے حقیقت میں سخت کارروائی کی ضرورت تھی یقیناً یہ مستحکم تجارتی روایتوں کے خلاف تھے۔ غالباً یہ سب غیر متوقع تھے اور دفعتاً وجود میں آگئے تھے ان کی وجہ سے متوسط اور مالیاتی طبقہ میں مخالفت شروع ہوئی جن سے بازاروں میں گڑبڑ ہوگئی میں ان واقعات کا پیچھا کر رہا تھا۔ یہ مخالفت سیاسی نہیں بلکہ معاشی اسباب کی وجہ سے تھی اور جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا ایک بڑا خسارہ بن گئی لیکن اس نے مجھے تجربوں اور مشاہدوں کے لئے ایک وسیع میدان فراہم کر دیا۔ میں نے اس مخالفت کی مخالفت کی اور مخالفت کرنے والوں کو موافق کرنے کی کوشش شروع کی۔ ایک غیر جانبدارانہ اور ہوشمندانہ پالیسی اختیار کی گئی لیکن 'سٹہ' کھیلنے والوں کو کوئی مراعات نہیں دیئے گئے۔ کچھ عرصہ بعد 'ڈی اسٹی فانی'، نے استعفیٰ دیدیا اور 'ڈولپی' کی اس کی جگہ لے لی۔ اس اثناء میں اس نے پہلی مشکل پر قابو پا کر میں نے جنگی قرضے کی طرف توجہ کی۔

ریاست کے موازنہ کو متوازن کرکے میں نے ممالک متحدہ امریکہ اور انگلستان سے جنگی قرضہ میں تخفیف کرنے کے لئے بات چیت شروع کی۔ ایک وفد میں نے واشنگٹن بھیجا

اس کے لیڈر کاؤنٹ ولپی اور نائب معتمد خارجہ گرانڈی تھے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ بات چیت بڑی قابلیت سے کی گئی۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ہم ایک ایسے نتیجہ پر پہنچے جس سے امریکی بھی مطمئن تھے اور اطالیہ کا مفاد بھی محفوظ تھا۔

۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء کو ایک اسی قسم کا معاہدہ خفیف سی تبدیلیوں کے ساتھ انگلستان سے طے پایا جس کی وجہ سے ہم انگریزی قرضہ کی یکسوئی کرنے کے قابل ہو سکے۔ امریکہ اور انگلستان نے معاہدوں کی تجدید کر لی اور ہم نے بھی ایسا ہی کیا کیونکہ ہم اپنے خانگی اور سرکاری معاملات میں وعدوں اور قرض کی ادائی کا بڑا خیال رکھتے ہیں۔ اس کے بعد قوم پرستی کے جذبہ کو جوش آیا۔ عوام کے چندوں اور ریاست کے مالیات کی مدد سے ہم نے امریکہ کو قرض کی پہلی قسط ادا کی مجھے یقین ہے کہ موازنہ کا استحکام اور واشنگٹن اور لندن کے معاہدات ہمارے تجارتی، حرفتی اور بینک کاری طبقہ کو حکومت کی مالیاتی پالیسی کے متعلق اطمینان دلانے کے لئے کافی تھے۔ مجھے امید تھی کہ اس کی وجہ سے ہماری کرنسی کی قومی اور بین الاقوامی بازاروں میں دوبارہ قیمت مقرر کیجائیگی لیکن بدقسمتی سے منطق کے مطابق نتائج برآمد نہیں ہوئے ۱۹۲۶ء کی پہلی ششماہی میں ہم ایک پونڈ میں دس حصے کھو رہے تھے۔ پونڈ اسٹرلنگ دوسری کرنسی کو کچھ اس طرح کھینچ رہا تھا کہ ایک طرف تو ہمارا قرض بڑھ رہا تھا اور دوسری طرف ہمیں اس کے برخلاف محسوس ہو رہا تھا۔ ہماری خانگی معاشی زندگی کا وزن گھٹتا جا رہا تھا اور تدریجی مصنوعی دولت سے جو تلون پیدا ہو رہا تھا اس سے اگر شمالی اطالیہ کے حرفتی مرکز دھوکا کھائیں تو کھائیں لیکن متوسط طبقے اور ان اطالویوں کو جنھوں نے روپیہ جمع کیا ہے یقیناً اطمینان نہیں ہو سکتا تھا۔ اب ضروری ہو گیا تھا کہ اس مالیاتی حالت کو سہارا دیا جائے۔ اس کا خیال تک نہیں ہو سکتا تھا کہ ایک منظم اور منضبط ریاست کو جہاں طوے نہ ہوں اور جو ایمان، اعتقاد اور استحکام کے ساتھ کام کر رہی ہو ایک ایسے "سٹہ" کھیلنے والے طبقہ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے جو لیرا کی گری ہوئی قیمت سے خود دولت سمیٹنا چاہتا ہو۔ یہ طبقہ دیوالہ کو بہت جلد قبول کرنے

کے لئے آمادہ تھا تاکہ اس کو نہ اپنا خانگی قرض ادا کر سکتے اور نہ بنک میں رقم جمع کرانے والوں کا سرمایہ واپس کر سکنے کا موقع مل سکے۔ بعض غدار شہری اطالویوں کو دھوکا دینے کی سازش کر رہے تھے۔ یہ ایک زبردست دھوکا اور اخلاقی زخم تھا کیونکہ ایک تباہ حال قوم دوبارہ جنم نہیں لے سکتی۔

میں ایک عرصہ دراز تک ریاستی، خانگی اور شخصی مالیات کے پیچیدہ مسائل کا بغور مطالعہ کرتا رہا۔ میں اپنے ملک کے حالات کا ہمارے جیسے دوسرے ممالک کے حالات سے مقابلہ کرتا رہا اور تجارتی توازن کے اعداد و شمار کی نگرانی کرتا رہا۔ اب میں اس قابل تھا کہ اطالیہ کی معاشی زندگی کے متعلق قطعی فیصلہ کر سکوں۔ آگست ۱۹۲۶ء میں مرکزی اطالیہ کے ایک خوبصورت شہر "پی سارو" میں میں نے ایک تقریر کی جو بہت مشہور ہونے والی تھی اور جس کی وجہ سے "لیرا" کی قیمت اور سونے کی بنیاد کا تعین کیا جانے والا تھا۔ میں اطالویوں سے صاف صاف کہہ دینا چاہتا تھا۔ بیرونی مبادلہ نے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ باہر ہماری ساکھ بہت کمزور ہے۔ مالیاتی تباہ حال نظام کے تحت روز کا تلون کسی اندرونی کارروائی کی نشانی تھی۔ میں نے اس پر کافی طور پر ٹھنڈے دل سے غور کیا۔ مجھے اس طبقہ کا مقابلہ کرنا اور اس کو شکست دینا تھا جو قوم کو دیوالیہ ہونے کی طرف دھکیل رہا تھا۔ حکومت ان لوگوں اور ان کے کرتوتوں سے غافل نہیں رہ سکتی تھی۔ نہ صرف اس سے ملک کا معاشی مستقبل متاثر ہو رہا تھا بلکہ اطالوی قوم کا جھنڈا معرض خطر میں تھا۔ حقیقت میں بعض موقعوں پر کرنسی کے استحکام سے جھنڈے کی عزت رکھ لی جا سکتی تھی۔ کوئی شخص اس وقت غافل نہیں رہ سکتا جبکہ ساری قوم کا وقار خطرہ میں ہو۔

فسطائیت کو جس نے قوم کو ضبط سکھلایا تھا ان کوتاہ بین وسٹہ، کھیلنے والوں پر قابو حاصل کرنا پڑا جو ہماری کرنسی کی قیمت کو گرانا چاہتے تھے۔ فسطائیت کو جس نے سیاسی معاملات میں کامیابی حاصل کی تھی معاشی معاملات میں بھی پرزور طور پر مداخلت کرنا تھا ورنہ اس کو شکست اٹھانی پڑتی۔ اس سازش میں سارے بین الاقوامی مخالف فسطائیت

لوگ جمع تھے جن کو اطالیہ کے باہر اور اندر سے اُکسایا جا رہا تھا ۔ میں سمجھتا تھا کہ اس دیانت داری کی پالیسی کے ساتھ ارادہ کی بھی ضرورت ہے ۔ اس لئے میں نے کہا ۔ تقریر کا اہم حصہ حسب ذیل ہے۔

"آپ متعجب نہ ہوں اگر میں خاص اہمیت کا سیاسی اعلان کروں ۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ میں بغیر کسی سرکاری واسطہ کے عوام کو راست مخاطب کر رہا ہوں ۔ مجھ پر ہمیشہ اعتبار کرنا چاہئیے خصوصاً اس وقت جبکہ میں عوام کو مخاطب کر رہا ہوں ، اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا ہوں اور دلوں کی حرکت کی آوازوں کو سُن رہا ہوں ۔ میں آپ سے مخاطب ہوں لیکن اسی وقت میں سارے اطالویوں سے بھی مخاطب ہوں اور اسی وجہ سے میری آواز یقیناً "آلپس" اور سمندر پار بھی گونج پیدا کرے گی ۔ مجھے کہنے دیجئے کہ میں اطالوی "لیرے" کی آخری سانس تک حفاظت کروں گا ۔ میں ان اطالویوں کو جنھوں نے چار سال تک ضبط سے کام کیا اور اس سے بھی زیادہ سخت قربانیوں کے لئے تیار ہیں "دیوالیہ لیرا" اخلاقی شرم اور معاشی انتشار کے ساتھ حوالہ نہیں کر سکتا ۔ فسطائی نظام اس کوشش کو پوری طاقت کے ساتھ رد کر دے گا جس کے ذریعہ معاشی دشمن اطالیہ کا گلا گھونٹنا چاہتے ہیں ۔ جب ہمیں اُن کا یہاں کھوج ملے گا تو ہم اُن کا کچومر نکال ڈالیں گے "لیرا" کو جو ہماری معاشی زندگی کی نشانی ہے ، ہمارے کام اور ہماری قربانیوں کی علامت ہے ، ہر قیمت بچایا جائے گا ۔ جب میں ان لوگوں میں جاتا ہوں جو حقیقت میں کام کرتے ہیں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ ایسا کہنے میں میں اُن کے توقعات ارادے اور احساسات کی ترجمانی کرتا ہوں ۔

"شہری اور سیاہ قمیصیئے ! میں اپنی تقریر کا اہم ترین حصہ کہہ چکا ہوں جس کی قسمت میں شبہات کو دُور کرنا اور تکلیف دہ شکست کے حملوں کو کمزور کرنا ہے ۔"

میرے حملے اُن لوگوں کے لئے تازیانہ تھے جو بیرونی مُبادلاتی اداروں میں "سٹہ" کھیلنے کے لئے چھپے ہوئے تھے ۔ بڑے بڑے مالیاتی اداروں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ حکومت کے ساتھ اشتراک کئے بغیر وہ اپنی آزادانہ پالیسی اختیار نہیں کر سکتے اور "سٹہ" کھیلنے والوں نے

دیکھ لیا کر وہ جال میں پھنس چکے ہیں۔ اس کے برخلاف میں اپنے آپ کو الفاظ کی قید و بند میں جکڑ دینا نہیں چاہتا تھا۔ پہلی ستمبر کو وزرا کی کونسل میں میں نے ایسا طریقہ کار اختیار کیا جس سے ہماری مالیاتی پالیسی کی حفاظت ہوتی ہے۔ "مارگن" قرض کے نو کروڑ ڈالر کی بینک آف اٹلی کے نام منتقلی، ریاست اور بینک آف اٹلی کے درمیان حسابات کی تنظیم، ریاست کی جانب سے دو ارب پچاس کروڑ کی جاری شدہ رقم کی تخفیف، اور "کون سور زیٹو والورٹی" کے خود مختار شعبہ کا دیوالیہ میرے طریقہ کار کا مختصر خاکہ ہو سکتا ہے۔ ان کے سوا ٹیکس کی سادگی میں وسعت پیدا کر دی گئی اور بعض ٹیکس کو تو بالکل ہی مسدود کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کفایت شعاری اور بینک کاری کی حفاظتی تدابیر اور سہولتیں بہم پہنچائی گئیں۔ نومبر میں میں نے قرض حاصل کیا جس کا نام "دی لٹّوریو" رکھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ نقد کاروبار میں سہولتیں مہیا کی جائیں اور موازنہ میں کچھ کمی بیشی کی جا سکے۔ چونکہ بہت سا قرض "ٹریژری بانڈس" کی شکل میں تھا اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ ان "بانڈس" کو ختم کر دیا جائے اور پبلک قرض کی مد سے ان کو نکال ہی دیا جائے۔ بلاشبہ یہ طریقے سخت نوعیت کے تھے اور ان میں قربانیاں بھری ہوئی تھیں لیکن جب یہ تکلیف دہ موقع گذر گیا تو ہم پھر دانشمندانہ پالیسی کی طرف رجوع کر سکتے تھے۔ ہمارے "لیرے" کی قیمت لندن اور واشنگٹن کے بازاروں میں بڑھنے لگی اور ہماری ساکھ دوبارہ دنیا کے ہر حصہ میں قائم ہونے لگی۔

مالیاتی پریشانیوں سے اطمینان کی طرف رہنمائی جو میں نے تقریر کے بعد سے شروع کی تھی مشکلوں سے خالی نہیں تھی۔ ناکامیابیاں اور نقصانات ہوئے۔ کاروبار شروع ہوا تھا جبکہ ایک سو تیس لیرا کا ایک پونڈ تھا اور ختم ہوا اس وقت جبکہ نوے لیرا کا ایک پونڈ تھا۔ یہ طریقہ کار ناگزیر نقصانات کا باعث ہوا اور ان لوگوں کو اس سے زیادہ نقصان پہنچا جو مالیاتی نقطۂ نظر سے کمزور اور مدافعت کے قابل نہ تھے۔ مالیاتی حالت کو قابل اطمینان اور باوقار بنانے کے لئے جو دشواریاں ہوئیں وہ ظاہر تھیں۔ دوبارہ تعمیر

ایسی ہی مشکل تھی جیسی کہ مصنوعی دولت کی تقسیم آسان ۔ ہمیں موازنہ اور اسٹیٹ بانڈس کو بڑی حد تک کم کرنا پڑا ۔ ہمارے الجھے ہوئے مالیاتی وزن اور ہر سال واجب الادا سود کو صحیح طور پر معلوم کرنے کے لئے ہم کو قرض کی ایک نئی پالیسی اختیار کرنی پڑی ۔ لیکن اب موقع صاف اور بہتر ہوگیا تھا ۔ تیز، مستعد اور مستحکم نظام کے قیام کے لئے میں نے تصفیہ کیا کہ سکہ قرطاس جاری کرنے والے سب اداروں کو متحد کردوں ۔ صرف بینک آف اٹلی کو سکہ قرطاس جاری کرنے کا اختیار رہے ۔ بینک آف نیپلز اور بینک آف سسلی کو پھر جنوبی اطالیہ کی زرعی معاش زندگی کا محافظ مقرر کردیا گیا ۔ جب ایک سال کی نمایاں دشواریوں کے بعد موازنہ کی مالیاتی اور اطالوی معاشی حالت درست ہوئی تو میں ۱۹۲۶ء میں اس قابل ہوا کہ "لیرے" کو سونے کی بنیاد پر مضبوطی کے ساتھ ٹھہرا سکوں ۔ دسمبر ۱۹۲۷ء میں وزرا کی کونسل میں میں یہ اعلان کرسکنے کے قابل ہوا کہ "لیرا" کی بنیاد اب سونے پر قائم ہوچکی ہے جس کو ماہرین مالیات نے مستحکم قرار دیا ہے ۔

اب میں ایک فاتح کا سا غرور محسوس کرتا تھا ۔ نہ صرف میں نے سیاہ قمیصیوں کی سیاسی میدان میں رہنمائی کی تھی بلکہ قومی معاشی مسائل پر بھی قابو حاصل کرچکا تھا ۔ ایسے موقعوں پر معاشی زندگی کا گہرا مطالعہ ہی ایسے نتائج پیدا کرسکتا ہے جو اکثریت کو اطمینان دلاسکتے ہیں ۔ آج ہمارا موازنہ متوازن ہے اور خود مختار صوبے بھی اپنے اپنے موازنوں کو متوازن کرچکے ہیں ۔ درآمد اور برآمد اور ان کے تعلقات مستحکم "لیرے" پر قائم ہیں ۔ مستحکم بنیاد پر فسطائی اطالیہ ایک نئی حکومت قائم کررہا ہے اور نیا کارپوریٹو نظام، عام پالیسی اور ہماری ریاست کے اہم نظم ونسق کو مکمل کررہا ہے ۔

دسواں باب

فسطائی ریاست اور اس کا مستقبل

جدید فسطائی تہذیب کی اختراعات اور تجربات میں ایک سے ساری دنیا کو دلچسپی ہے۔ وہ ریاست کا کارپوریشن کا نظام ہے۔

مجھے ابتدا ہی میں بیان کرنے دیجئے کہ ریاست کے نظام کی اس شکل تک پہنچنے سے قبل جس کو میں اب مکمل سمجھتا ہوں لمبے لمبے قدم اٹھائے گئے۔ تحقیقات، تجربہ اور بحث و تحقیص مفصل ہوئی۔ تجربہ اور آزمائشوں میں بہت سے سبق ملے۔

عملی حقیقت پسندی ہی محرک طاقت رہی۔ سب سے پہلے ہم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کارپوریشن کا نظام محض عدالتی اداروں کو قائم کرنے کی خواہش سے نہیں پیدا ہوا۔ میری رائے میں وہ پیدا ہوا، بالخصوص اطالوی صورت حال کی خاص ضروریات سے اور بالعموم کسی ایسی صورت حال سے جہاں معاشی پابندی ہو اور جہاں کام اور پیداوار کی روایات کو تجربہ اور رفتار زمانہ سے ابھی تک ترقی نہیں دی گئی ہے۔ اطالیہ کی متحدہ سیاسی نشاۃ ثانیہ کی پہلی نصف صدی میں ایک طبقہ دوسرے طبقہ کے خلاف ہتھیار باندھ کر کھڑا تھا، نہ صرف اس خواہش کے ساتھ کہ دوسرے طبقہ پر سیاسی برتری حاصل کرے بلکہ ان محدود ذرائع کے لئے جدوجہد کرنے میں بھی کہ ہماری سرزمین کی سطح پر اور اس کے نیچے جو کچھ ہے اس کو ان لوگوں کے حوالہ کیا جائے جو کام اور پیداوار سے

دلچسپی رکھتے ہیں۔

حکمران متوسط طبقہ کے خلاف ایک اور طبقہ تھا جس کو میں نچلا طبقہ کہوں گا۔ اس پر اشتراکیوں اور انارکسٹوں کا اثر تھا اور حکمران طبقہ کے ساتھ اس کی کشمکش دائمی تھی۔

ہر سال ایک عام ہڑتال ہوتی تھی۔ ہر سال مثال کے طور پر شاداب وادئ پو، میں وقتاً فوقتاً شورشیں ہوتی تھیں، جن کی وجہ سے فصلوں اور ساری پیداوار کو خطرہ لاحق ہوجاتا تھا۔ ایک انسانی احساس ہم آہنگی کے برخلاف جو ایک ہی وطن کے باشندوں کا فرض ہونا چاہیئے مفادات کی ایک کہنہ کشمکش تھی جس کی حوصلہ افزائی پیشہ ور اشتراکی صنعت کی اشتراکی تنظیم کے ارکین ایک ایسے متوسط طبقہ کے خلاف کرتے تھے جو اپنی نفی اور عیسائی امید کی حالت پر قانع تھا۔ شہری زندگی قطعی بہتری کی شاہراہ پر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھی تھی۔

ایک ایسا ملک جیسا کہ ہمارا ہے جس کی زمین اچھے ذرائع نہیں رکھتی جس کا نصف رقبہ پہاڑوں کا ہو بڑے معاشی امکانات نہیں رکھتی۔ ایسی صورت میں اگر باشندے فطری طور پر جھگڑالو بن جائیں، اگر طبقوں کا رجحان یہ ہو کہ ایک دوسرے کو نیست و نابود کرنے کے لئے لڑتے رہیں۔ تو پھر شہری زندگی میں وہ ہم آہنگی نہیں باقی رہ سکتی جو عصر جدید کے باشندوں کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ احراری اور عمومی ریاست ہر سال نیز ہر موسم میں ہونے والی افراتفری کے زمانہ میں دہریہ بنی رہی۔ اس نے ایک خاص فقرہ منتخب کرلیا تھا۔ "نہ ردعمل نہ انقلاب" گویا کہ یہ فقرہ کوئی خاص یا درحقیقت کوئی بھی معنی رکھتا ہے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ طبقہ کی مسابقت کی اس ذلیل اور طفلانہ عادت کو ترک کریں اور نفرت اور بغض و کینہ کو بالائے طاق رکھ دیں۔ جنگ کے بعد خصوصاً لینن کے شر انگیز پروپگنڈے کی بدولت عنادنے خطرناک صورت اختیار کرلی تھی۔ عام طور سے شورشوں اور ہڑتالوں کے ساتھ لڑائیاں ہوتی تھیں اور آدمی ہلاک اور زخمی ہوتے تھے۔ لوگ کاموں پر واپس گئے مگر ان کے دل آقاؤں کے اس طبقہ کے خلاف نفرت سے بھرے ہوئے تھے جس کو صحیح ہو یا غلط، فہم و ذکا سے

عاری سمجھ لیا گیا تھا کہ وہ دنیا کے کسی دوسرے متوسط طبقہ سے اس باب میں بازی لے گیا تھا۔ کسانوں اور شہری مرکزوں کی ترقی پانے والی صنعت میں بھی قابل لحاظ غلط فہمی تھی۔ ہماری ساری زندگی میں لفاظی کا دور دورہ تھا۔ ہر شخص عوام کے تشدد کو گوارا کرنے اس کے سمجھنے کا بہانہ کرنے اور اس کا معاوضہ ادا کرنے پر مائل تھا۔ لیکن بدنظمی کے ہر واقعہ کے بعد ایک نئی صورت حال لڑائی کا ایک اور دشوار تر مسئلہ پیش کرتی تھی۔

میری رائے میں ضروری تھا کہ ایک ایسی سیاسی فضا، پیدا کر دی جائے جو حکومت کے آدمیوں کو جرأت سے کام کرنے، تلخ صداقتوں کے کہنے، حقوق کو فرائض کے پورا کرانے کے بعد ہی ثابت کرنے اور اگر ضروری ہو تو ان فرائض کے عاید کرنے کی اجازت دے۔ اعتدال پسندی اور عمومیت دودھ اور پانی کی نوعیت کی محض آزمودہ دوائیں تھیں۔ انھوں نے پارلیمنٹ کے کمروں میں اپنی توانائیاں ختم کر دی تھیں۔ اس شورش کی سرکردگی ریاست کے ملازم ریلوے کے آدمی اور ڈاکئے اور تکلیف دہ عناصر کرتے تھے۔ ریاست کا اقتدار ایک بلی کا بچہ تھا جس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا۔ ایسی صورت حال میں محض رحمدلی اور رواداری مجرمانہ ہوتی۔ اعتدال پسندی اور عمومیت جو ہر موقع پر اپنے فرض سے دست کش ہو جاتی تھیں اطالوی زندگی کے مختلف طبقات کے حقوق اور فرائض کا اندازہ لگانے میں بالکل ناکام رہی تھیں۔ فسطائیت نے یہ کام کر دکھایا۔

واقعہ یہ ہے کہ ۵ سال کے ہم آہنگ کام نے معاشی زندگی کے ضروری طریقوں اور نتیجتاً اطالیہ کی سیاسی اور اخلاقی زندگی کو یکسر بدل دیا ہے۔ مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ جو ضبط میں نے عاید کیا، جبریہ ضبط نہیں ہے۔ وہ قبل از قبل پکائے ہوئے خیالات سے پیدا نہیں ہوتا، طبقات اور زمروں کے خود غرضانہ مفادات کی فرمانبرداری نہیں کرتا۔ ہمارے ضبط کا تصور ایک ہے اور انجام ایک، اطالوی قوم کی خوشحالی اور نیک نامی۔

جو ضبط میں نے عاید کیا ہے روشن خیال ضبط ہے۔ نچلے طبقے اس لئے کہ وہ متعدد ہیں اور شاید زیادہ مہر و کرم کے مستحق ہیں مجھے دل سے عزیز ہیں۔ میں نے دیہات کے آدمی خندق میں

دیکھے ہیں اور میں سمجھ گیا ہوں کہ قوم سخت دست وبازو رکھنے والے، تندرست لوگوں کی کس قدر رہین منت ہے۔ دوسری طرف ہمارے صنعتی کارکن متانت، خوش مذاقی اور مزاحمت کا اپنا خاص کردار رکھتے ہیں جس سے ایسے شخص کے فخر کو تقویت ہوتی ہے جسے کسی قوم پر حکمرانی اور اُن کی قیادت کرنی ہو۔ اطالوی متوسط طبقہ بھی جس میں دیہی باشندے شامل ہیں اپنی شہرت سے زیادہ اچھا ہے۔ ہمارے مسائل مختلف معاشی مفادات کے تنوع اور گوناگونی سے پیدا ہوتے ہیں جو پیداآوروں کے بڑے قومی زمروں کی تشکیل کو دشوار بنا دیتا ہے۔ بہرحال اطالوی پیداآور زمروں میں سے کوئی بھی "شیطان" نہیں کہلایا جا سکتا جیسا کہ ان کو قدیم اشتراکی دکھاوے کی قیادت کے زمانہ میں پکارا جاتا تھا۔ ریاست اب دہریہ نہیں رہی جب وہ مختلف طبقات کے حقائق اور مفادات سے دوچار ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف کشمکش کا خاتمہ کرتی ہے بلکہ تصادم اور لڑائی جھگڑے کی اصل معلوم کرنے کی کوشش بھی کرتی ہے۔ اعداد و شمار اور محنتی آدمیوں کی مدد سے ہم اب فرد اکے مسائل عظیم کی تعریف و تشریح کرنے کے قابل ہیں۔ اس اثناء میں نہ صرف حکومت بلکہ مقامی طور پر تنظیم پائی ہوئی مشاورتی جماعتوں کی مداخلت سے ہم ٹھیک طور پر جان سکتے ہیں کہ فرد اکے پیداوار کے پروگرام کا خاکہ کیا ہونا چاہیئے۔

میری سب سے بڑھ کر خواہش یہ رہی ہے کہ معاشرتی قانون سازی کی اچھی دیکھ بھال کی جائے جس کی ضرورت صنعت کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن پر صنعت کے مستقبل کی ذمہ داری ہوگی ہمارے متفقہ بین الاقوامی پروگراموں کو عمل میں لانے کے لئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام یورپین اقوام میں اطالیہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس نے ۸ گھنٹہ کے دن، لازمی بیمہ، عورتوں اور بچوں کے کام کی نگرانی، امداد اور رفاہ عام کے کام کے بعد تفریح اور تعلیم بالغاں اور سب سے آخر میں دق کے لازمی بیمہ کے قوانین کی توثیق کر دی ہے۔ ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ مزدوروں کی دنیا کے ہر ہر حصّہ میں میں کس طرح اطالیہ کے مزدوری پیشہ طبقوں کا ساتھ دیتا ہوں۔ ہماری معاشیات کے استحکام کے اصول کو

نقصان پہنچائے بغیر جو کچھ ممکن تھا میں نے کیا۔ کم سے کم اُجرت سے لیکر ملازمت کے تسلسل تک حادثات کے بیمہ سے لیکر زمانہ بیماری کے معاوضہ تک، بڑھاپے کی آمدنی سے لیکر فوجی خدمت کے مناسب ضابطہ تک۔ قومی معاشیات کے لئے سماجی رفاہ عام کے اداروں نے حسن چیز کو قابل عمل یا سماجی مسرت کے لئے دانشمندانہ بنایا۔ اس کو ترقی دینے میں میں نے سب کچھ کیا میں ہر مرد اور عورت کو موقع اس قدر فیاضانہ عطا کرنا چاہتا ہوں کہ کام تکلیف دہ نہیں بلکہ پُرمسرت بنجائے۔ لیکن اب پیچیدہ پروگرام کارپوریشن کے اصول کے قیام کی برابری نہیں کرسکتا اور نہ یہ اصول اس سے بڑھ کر کسی چیز کی برابری کرسکتا ہے۔ اس اصول سے بڑھکر، ریاست کے شدائد سے بڑھ کر فسطائیت ہے جو اطالوی زندگی کو ہم آہنگ بناتی ہے اور اس پر چھائی ہوئی ہے، جو ایک محرک قوت ہے۔

۱۹۲۳ء میں روما پر چڑھائی کے چند ماہ بعد میں نے آٹھ گھنٹہ کے دن کے قانون کی توثیق پر اصرار کیا عوام نے جنھیں فسطائیت کی قانون ساز پالیسی درست نظر آئی تھی۔ قومی اشتراکی صنعت کی تنظیم کو پسند کیا۔ قدیم پیشہ ورانہ سنڈیکیٹوں کے بجائے ہم نے فسطائی کارپوریشن قائم کئے۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۳ء کو ایک جلسہ میں مجھے یہ بیان کرنے کا موقع ملا۔ " داخلی امن کا قیام ابتداً حکومت کا کام ہے۔ حکومت کے پاس طریق کار کا واضح خاکہ ہے۔ نظم عامہ میں کسی بھی سبب سے خلل نہ ڈالنا چاہیئے۔ یہ سیاسی پہلو ہے۔ لیکن معاشی پہلو بھی ہے۔ وہ اشتراک عمل کا پہلو ہے۔ دوسرے مسائل بھی ہیں۔ مثلاً مسئلہ برآمد۔ میں اطالوی صنعت کو یہ اصول پھر یاد دلاتا ہوں۔ اب تک وہ بہت انفرادی تھا۔ پرانا نظام اور پرانے طریقے ترک کردئے جانے چاہئیں" آگے چلکر میں نے کہا "انسانی اور جائز مفادات کے تمام جھگڑوں سے بالاتر حکومت کا اقتدار ہے صرف حکومت ہی رفاہ عام کے پہلو کے تحت چیزوں کو دیکھنے کی صحیح پوزیشن میں ہے۔ حکومت نہ اس آدمی کی ہے اور نہ اُن آدمیوں کی۔ وہ ہر شخص سے بالاتر ہے، اس لئے کہ وہ نہ صرف حال میں قوم کے انصاف پسند ضمیر کی ذمہ دار ہے بلکہ مستقبل کے قوم کی ہر چیز کی بھی۔ حکومت نے ثابت کردیا کہ

وہ قوم کی پیداوار طاقت کی انتہائی قدر کرتی ہے۔ جو حکومت ان اصولوں کی پابند ہو اس کو حق ہے کہ ہر شخص اس کی بات سنے۔ اُسے ایک کام انجام دینا ہے۔ وہ اسے انجام دے گی۔ وہ قوم کے اخلاقی اور مادی مفادات کی مدافعت کے لئے اُسے ثابت قدمی سے انجام دے گی"۔

قدیم محنت کی عمارت اور انجمنوں کو آہستہ آہستہ ترک کر دیا گیا ہم ریاست کے کارپوریشن کے تصور کی جانب برابر بڑھتے ہی جا رہے تھے۔ میں مزدوروں کی ایک تعطیل منسوخ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور میں نے یکم مئی کے بجائے جس کی اصل اجنبی ہے اور اشتراکی بین الاقوامیت کا رنگ رکھتی ہے اطالوی زندگی کی ایک شاندار تاریخ مقرر کی۔ ۲۱ راپریل، روما کی پیدائش کا دن۔ روما ایک ایسا شہر ہے جس نے دنیا کے سامنے قانون سازی کی نظیر پیش کی۔ رومی قانون اب بھی وہ کتاب ہے جو شہری زندگی کے تعلقات پر قابو رکھتی ہے۔ مزدوروں کا دن منانے کے لئے میں اس سے زیادہ معنی خیز اور موزوں دن کا انتخاب نہیں کر سکتا تھا۔ ان تمام انتظامات کو قطعی طور پر حقیقت کا رنگ دینے کے لئے جو میں نے کئے اور جو فسطائیت اور کارپوریشنوں نے پیچیدہ شکل میں پیش کئے تھے میں نے مجلس اعلیٰ کو ایک دستاویز کی منظوری دینے پر مجبور کیا۔ مجھے یہ کہنے میں پس و پیش نہیں کہ وہ تاریخی نوعیت رکھتی ہے۔ وہ منشور عمال ہے

وہ تیس فقروں پر مشتمل ہے۔ ہر فقرہ میں ایک بنیادی حقیقت ہے۔ اس دستاویز کا تمام اطالوی طبقوں نے خیر مقدم کیا۔ عمال کا آئین مجسٹریٹ اپنے فرض کے لحاظ سے ایک ایسی چیز کا نمائندہ ہے جو کسی طاقتور ریاست کے لائق ہو، بلند آہنگ اعتدال پسندی، جمہوریت، اور اشتمالی مضحکہ خیز تصورات کی مبہم دنیا کے خلاف حقیقت کا رنگ دینا فسطائیت کا کام تھا۔ اشتراکی طریقے والے پرانے آدمی جرأت آمیز نئی اصلاح کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ ایک اور خیالی عمارت گر پڑی۔ فسطائیت کسی ایک طبقہ کی محافظ نہ تھی بلکہ ایک ریاست کے تمام طبقوں کے باہمی تعلقات کو اعلیٰ طریقہ سے درست کرنے والی منشور عمال پر دنیا بھر کے محنتی آدمیوں کی توجہ مبذول ہو گئی۔ وہ فسطائی ریاست کی نئی عمارت کا ایک زبردست ستون بن گیا۔

منشور عمال اور تمام سماجی قانون سازی کے منطقی نتیجہ کے طور پر کارپوریشنوں کے انتظام کی ضرورت ہوئی۔ اس ادارہ میں قومی پیداوار کے تمام شعبے مرکوز ہیں۔ دماغی اور جسمانی کام کو اپنی تمام پیچیدگی اور وسعت کے ساتھ مساوی حفاظت اور نشو و نما کی ضرورت ہوتی ہے۔ فسطائی ریاست کا شہری اب خود غرض فرد نہیں رہا جس کو جمہور کے کسی قانون کے خلاف تعاون کرنے کا مخالف سماجی حق دیا گیا ہو۔ فسطائی ریاست اپنے کارپوریشن کے تصور کے ساتھ آدمیوں اور اُن کی صلاحیتوں کو کام پر لگاتی ہے اور ان فرائض کی تشریح کرتی ہے جو ان کو ادا کرنا ہیں۔

اس نئے تصور میں جس کا منطقی طور پر اظہار ہماری نمائندہ صورتوں میں ہوتا ہے شہری قدر و قیمت رکھتا ہے، اس کی پیداوار، اس کے کام اور ان کے خیال کی بدولت، نہ کہ اس کی بدولت کہ اس کی عمر اکیس سال ہے اور وہ حق رائے دہی رکھتا ہے!

اس ریاست میں قومی سرگرمیاں منعکس ہوتی ہیں۔ یہ ایک منطقی بات تھی کہ اشتراکی صنعت کی تنظیم نئے نمائندہ اداروں کا بھی ایک جزو بن جائے۔ اس ضرورت سے جو نئی سیاسی اور سماجی حقیقت سے پیدا ہوئی قومی سیاسی نمائندگی کی اصلاح ہوئی۔ نہ صرف یہ نئی سیاسی جماعت اپنے امیدوار کو اس کی قابلیتوں کے تعلق سے منتخب کرتی ہے بلکہ فسطائی مجلس اعلیٰ کے مقرر کردہ طریقۂ انتخاب کی پابندی بھی ہوتی ہے کہ بہترین، نہایت ثابت قدم، نہایت صحیح نمائندہ اور نہایت ماہرانہ قومی بورڈ ڈائرکٹران بنائے۔

ہم نے کچھ کم اہمیت کے مسائل حل نہیں کئے ہیں۔ ہم نے ان تمام دائمی شکایتوں، بدامنی اور رشک و شبہ کا خاتمہ کر دیا ہے جو ہماری قومی روح کو مسموم کر رہے تھے۔ ہم نے ایک ہم آہنگی پیدا کر دی ہے۔ قانون بنایا ہے اور کام کی حفاظت کا انتظام کیا ہے۔

ہم نے طبقوں کے تعاون کے ساتھ ہمارے امکانات اور ہماری مستقبل کی طاقت کی وجہ دریافت کر لی ہے۔ ہم اپنا وقت بدامنی اور ہڑتالوں میں ضائع نہیں کرتے

جو نہ صرف اسپرٹ کو پریشان کرتی ہیں بلکہ خود ہماری طاقت اور ہماری معاشیات کے استحکام کو خطرہ میں ڈال دیتی ہیں۔ ہم لڑائی جھگڑے کو دولتمندوں کا فیشن سمجھتے ہیں۔ ہم کو اپنی طاقت بچائے رکھنی چاہیئے۔ ہم نے کام کو پیدا آور طاقت کی بلندی پر پہنچا دیا ہے۔ اس لئے ہمارے پاس ان عناصر کی اکثریت ہے جن کی نمائندگی مجلس قانون ساز میں ہوتی ہے اور یہ مجلس اطالوی زندگی کا زیادہ اہل اور زیادہ طاقتور ناخدا ہے۔

اور سرمایہ کو جلاوطن نہیں کیا گیا، جیسا کہ اس کے اشتمالی خواب میں کیا گیا ہے۔ ہم اس کو پیداوار کے ڈرامے میں روزافزوں اہم اداکار سمجھتے ہیں۔ اپنی اس آپ بیتی میں میں نے اس پر ایک سے زیادہ بار زور دیا ہے کہ میں نے اپنے سیاسی کام کے کپڑے کو ہمیشہ مضبوط تانے بانے سے بنا ہے۔ میں نے اطالوی زندگی پر فقط ملمع چڑھانے پر اکتفا نہیں کی، میں اس کی اسپرٹ کی گہرائیوں پر اثر ڈالنا چاہتا تھا۔ میں نے اپنی محنت کو حقائق اور اطالوی باشندوں کے اصل حالات پر مبنی کیا۔ ایسی حقیقت پسندانہ سرگرمی سے مجھے قیمتی سبق ملے۔ میں اپنے ملک کے مستقبل کی طرف نظریں لگائے مفید اور فوری نتائج پیدا کرنے کے قابل ہوا ہوں۔

ایک اصلاح جو میں نے کی مدارس کی تنظیم جدید ہے۔ اس کو "جنٹائل رنفارم" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کو وزیر تعلیم کا نام دیا گیا جس کو میں نے روما پر چڑھائی کے بعد ہی مقرر کیا تھا۔ مدارس کے مسائل کی نزاکت اور اہمیت عہد جدید کے کسی ایسے سیاست داں کی نظروں سے نہیں بچ سکتی جس کو اپنے باشندوں کی قسمت کی فکر ہو۔ مدرسہ پر بحیثیت مجموعی غور کیا جانا چاہیئے۔ پبلک اسکول، انٹرمیڈیٹ اسکول، جامعات، سب کسی قوم کی زندگی کے اخلاقی اور معاشی رجحان پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ابتداہی سے میں اس کی نسبت سوچتا رہا ہوں۔ میں ابتدا میں مدرس تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ میں نوجوانوں اور اُن کی ترقی میں بہت دلچسپی لینے لگا۔ اطالیہ میں بلند تر ثقافت کی روایات موجود تھیں۔ لیکن پبلک اسکول نے ان کو ذلیل کر دیا تھا کیونکہ ذرائع اور سب سے بڑھ کر روحانی تصور نہیں تھا

اگرچہ ناخواندگی کافی صد گھٹ رہا تھا اور بعض علاقوں خصوصاً پیڈ مانٹ میں تو وہ غائب ہو گئی تھی تاہم شہریوں کو اسکول کی دنیا میں تعلیمی بنیادوں کے وہ وسیع اصول ـــــ جسمانی، دماغی اور اخلاقی ـــ ذہن نشین نہ تھے جو امکانی اور فیاضانہ ہیں۔ انٹرمیڈیٹ اسکولوں میں طلبہ کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے کیونکہ ہر ایک کو اہلیت کا لحاظ کئے بغیر ختم نہ ہونے والے امتحانات لیکر داخل کر لیا جاتا تھا اور یہ چیز اکثر بے جان رسم کی حد تک پہنچ گئی تھی۔ ہمارے پاس انتخاب کا دانشمندانہ نظام اور افراد کا پیشہ ورانہ اور تعلیمی معیار نہ تھا۔ ایک مل تھی جو انسانوں کی کئی اقسام پیدا کر رہی تھی جو اکثر آخر کار ملازمت کرنے پر قانع تھی۔ پبلک سروس کے کام کو زندہ نہیں بلکہ مردہ آدمیوں سے چلا کر ذلیل کر دیا گیا تھا۔ جامعات نے بعض دوسری کٹھ پتلیاں نام نہاد "دستہ آزاد شعبوں" مثلاً قانون اور طبابت میں پیدا کیں۔

وقت آگیا تھا کہ قوم کی روحانی زندگی کی ایسی اہم اور نازک مشینری کو قطعی شکل میں درست کر کے نیا بنایا جائے۔ ہم کو انٹرمیڈیٹ اسکولوں سے منفی اور معزور وسرکش عناصر کو خارج کرنا تھا۔ ہم نے عزم کر لیا تھا کہ پبلک اسکول میں وہ وسیع انسانی روح دوڑائی جائے جو ہماری تاریخ اور روایات کی درحقیقت خاص خصوصیت ہے۔ اور سب سے آخر میں یہ ناگزیر تھا کہ تعلیم میں ایک نیا ضبط عاید کیا جائے جس کے آگے ہر شخص اور سب سے پہلے خود اساتذہ کو سرخم کرنا پڑے۔

بلاشبہ اطالیہ میں اساتذہ بہت معمولی تنخواہ پاتے ہیں، اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو میں نے موازنہ کی حالت درست ہوتے ہی حل کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ پھر بھی میں تعلیم کے ساتھ محدود بخیلیوں کا سا سلوک پسند نہیں کر سکتا۔ کنجوسی کی پالیسی قدیم اعتدال پسند اور جمہوری اصل رکھتی ہے۔ اس سے اساتذہ کو اپنا فرض بے پروائی سے انجام دینے اور تخریبی تصورات کو (خود ریاست کے خلاف) دل میں جگہ دینے کا اچھا بہانہ مل جاتا تھا۔ اس حالت کا نتیجہ یہ تھا کہ کئی اساتذہ نے ملازمت چھوڑ دی۔ نہ صرف ابتدائی مدارس میں جبکہ بعض جامعات میں بھی

ایسے رجحان کی مثالیں موجود تھیں۔

فسطائیت نے اس کو ختم کر دیا اور ضبط عاید کیا۔ ضبط اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں کے لئے خصوصاً ان لوگوں کے لئے جن میں نظم و ضبط سکھاتے اور ملک کے مدارس میں انسانی خدمت کے اعلیٰ ترین تصورات برقرار رکھنے کی اعلیٰ قابلیت اور فرض کا احساس تھا۔

ہمارے پاس اسکول کا ایک پرانا قانون تھا جو وزیر کاسانی کے نام سے موسوم تھا اور ۱۸۵۹ء میں نافذ ہوا تھا اور وزرا، کاپنو، وڈانکو، اور کریڈارو کی بعد کی ترمیموں کے بعد بھی بنیادی قانون رہا تھا۔ ہماری جماعت کی پرجوش خواہش پر ہمیں اس کو از سر نو ترکیب دینی پڑی اس کو تربیتی اور اخلاقی رنگ میں رنگنا پڑا۔ نئی زندگی کی اسپرٹ دینی پڑی جو جدید اطالیہ کو متاثر کرے۔ خیالات عظیم اور انقلابات عظیم ہمیشہ متعدد مسائل کے حل کے لئے مناسب ساعت پیدا کرتے ہیں مدرسہ کا مسئلہ جو سالہا سال تک یوں ہی جاری تھا۔ اس کا آخری حل "جنٹائل ریفارم" کے ساتھ ہو گیا اس اصلاح کو تفصیل کے ساتھ سمجھانے کا یہ موقع نہیں۔ بہر حال میں ان بنیادی خطوط کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں جن پر خود میں نے وزیر تعلیم کے ساتھ بحث کی اور جن کا تصفیہ چند مباحثوں میں کر دیا ان کا خلاصہ حسب ذیل طور پر ہو سکتا ہے۔

(۱) ریاست صرف ان کو تعلیم دلاتی ہے جو اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے اس کے مستحق ہوں اور ان طلبہ کو جنھیں ریاست کے مدارس میں جگہ پانے کا حق نہیں ہے دوسرے کام کرنے دیتی ہے۔ یہ جمہوری تصور کے خلاف ہے جس میں ریاست کے مدرسہ کو ہر شخص کا ادارہ سمجھا جاتا تھا ــــ ایک ایسی ٹوکری جس میں قیمتی اشیاء اور ردی دونوں ٹھونسے گئے ہوں۔

(۲) ریاست کے مدارس اور خود اختیار مدارس کے طلبہ اپنے آپ کو مساوی حالات میں پاتے ہیں جب ان کا امتحان حکومت کی مقرر کردہ کمیٹیوں کے سامنے لیا جائے۔ اس طور پر انگلستان کی مانند خود اختیار مدارس کے دور کی ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ یہ کیتھولکوں کیلئے فائدہ مند ہے جن کے کئی مدارس ہیں لیکن اس کو پرانے زمانہ کے پادریوں کے مخالفین ناپسند کرتے ہیں۔

ریاست خود اختیار مدارس کی نگرانی کرتی ہے اور خود اختیار اور ریاستی مدارس میں مسابقت کراتی ہے جس کی وجہ سے تمام مدارس کی ثقافت اور ماحول بلند ہوتا ہے۔ ریاست کی نگرانی خود اختیار مدارس کی وجہ سے کم نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف وہ تمام مدارس پر اپنی نگرانی کو وسیع کرتی ہے۔

(۴) انٹرمیڈیٹ اسکولوں میں داخلہ اب امتحان کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔ مدارس میں ایک وسیع انسانی ثقافت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ علم کا معیار بھی قائم رہتا ہے جس کی وجہ سے قدیم جمہوری مدارس کی بدامنی اور بے پروائی کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

ان اور دیگر اصلاحات کے ذریعہ سے ابتدائی مدرسہ کے ۲ واضح لیکن مربوط مقاصد ہوجاتے ہیں۔ ایک انٹرمیڈیٹ اسکول کی تیاری لیکن دوسرا وسیع اور مکمل عمومی تعلیم کی اعلیٰ قسم ہے۔

انٹرمیڈیٹ اسکولوں کی توسیع حسب ذیل اداروں کے ذریعہ سے کی گئی ہے:-

(ا) کامپلی منٹری اسکول: ٹوٹے ہوئے ٹیکنیکل اسکول کو جو بجائے خود مکمل تھا نئے طریقوں پر احیاء کیا گیا۔

(ب) فنی ادارے، اعلیٰ ترتیب دینے والے۔

(ج) سائنٹیفک ادارہ، اور زیادہ اعلیٰ، اس نے ٹوٹے ہوئے "جدید ادارہ" اور فنی ادارہ کے طبیعاتی و ریاضیاتی شعبوں کی جگہ لی۔ اور جامعہ کے سائنس کے شعبوں کے لئے طلبہ کو تیار کرتا ہے۔

(ھ) ادارۂ اساتذہ، محض انسانی و فلسفیانہ مدرسہ جس نے ٹوٹے ہوئے کامپلی منٹری و نارمل اسکولوں کی جگہ لی۔

(و) ادارۂ نسوان، ایک عام ثقافتی مدرسہ اور بجائے خود مکمل۔

(ز) کلاسیکل ادارہ:- اس کو اس کے اصلی خطوط پر رکھا گیا ہے لیکن نصاب انسانی نوعیت کے لحاظ سے بڑھا دیا گیا ہے۔ یہ جامعہ کی اکثر شاخوں کیلئے طلبہ کو تیار کرنے کا کام

انجام دیتا ہے ۔ جامعات میں داخلہ کے لئے امتحانات لئے جاتے ہیں ۔ انٹرمیڈیٹ، کلاسیکل اور سائنٹیفک ادارہ کے آخری امتحان کو "مچوریٹی اگزامینیشن" کہا جاتا ہے ۔ سارے نصاب کو از سر نو تیار کیا گیا ہے تاکہ وہ زیادہ عصری ثقافت کے موزوں ہو ۔ سوائے انٹرمیڈیٹ اسکولوں کے ہیلی منٹری اور مذہبی شعبوں کی لاطینی زبان کو تمام مدارس میں بحال کیا گیا ہے

ان مختلف قسم کے اداروں کے لئے ایک ضروری قاعدہ نافذ کیا گیا ہے ۔ وہ یہ کہ ہر مدرسہ ایک اخلاقی نظام ہو جس میں جماعتوں اور طلبہ کی مقررہ تعداد ہو طلبہ مقررہ امتحانات دیکر داخل ہو سکتے ہیں ۔ جن کو داخلہ نہیں ملتا انہیں خود اختیار مدارس میں جانا پڑتا ہے ۔

اس اصلاح کے نفاذ سے جس نے قدیم مفادات، قدیم خیالات اور خصوصاً آبادی کی افادی اسپرٹ کو درہم برہم کر دیا بغض و عناد کی ناگزیر اسپرٹ پیدا ہوئی ۔ اس کا استعمال مخالف اخبارات اور خصوصاً "کوریرڈیلا سیرا" نے نزاعی مقاصد کے لئے کیا لیکن وہ اصلاح میری سرکردگی میں طاقت کے ساتھ نافذ کی گئی اور اس کی وجہ سے اطالوی مدارس اور اطالوی کلچر کو واقعی حیات نو نصیب ہوئی ۔ جامعات میں اصلاح کے ساتھ ساتھ تحتانی اور انٹرمیڈیٹ اسکولوں میں بھی اصلاحات نافذ کی گئیں ۔ اس کا مقصد جامعہ کے طلبہ کو مختلف منظم اداروں میں تقسیم کرنا ہے ۔ ریاستی امتحانات کے قاعدہ کی پابندی جامعات کو بھی کرنی پڑتی ہے جن میں ریاستی اور خود اختیار مدارس کے طلبہ داخل کئے جا سکتے ہیں ۔ "لیبراڈوسنزا" کی بھی اصلاح کی گئی ہے ۔

قسطانی جامعات کے گروہوں کے وفود کے دورہ کے دوران میں مجھے یہ بیان کرنے کا موقع ملا کہ "جنٹائل ریفارم سب سے زیادہ انقلابی اصلاح ہے جس کا ہم نے فیصلہ کیا، کیونکہ اس نے ان حالات کو یکسر بدل دیا ہے جو ۱۸۵۹ء سے موجود تھے ۔"

میں ایک استانی کا لڑکا تھا۔ خود میں نے ابتدائی اور ثانوی مدارس میں تعلیم دی تھی ۔ اس لئے میں مدارس کے مسئلہ سے واقف تھا ۔ اسی کی وجہ سے میں اس کو مادی انجام تک پہنچانا چاہتا تھا ۔ اطالوی مدرسہ دنیا میں اپنی نمایاں شان جگہ لے گا ۔ ہماری جامعاتی کرسیوں سے حقیقی سائنس داں اور شعرا اطالوی فکر و خیال کو پھر چار چاند لگائیں گے ۔ اور ثانوی مدارس ہماری آبادی کو فنی اور

عالمانہ تعلیم دیں گے اور پبلک اسکول عوام میں شہری تعلیم اور اجتماعی اوصاف کا پس منظر پیدا کریں گے
میں نے خواہش کی ہے کہ جامعات کے تعاون سے فسطائی معاشیات، کارپوریشن کے قانون اور
فسطائی کلچر کے مفید ادارے قائم کئے جائیں۔ اس طرح ایک خالص تعلیمی اور علمی دنیا میں فسطائیت
کا عمل دخل ہوتا جا رہا ہے، جو بحیثیت مجموعی حقیقی، نظری اور روحانی تجربوں سے ایک نیا کلچر
پیدا کر رہی ہے۔

لیکن فسطائی جامعاتی اداروں سے بڑھ کر ایک نیا ادارہ مجھے دل سے عزیز ہے جو
فسطائی انقلاب کی تمام نئی اور اصلی نشانیاں رکھتا ہے۔ وہ 'بالیلا' کا قومی نظام ہے۔ ایک
افسانوی ہیرو کے نام سے اس کے ذریعہ بچوں اور نوجوانوں کی نئی نسل تیار کی گئی۔ ماضی کی مانند یہ
اب پلے گراؤنڈ کے میل جول اور منتشر سیاسی مکاتب پر منحصر نہیں ہیں بلکہ ان کو جمناسٹک اور منظم
قومی زندگی کے عام قواعد کی باضابطہ تربیت دی جاتی ہے۔ وہ فرماں برداری کے عادی ہیں
اور انھیں مستقبل کا ایک یقینی تصور قائم کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ تعلیمی احیاء کی اہمیت ثابت کرنے کے
لئے میں نے جامعۂ 'پروگیا' میں ایک لکچر دیا۔ اس کو عالموں نے دنیا کے اصول کی توسیع بتایا۔
آخر میں کلچر اور ان لوگوں کو خراج تحسین ادا کرنے کے لئے جنھوں نے سائنس، فنون وادبیات کی
دنیا میں اطالیہ کے نام کو بلند رکھا میں نے ایک اطالوی اکیڈمی قائم کی ہے جس کی رکنیت دوامی ہے۔
ریاست کی مسلح افواج ۱۹۱۹ء، ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء میں بہت کمزور ہو گئی تھیں۔ ہماری
نسل کے پھول کو مسل دیا گیا تھا۔ حالات اس حد تک پہنچ گئے تھے کہ وزیر جنگ کو اس "اعتدال پسندی"
کے زمانہ میں ایک گشتی مراسلہ تقسیم کرنا پڑا تھا، جس میں افسروں کو مشورہ دیا گیا تھا کہ پبلک میں وردی
پہن کر نہ آئیں اور اسلحہ ساتھ نہ رکھیں تاکہ لٹیرے اور بدمعاش ان سے لڑنے پر آمادہ نہ ہوں۔
اس بے راہ روی کا (جس کا ذکر اپنے ملک کی خاطر چلتے ہوئے کرنا بہتر ہے) انتقام لینا فسطائیت
کے مقسوم میں تھا۔ یہ ایک ایسا عنصر تھا کہ جس نے تبدیلی کی پر جوش خواہش کی فضا پیدا کر دی تھی
آج ملک کی اسپرٹ بہت بدل گئی ہے۔ آج ریاست کی مسلح افواج جائز طور پر محفوظ، شایان شان

اور باعزت سمجھی جاتی ہیں، جن کا کام قوم کی مدافعت کرنا ہے۔

میرے پیش نظر ایک بہت واضح اور قطعی پروگرام تھا جب ۱۹۲۲ء میں روما پر چڑھائی کے وقت میں نے ۱۹۱۸ء کی فتح کے بہترین لیڈروں کو اپنا معاون منتخب کیا تھا جنرل "ارمانڈو ڈائز" کو میں نے وزیر جنگ بنایا تھا۔ وہ وٹوریو وینیٹو کے بعد خاموشی کے عالم میں الگ تھلگ رہا تھا۔ اور "نٹی" کی وزارت کی پالیسیوں کے خلاف سینٹ میں غصہ سے احتجاج کرتا رہتا تھا۔ میں نے امیر البحر "تھاؤن ڈی ریول" کو وزیر بحریہ بنایا تھا۔ یہ ہماری بحری جنگ کا سب سے بڑا لیڈر تھا۔ ۵ جنوری ۱۹۲۳ء کو جنرل "ڈائیز" نے مجلس وزراء کے سامنے فوج کی اصلاح کا کامل پروگرام پیش کیا۔ وہ ایک تاریخی جلسہ تھا۔ مسلح افواج کی از سر نو ترتیب کے لئے بنیادی فیصلے کئے گئے اور ہم ملک کے سامنے یہ اعلان کرنے کے قابل تھے کہ اس ہفتہ میں فوج کو نئی زندگی عطا کی گئی تاکہ "وہ اعلیٰ مشن پورا کرے جو قوم کے اہم مفادات کی خاطر اس کے حوالہ کیا گیا ہے۔"

میں نے پہلا وعدہ پورا کر دیا تھا جو میں نے اپنے آپ سے اور اطالوی باشندوں سے کیا تھا۔ اس کے بعد ہی میں ہوا بازی کی تنظیم جدید پر توجہ کرنے لگا۔ جس کو سابقہ حکومتوں نے تباہی کی حالت تک پہنچا دیا تھا۔ یہ کام آسان نہ تھا۔ ہر کام کو از سر نو شروع کرنا تھا۔ ہوائی جہاز کے اترنے کی زمین، ہوائی جہاز، ان کے چلانے والے، منتظم، کاریگر سب کو اصلی حالت پر لایا گیا ہوا بازی کے دشمنوں نے اطالیہ میں تسلیم و رضا، مایوسی اور بدگمانی کی لہر دوڑا دی تھی۔ اکثر لوگ خیال کرتے تھے کہ مسلح طاقت کی اس نئی شکل کو محض تفریحاً ترقی دی جانی چاہیئے۔ اس صورت حال کو سدھارنے کے لئے میں نے پوری قوت صرف کی۔ میں نے شخصی طور پر ملاحظہ بھی کئے ہیں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ "ڈی پنیڈو" "میڈالینا"، اسکواڈرنوں کی پرواز، بڑی بڑی مصنوعی ہوائی جنگوں کی کامیابیوں نے ظاہر کر دیا ہے کہ حال ہی میں اطالوی ہوا بازی نے بڑی پھرتی اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف اطالیہ میں بلکہ جہاں کہیں اڑنے کے لئے فضا ہے یہی حال بجا ہوا ہے۔ اس نے اپنی تنظیم جدید کر لی ہے، اپنی یونٹوں کو بہتر بنا لیا ہے،

اپنے بیڑے کو مکمل کرلیا ہے اور اپنے ضبط کو عمدہ بنالیا ہے۔ چوتھی لیکن کسی سے کم نہیں، رضاکار فوج ہے جو جوانمردی کی اسپرٹ رکھتی ہے، قوم کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ ۱۶۰ لجیونوں میں منقسم ہے۔ اس کی کمان ممتاز افسر اور سرگرم فسطائی کرتے ہیں۔ یہ فوج شاندار اور طاقتور رہی ہے۔

سب سے آخر میں ہمارے جہاز اور ہماری بارکیں صحیح معنی میں امن اور طاقت کی پناہ گاہیں کہی جاسکتی ہیں۔ افسر سپاہیوں کی جسمانی اور تعلیمی بہتری پر توجہ کرتے ہیں۔ ٹریننگ جنگ کے عصری فن اور اصول کے مطابق ہے۔ فوج اپنے فرائض چھوڑکر ــــ جیسا کہ سابقہ حکومتوں کے تحت اکثر و بیشتر ہوا کرتا تھا ــــ نظم و امن عامہ کے فرائض جو تھکا دینے والے اور ذلت آمیز ہوتے ہیں۔ اور جن کے لئے ساری کی ساری ڈویژنیں استعمال کی جاتی تھیں، ادا نہیں کرتی۔ میں نے یہ سب بدل کر رکھ دیا ہے۔ پہلے ۵ سال سے فوج نے فقط مصنوعی جنگوں کے لئے اپنی بارکیں چھوڑیں کسی اور وجہ سے اس کو ایسا کرنا نہیں پڑا۔

کچھ عرصہ بعد جنرل ڈائز، کو اغراض صحت کی بناء پر مستعفی ہوجانا پڑا۔ جنرل ڈی جیارجیو، کو درمیانی مدّت میں کمان دی گئی لیکن بعد کو مجھے صاف نظر آیا کہ ریاست کی ساری مسلح افواج کو ایک کمان کے تحت لانا ضروری ہے۔ تب میں نے جنگ، بحریہ اور ہوائی فوج کی وزارتوں کے قلمدان سنبھالے۔ اس پروگرام کے نتیجہ میں میں نے تمام جنرل اسٹافوں کا ایک چیف کمانڈر مقرر کردیا ہے جس کو ہماری افواج کے مختلف شعبوں کی تمام تجاویز ایک مقصد کے ساتھ (یعنی فتح) تیار کرنی پڑتی ہیں۔ ہماری فوجی زندگی میں جان پڑگئی ہے۔ یہ جارحانہ نہیں ہے لیکن اس پر اچانک حملہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اسپرٹ امن کی ہے لیکن وہ نگران اور ہوشیار رہے ہے۔ فسطائیت کے احیاء کی تکمیل کے لئے کئی کمتر مسائل کو بھی ذہن نشین رکھنا ضروری تھا جن کو قومی زندگی کے وقار اور طاقت کے لئے فوراً حل کرنا ضروری تھا۔ حکومت کے سابق ملازم جن کو جنگ سے قبل بہت ہی قلیل وظیفے ملتے تھے خوف زدہ ہوکر دیکھتے تھے کہ ان کے معمولی ذرائع آمدنی کرنسی کی متزلزل حالت کی وجہ سے اور کم ہورہے ہیں۔ مجھے ان کی گذر بسر کا انتظام

ان کے وظیفوں کو کافی کر کے کرنا پڑا۔ میں نے پادریوں کے لئے بھی انتظام کیا۔ اس کا تصور مینول کی اور معاشرتی جمہوریت کے زمانہ میں نہیں کیا جا سکتا تھا جس پر پادریوں کی مصنوعی اور پُرغضب مخالفت کا دورہ تھا۔ اطالیہ میں پادری کوئی ۶ ہزار ہیں۔ ریاست اور گرجا کا تنازعہ جس کو میں تاریخی کہہ سکتا ہوں وہ نہیں جانتے۔ وہ دانشمندانہ کام انجام دیتے ہیں اور سیاسی مسائل میں مداخلت کئے بغیر (خصوصاً فسطائیت کے عروج کے بعد سے) اطالوی باشندوں کو ان کے مذہبی رسوم میں مدد دیتے ہیں۔ وہ اب اپنے مشن کی رُوحانی اسپرٹ کو برباد کرنا نہیں پسند کرتے بلاشبہ سازشی پادری سے لڑنا پڑتا ہے۔ اس کے برخلاف جو پادری اپنا کام مذہبی قواعد کے بموجب انجام دیتا ہے اور باشندوں کو بڑی بڑی انسانی اور یزدانی سچائیاں بتاتا ہے اس کی مدد کی جائے گی۔ چونکہ اکثر افلاس میں زندگی گذارتے تھے۔ اس لئے ہم نے ان کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے عام نوعیت کی تدابیر اختیار کیں۔

اطالیہ میں کارہائے عامہ کی پالیسی ہمیشہ انتخابی نوعیت کی رہی تھی۔ انجام شدنی کاموں کا فیصلہ یوں ہی کیا جاتا تھا، کسی منظم نقشہ اور ضرورت کے مطابق نہیں بلکہ کسی ایک گروہ رائے دہندگان کو مطمئن کرنے کے لئے میں نے اس قانونی پاسداری کو روک دیا۔ میں نے کارہائے عامہ کے بیورو قائم کئے، اور ان کو ایسے لوگوں کے حوالہ کیا ہے جن پر مجھے کامل اعتماد ہے جو صرف ریاست کے مرکزی اختیارات کی تعمیل کرتے ہیں اور مقامی مفادات کے دباؤ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس طور پر میں جنوب کی سڑکوں کے حالات دُرست کرنے کے قابل ہوا۔ میں نے آبی گذرگاہوں، ریلوں اور بندرگاہوں کے لئے ایک پروگرام تیار کیا۔ حکومتی نوعیت کے تمام عہدوں کو نئی قوت اور نیا وقار ملا ہے۔ ریاست کے کارہائے عامہ، ریل، ڈاک، تار، ٹیلیفون، اجارے سب پھر کام کر رہے ہیں۔ بعض لوگ نئی باقاعدگی پر طنز کرتے ہیں۔ اس کی تشریح آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے ـــــ ہمیں یہ بھولنا چاہیئے کہ سالہا سال تک اطالوی باشندے ضبط کے خلاف بغاوت کرتے آئے تھے۔ وہ حکومت کے

کام کے خلاف پُرشور شکایتیں کرنے کے عادی تھے ۔ گذشتہ زمانہ کا یہ دماغی رجحان رکھنے والے بچے کھچے افراد اب بھی رونا روتے ہیں اس لئے کہ دنیا میں نظم قائم ہے ۔ فرداً فرداً بعض لوگ ہمارے ضبط اور باقاعدگی کے قومی کارناموں پر چوٹیں کرتے ہیں لیکن آج ریاست دہریہ نہیں ۔حکومت ہرجگہ ہر روز موجود ہے ۔ جو کوئی ریاست کے اندر یا باہر رہتا ہے ہر طریقے قانون کا دبدبہ محسوس کرتا ہے ۔ یہ کم اہم بات نہیں کہ تمام کارہائے نامہ ایسی کارگزاری دکھاتے ہیں کہ میں اس کو امر یکن کہہ سکتا ہوں ۔

میں نے پایہ تخت کی طرف خاص توجہ کی ہے ۔ روما اطالویوں اور ساری دنیا کو دل سے عزیز ہے ۔ وہ سلطنت رومہ کے زمانہ میں عظیم الشان تھا اور عالمگیر شہرت حاصل کرلی ۔ وہ عیسائیت کی تبلیغ کا تاریخی مرکز تھا ۔ وہ نئے اطالیہ کا پایہ تخت ہے ۔ وہ عیسائیت کی نشست ہے ۔ اس نے ساری دنیا کو قانون اور فنون کا سبق دیا ہے اور دے گا ۔ میں ان ذرائع سے انکار نہیں کر سکتا تھا جو اس عظیم الشان پایہ تخت کو جمالیاتی اعتبار سے خوشنما ، سیاسی اعتبار سے منظم اور ضبط کے اعتبار سے گورنر کا محکوم بنانے کے لئے ضروری تھے ۔ اپنی قدرتی بندرگاہ اُوسٹیا ، اور نئی سڑکوں کے ساتھ وہ یورپ کا ایک نہایت منظم اور پاک صاف شہر بن جائے گا ۔ قدیم روما کی یادگاروں کو علیحدہ کرنے کے بعد قدیم رومیوں اور اطالویوں کا تعلق زیادہ خوشگوار اور معنی خیز بن گیا ہے ۔ اس پایہ تخت کی تعمیر جدید کا کام دوسرے اطالوی شہروں کو نقصان پہنچا کر نہیں کیا گیا ۔ ان میں سے ہر شہر قدیم پایہ تختوں کی خاص خصوصیات رکھتا ہے ۔ ' پروگیا ' ، ' میلان ' ' فلورنس ' ، ' پالرمو ' ، ' بلونا ' ، ' ٹیورن ' ، ' جنیوا ' جیسے شہر بڑے احترام کے لائق تاریخیں رکھتے ہیں ۔ لیکن ان میں کوئی بھی اب روما اور اس کی دائمی شان وشوکت کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتا ہے ۔

بعض اہل قلم نے جو ہماری سیاسی زندگی کے نشیب و فراز کا مطالعہ کر چکے ہیں ایک خاص موقعہ پر ایک دلچسپ سوال کیا ۔ قومی فسطائی جماعت نے اکتوبر ۱۹۲۲ء کی انقلابی فتح کے بعد اپنی تحلیل کا حکم کیوں نہیں دیا یا کیوں بدنظمی اس میں پیدا نہیں ہوگئی ؟ اس سوال کا جواب دینے کیلئے

بعض اہم نکات کا اظہار ضروری ہے۔ تاریخ ہمیں سکھاتی ہے کہ معمولاً کوئی انقلابی تحریک طاقتور رہنماؤں ہی کی بدولت جو اگر ضروری ہوں تو تحریک کے اراکین ہی کے خلاف کئے جائیں قانونی بنائی جا سکتی ہے۔ ہر انقلاب غیر موقعہ اور پیچیدہ پہلو اختیار کر لیتا ہے۔ بعض تاریخی ساعتوں میں ان لوگوں کی قربانی جو دیروز کے مستحق کارپرداز تھے فرد کے اعلیٰ مفاد کے لئے ناگزیر بن سکتی ہے۔ پھر بھی خود اپنی زندگی میں میں نے کبھی کسی کی قربانی کی عمداً خواہش نہیں کی۔ اس لئے میں نے اس اعلیٰ اثر کا استعمال جو میں ہمیشہ سے اپنے جا ایک دست ماتحتوں پر رکھتا آیا ہوں اس بے عملی شخصی مفادات اور جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے کیا۔ میں نے کچلنے پر روکنے کو ترجیح دی۔ لیکن جب ضرورت پڑی میں ثابت قدم رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے یہ ذہن نشین رکھنا تھا کہ جب کوئی جماعت پورا اقتدار حاصل کر لیتی ہے تو اُسے بڑے عمل جراحی کا فن آنا چاہیئے۔ چونکہ میں نے اس جماعت کو شخصی طور پر تیار کیا تھا اس لئے اس پر میرا تسلط رہا۔ جماعت سے علیحدگی کی منتشر مثالیں (طریق کار کے اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی رجحان کی وجہ سے) عام طور سے عز و وقار کی عام کمی اور ذاتی اغراض کے انکشافات سے کم ہو گئیں۔

اپنے ناقابل مسابقت تسلط کے اس شعور نے مجھے جماعت کو زندہ رکھنے کے قابل بنایا۔ لیکن دوسرے اسباب بھی جماعت کی تحلیل کے مانع آئے۔ سب سے پہلے ایک جذباتی تحریک نے میرے دل و دماغ اور قوم کی اسپرٹ پر قبضہ کر لیا۔ فسطائی خصوصاً نوجوان اندھی، کامل اور گہری عقیدت کے ساتھ میرے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ میں نے انتہائی ڈرامائی تشبیب و فراز میں ان کی قیادت کی، ان کو جامعات، کاروبار اور کارخانے چھوڑنے پر مجبور کیا۔ خطرہ کا سامنا ہونے پر نوجوانوں نے کبھی پس و پیش نہیں کیا۔ وہ اپنے مستقبل، اپنی زندگی اور اپنی قسمت کو خطرے میں ڈالتے جاتے تھے۔ میں گذشتہ زمانہ کی سپاہ کا بہت ممنون تھا اور ہوں۔ جماعت کو منتشر کر کے علیحدگی اختیار کرنا بڑی ناشکر گزاری کا فعل ہوتا۔

سب سے آخر میں ایک زیادہ اہم سبب تھا۔ میں ایک نئے اطالوی طریق حکمرانی کی

تشکیل کو فسطائیت کا ایک خاص فرض سمجھتا تھا۔ وہ محنت کی طاقت، انتخاب کے اچھے تجربی طریقہ سے پیدا کیا جا سکتا ہے جس میں بہت زیادہ فوجی لیڈروں کا خطرناک تقرر نہ کیا جائے۔ جماعت کو حق تھا کہ وہ میرے سامنے اپنے ہی دور کے آدمیوں کو ذمہ دار عہدوں کے لئے پیش کرے۔

اس مفہوم میں جماعت نئے دور میں حکومت کے ساتھ تھی۔ اس کو پرتشدد جد وجہد کا پروگرام ترک کرنا اور پھر بھی اپنی فخریہ سیاسی ناقابل مصالحت نوعیت برقرار رکھنی تھی۔ کئی واضح علاموں سے میں سمجھ گیا کہ پرانی دنیا میں نئی دنیا کا پیوند لگانا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے مجھے مستقبل کے لئے آدمیوں کی محفوظ طاقت کی ضرورت تھی۔ حکومت کا صدر جماعت کا صدر ہو سکتا تھا۔ اس اثنا میں نظم عامہ کی خاطر میری حکومت نے دسمبر ۱۹۲۲ء میں خود فسطائیوں کو حسب ذیل نصیحت کی:

"ہر فسطائی کو نظم کا محافظ ہونا چاہیئے۔ ہر امن شکن دشمن ہے چاہے وہ اپنی جیب میں جماعت کا شناختی کارڈ کیوں نہ لئے پھرتا ہو۔"

اس طرح چند الفاظ میں فسطائی دور میں جماعت کی پوزیشن اور فرض ظاہر کئے گئے۔ ۱۹۲۲ء میں ہمارے لئے کئی جال بچھائے گئے اور کئی گڑھے کھودے گئے۔ جماعت اپنے شدید تجربہ سے عجیب طور پر ذی حس ہو گئی تھی۔ سخت ترین آزمائش کے وقت اس نے اپنے آپ کو بحیثیت مجموعی ملک کے مفادات کی رہنمائی کے لئے تیار ثابت کیا۔ دوسرے انقلابات کے برخلاف اس انقلاب میں کشت وخون زیادہ نہیں ہوا سوائے لڑائی کے لمحہ کے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے تشدد پر قابو میری قوت ارادی نے پا لیا۔

مگر پھر بھی بعض مخالف اخبارات کی پوزیشن واقعی عجیب تھی۔ "کورئیر ڈیلا سیرا" (اعتدال پسند جمہوری) اور "اوانتی" (اشتراکی) عجیب رفیق! ــــ فسطائیت کی پرتشدد کارروائی پر سخت تنقید کرنے میں متحد تھے، حالانکہ وہ دل میں آرزو کرتے اور لکھتے تھے کہ فسطائی تجربہ تکمیل پا جائے۔ ان سیاسی نباضوں کا بیان تھا کہ چند دن کی بات ہے، فسطائیت یا تو پارلیمنٹ کی چٹان سے ٹکرا کر یا اطالوی زندگی کی پیچیدگیوں کو دور کرنے کی ناقابلیت کی وجہ سے برباد ہو جائیگی۔

ہم نے بعد میں ان پیغمبروں کا نتیجہ بدو یکھ لیا لیکن نتیجہ پر پہنچنے کے لئے میرے لئے خصوصاً پہلے سال میں جماعت پر مسلسل نگرانی رکھنا ضروری تھا۔ اس کو بالکل کارگذار، مخالف نقادوں اور پھندوں سے بالاتر اور احکام اور ہدایات کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

جماعت کو ایک سخت خطرہ لاحق ہو گیا تھا ۔۔۔ اس میں نئے عناصر بہت زیادہ داخل ہو گئے تھے۔ ہمارے مٹھی بھر جنگجوؤں کی تعداد اب اتنی کثیر ہوتی جا رہی تھی کہ مزید اراکین کو گھس پڑنے سے روکنے کے لئے دروازہ کو مقفل کر دینا پڑا۔ ادھر فسطائیت کا استحکام ثابت ہو گیا اور ادھر ساری پرانی دنیا اس کی صفوں میں گھسنے کی خواہش کرنے لگی۔ اگر یہ واقعہ پیش آ گیا ہوتا تو ہم خلط ملط میں عجلت کر کے پرانی ذہنیت اور خامیوں کی طرف لوٹ آتے اور تعلیم اور عقیدت میں ہماری ترقی نہ ہوتی۔ جماعت زمانہ سازوں کی وجہ سے اپنی اصلی اور متحرک روح کھو دیتی۔ اس پرانی دنیا کو ختم کرنا تھا۔ وہ جاکررات کے سلیپر پہن لے سکتی تھی، اطالیہ کی نشاۃ جدید کیلئے نوجوانوں کی اس تحریک کو خراب کئے بغیر۔

۱۹۲۶ء میں جماعت کے داخلہ کو بند کر کے میں نے ساری طاقت، احتیاط اور ذرائع نوجوانوں کے انتخاب اور تعلیم کے لئے استعمال کئے۔ تب "ایوان گارڈیا"، اور "آپیرا نازیونیل بیالیلا" قائم کئے گئے۔ یہ لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک نظام تھا جس کو اس کی متعدد خوبیوں اور تعلیمی سرگرمیوں کی بڑی قدر و قیمت کے باعث میں نے حال ہی میں "فسطائی دور کا انمول شاگرد" کا نام دیا ہے۔ اس پروگرام کے نتائج بے نظیر نکلے۔ اسی کی وجہ سے جماعت کو کبھی واقعی نازک صورت حال سے دوچار ہونا نہیں پڑا۔ میں یاد کرتا ہوں کہ مجھ میں یہ خوبی ہے کہ میں وقت پر کام کرتا ہوں اور صحیح لمحہ پر ضرب لگاتا ہوں بغیر چھوٹے جذبہ کے جہاں کمزوری کا شائبہ یا جال پایا جائے۔ نگرانی کے اس کام میں جماعت کے اچھے معتمدین نے ہمیشہ میری بہت مدد کی۔ مائیکل بیانچی، روما پر چڑھائی کے زمانہ تک جماعت کی قیادت کرتا رہا تھا۔ وہ تحریک کی خاص طور پر پرکشش نوعیت کو حقیقت رکھنے والے سیاسی صورت حال کے مطالبات سے

دانشمندی کے ساتھ متوازن کرنے کے قابل تھا۔ اسی بنا پر وہ ایک نہایت عمدہ سیاسی سکریٹری تھا اور آج بھی وہ حکومت کا رکن ہے، اور اس کی حیثیت داخلی سیاسیات میں میرے نہایت پسندیدہ معاون کی ہے۔ وہ اوّل درجہ کا سیاسی دماغ رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ وفادار رہا ہے۔ حکومت ہر وقت اس پر بھروسہ کر سکتی ہے۔ آنریبل دسنسانیلی، جس نے پچھلی جنگ میں بہادرانہ حصہ لیا تھا اور آج عالمگیر جنگ کے بڑے بوڑھوں کے بین الاقوامی وفاق کا صدر ہے اس کا جانشین ہوا۔ وہ علیحدگی کی دھندلی تحریکوں کا مقابلہ کرنے کے قابل رہا ہے۔

اس زمانہ میں فسطائیت کی مخالف طاقتوں نے جوابی کارروائی کی۔ پرانی اعتدال پسند دنیا جو شکست خوردہ تو تھی لیکن جس کو حکومت فیاضی سے گوارا کرتی تھی۔ حالات کے نئے نظام سے کماحقہٗ واقف نہ تھی۔ اس نے اپنا عادتی غرور دوبارہ حاصل کر لیا۔ اطالوی میسنری اب بھی نشوونما پا رہی تھی اپنی بداطواری کے ساتھ۔ ان منفی طاقتوں نے جھاڑیوں اور تہہ خانوں میں بھی اشتمالی باقیات کو مسلح کر دیا۔ ایک نئی "ڈائرکٹوریو" انتخابات کے بعد قائم کی گئی جس کی صدارت ستمبر ۱۹۲۴ء تک سکریٹری آنریبل دگیونٹو، کرتا رہا میں نے آنریبل گیونٹو، کی فسطائی سرگرمی کا پہلے ذکر کیا ہے۔ اس سال کی دوسری ششماہی میں یہ فسطائیت کی مخالف تحریک گمنام تھی اور بین الاقوامی طاقتوں کی مدد سے تمام محاذوں پر زیادہ سے زیادہ شدید بننے لگی۔ میں نے ۳ جنوری ۱۹۲۵ء کو تقریر کر کے اس کو منہ کے بل گرا دیا لیکن اس کے بعد بھی میری خواہش تھی کہ ہماری جماعت زیادہ ناقابل مصالحت رویہ اختیار کرے۔ اور اس لئے ۱۲ فروری ۱۹۲۵ء کو میں نے آنریبل "رابرٹو فارنیاچی" کو جماعت کا جنرل سکریٹری بنایا۔ وہ اپنا فریضہ انجام دینا جانتے تھے۔ ان کے کارنامے بحیثیت مجموعی اور تاریخ کے اعتبار سے ایک لائق سکریٹری کے تھے۔ انھوں نے مخالفین کے بچے کھچے افراد کو ختم کر دیا۔ اور نہ صرف سیاسی بلکہ اخلاقی اعتبار سے بھی ساری جماعت کو سخت ناقابل مصالحت رویہ اختیار کرنے

مجبور کر دیا۔ خاطیوں اور سازشیوں کے خلاف وہ استثنائی قوانین جاری کئے جو میں نے اس وقت نافذ کئے تھے جب کہ قتل کی چار کوششیں فسطائیت کی مخالفت کے جرم کو ظاہر کر چکی تھیں۔ میں اس تحریک کا گہرا مطالعہ کر رہا تھا اور بر وقت ضروری انتظامات کر دئے تھے۔ آنریبل فارنیاچی، اطالوی فسطائیت کے بانیوں میں سے ہیں اور ۱۹۱۴ء سے میرا ساتھ دیا ہے۔ اپنا کام پورا کرنے کے بعد انھوں نے سکریٹری جنرل کا عہدہ آنریبل آگسٹو ٹورائی کے لئے خالی کر دیا جو عالمگیر جنگ کے بہادر بوڑھے آدمی ہیں، اچھا دماغ اور امیرانہ طبیعت رکھتے ہیں اور جماعت میں نئے زمانہ اور نئی ضروریات کا احساس پیدا کر دیا ہے، انھوں نے فسطائی جمہور کی تعلیمی اصلاح کا کار عظیم انجام دیا ہے آج کی جماعت کے اعلیٰ عہدوں کے ان قیمتی عناصر کے علاوہ مجھے ان کا بھی ذکر کرنا چاہیے :- آنریبل اینا ٹوچی، "دیبالی لا" کے انتظام کے لئے، "ملیچیوری" سپاہ کے لئے، ٹاری تیلی، ایک جوانمرد معتمد نظم و نسق، "اسٹریچی" بہادر اور تجربہ کار اور دارپنائی، ۱۹۱۹ء سے آخر الذکر ایک وفادار سیاہ قمیصئے اور "بلوگنا" میں فسطائیت کے بانی ہیں۔

جماعت نے مجھے فسطائی اطالیہ کے لئے نئے پریفکٹ دئے۔ مختلف نائبوں کو وزرا اور نائب وزرا بنایا گیا۔ رفتہ رفتہ میں نے حکومت کو زیادہ کامل اور ناقابل مصالحت بنایا یہاں کے تقریباً تمام عہدے آج فسطائی عناصر کو دئے گئے ہیں۔ اس طرح حکومت کے ۴ سال کے بعد ہم نے اس فارمولا کو پورا کیا، "ساری فسطائیت کے ہاتھ میں سارا اقتدار" یہ فارمولا میں نے روما کے ایک فسطائی جلسہ میں جون ۱۹۲۵ء میں پیش کیا تھا۔ میں نے اپنی بے صبری پر قابو رکھا ہے اندھیرے میں کودنے سے باز رہا ہوں۔ سو کر نتائج پر نہیں پہنچا۔ پہلے سے موجودہ ضروریات کو مستقبل کی تشکیل سے ملا دیا ہے۔ تدریجی طور پر ریاست کو کامل فسطائی رنگ دیکر اور قومی زندگی کو وفادار سیاہ قمیصیوں کی طاقت سے بھر کر میں نے قومی فسطائی جماعت کی اہمیت بڑھا دی اسی پر حکومت کے مستقبل کے استحکام کا انحصار ہے۔ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے نمائندہ اصلاح انجام دی جو قومی اتحاد کے مفادات پر مبنی ہے، اور میں نے اس کا انتظام کیا ہے کہ

اعلیٰ فسطائی مجلس ایک قطعی دستوری آرگن بن جائے۔ اس طرح فسطائی جماعت خود مختار رہتے ہوئے نئی فسطائی ریاست کے عین جوہر سے مربوط ہے۔

ایک موضوع جو ہمیشہ سے دلچسپ رہا ہے اور جس کو اطالوی اور غیر ممالک کے باشندے اکثر غلط طور پر سمجھتے ہیں اطالیہ میں ریاست اور گرجا کا تعلق ہے۔ قانون ضمانت ۱۸۷۰ء جس کے ذریعہ مسئلہ کا حل ہوتا یا ورکرلیا گیا ایک تعلق کی شکل میں ہے جس نے فسطائیت کے عروج کے بعد سے کچھ زیادہ اہم کشیدگیاں پیدا کی۔ بلاشبہ پوپ کی حکومت کبھی کبھی ان مفروضہ حقوق کے لئے جن پر روما میں اطالوی ریاست نے قبضہ کرلیا احتجاج کرتی رہتی ہے لیکن اندیشہ کا کوئی مادی مقصد موجود نہیں ہے۔ تعلقات کی اس سنجیدگی کے لئے فسطائی حکومت ستائش کی مستحق ہے۔ ماضی میں تاریخی نوعیت کے تنازعوں کی وجہ سے ایک افسانہ پیدا ہو گیا تھا۔ پادریوں کے خلاف سرگرمی طویل عرصہ سے مختلف شکلوں میں بڑھتی جا رہی تھی اور اس نے نام نہاد "آزاد خیال" گروہوں کے متعدد شعبوں کے ذریعہ سے ہماری میسنری کے شر انگیز سیاسی اثر کو دوبالا کرنے میں مدد دی۔ یہ خیال کہ مذہب "خانگی معاملہ" ہے غائب ہو گیا اور مذہب کو پبلک فعل کی کوئی شکل تسلیم نہیں کیا گیا۔

لیکن اگر پادریوں کی مخالف تحریک مصنوعی اور بھونڈی تھی۔ تو دوسری طرف گرجائے جدید اطالیہ کو نہ سمجھ کر اپنے ناقابل مصالحت رویّہ سے اپنے مخالفین کو اور مشتعل کر دیا گرجا کی مخالف طاقتیں اس حد تک آگے بڑھ گئیں کہ مدارس میں کیتھولک نشانی اور عیسائی اصول تک کو ممنوع قرار دیدیا گیا۔ یہ زمانہ اشتراکی مبنی ہٹ دھرمی کا تھا۔ خیالات کو واضح کرنا ضروری تھا۔ ہم کو سیاسی پادریت کے اصولوں اور کیتھولک مذہب کے جوہر میں امتیاز اور ان کو علٰحدہ کرنا تھا۔ اطالیہ میں اس صورت حال سے خطرناک گریز پیدا ہوئی، یہاں تک کہ ۱۹۲۵ء تک اس نے پادریوں کی بالشویزم کی شکل اختیار کرلی جس کو میں نے طاقت سے ختم کر دیا۔ اس بدامنی کی فضا کو جو غلط فہمیوں اور دکھاوے سے پیدا ہوئی فسطائیت نے خوشگوار بنایا۔ میں نے اس صورت حال کی نزاکت کے بارے میں اپنے آپ کو کبھی دھوکہ میں مبتلا نہ رکھا جو ریاست اور گرجا میں ہمیشہ پیدا ہوتی رہتی ہے

میں نے بیوقوفی سے یہ خیال نہیں کیا کہ میں ایک ایسی نزاع کو ختم کر دوں گا جس میں بڑے مفادات اور اصولوں کی بازی لگی ہوئی ہے۔ لیکن میں نے ان طریقوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے جو اگر نرم کر دئے جائیں تو مذہب اور اس کے متعلقات کو سیاسی جھگڑوں کے لحاظ کے بغیر نشوونما دے سکتے ہیں۔ یہ درحقیقت یہی وہ اہم عناصر ہیں ایک ایسے ملک کی اخلاقی اور شہری ترقی کے جو تعمیر جدید میں مصروف

سچ تو یہ ہے کہ ڈیٹکین کے اعلیٰ حلقوں نے ہمیشہ (غالباً سیاسی وجوہ سے) میرا کام پسند نہیں کیا اور ان تدابیر میں میری مدد نہیں کی جو سب کو دانشمندانہ معلوم ہوئے۔ میری محنت آسان یا ہلکی نہیں تھی۔ ہماری میسنری نے مخالف مذہب سرگرمی کا ایک نہایت پیچیدہ جال بچھا دیا تھا، خیالات کی رو پر اس کا تسلط تھا، دارالاشاعت، تدریس، نظم ونسق عدل نیز مسلح افواج کے بعض اجزا پر بھی اس کا اثر تھا۔ حالات کیا تھے، اس معنی خیز مثال سے ظاہر ہوتے ہیں۔

جب فسطائی انقلاب کے بعد پارلیمان میں میں نے ۱۶ نومبر ۱۹۲۲ء کو اپنی پہلی تقریر کی تو میں نے ختم پر اپنے دشوار کام میں خدا کی امداد طلب کی۔ میرا یہ جملہ بے محل معلوم ہوا! اطالوی پارلیمان میں جو اطالوی میسنری کا میدان عمل تھی، خدا کے نام کو طویل عرصہ سے ممنوع قرار دیدیا گیا تھا۔ پاپولر پارٹی — نام نہاد کیتھولک پارٹی تک کو خدا کا ذکر کرنے کا خیال نہ آیا تھا۔ اطالیہ میں سیاسی آدمی خدا سے لو نہیں لگاتا تھا۔ اور اگر وہ اس کا خیال کرتا تو بھی سیاسی زمانہ سازی اور بزدلی نے خصوصاً مجلس قانون ساز میں اس کو روک دیا ہوتا۔ اس دلیرانہ اختراع کا سہرا میرے سر تھا! اور وہ بھی انقلاب کے نازک لمحہ میں۔ سچی بات کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ مذہب کا کھلے بندوں اظہار طاقت کی علامت ہے۔ میں نے مذہبی اسپرٹ کو پھر پھلتے پھولتے دیکھا ہے۔ گرجاؤں میں لوگ پھر کثیر تعداد میں جانے لگے ہیں۔ خدا کے نائبوں کا اب پھر احترام کیا جانے لگا ہے فسطائیت نے اپنا فرض ادا کیا اور ادا کر رہی ہے بعض پادریوں کے حلقوں نے جیسا کہ میں نے کہا ہے جدید اطالیہ کی سیاسی اور اخلاقی حیات نو کی پوری اہمیت کی قدر کرنے اور اس کو سمجھنے کی قابلیت ظاہر نہیں کی ہے۔ اس کی ایک علامت فسطائی حکومت کے آغاز میں

ظاہر ہو گئی۔ پہلے تو نام نہاد کیتھولک پارٹی نے حکومت میں بعض ارکین بھیجکر تعاون کرنا چاہا لیکن یہ تعاون غلط فہمیوں کا باعث ہونے لگا۔ اور چھ ماہ بعد میں اس پارٹی کے وزراء کو دروازہ تک پہنچانے کے لئے مجبور ہو گیا۔ میں نے پاپولر پارٹی کو میسنری کے ساتھ اتحاد کرتے دیکھا ہے۔ لیکن جب جماعتیں اطالیہ کے سیاسی میدان میں نہیں ٹکراتیں تو ریاست اور گرجا کی مخالفتیں اپنا عکس بین الاقوامی سیاسیات پر ڈالتی ہیں۔ رومن مسئلہ پھر ایک بار زیر بحث آیا۔ دونوں تاریخی طاقتوں نے اپنے اصولوں کو مستحکم کرلیا۔ صحافتی جھگڑوں اور داخلی مباحثوں نے ظاہر کر دیا کہ مسئلہ پختہ نہیں ہوا اور ممکن ہے ناقابل حل ہو۔ شاید ۲ ذہنیتیں اور ۲ دنیائیں صدی بھر کی تاریخی اور غیر عملی مخالفت میں ایک دوسرے کا سامنا کر رہی ہیں۔ ایک کی جڑیں "فادرون" کے مذہب میں گڑھی ہوئی ہیں۔ دوسری بھائیوں کی مساوات کی عالمگیر نوعیت رکھتی ہے۔

آج انتہائی وفاداری کے ساتھ فسطائیت گرجا اور اس کی طاقت کو سمجھتی اور اس کی قدر کرتی ہے۔ ہر کیتھولک شہری کا فرض یہی ہے لیکن سیاسیات، قومی مفادات کی مدافعت، اپنے اور دوسروں کے لئے لڑائی۔ یہ عہد جدید کے فسطائی اطالویوں کا کام ہونا چاہیئے جو سینٹ پیٹر کے غیر فانی گرجا کا احترام ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں اور کسی ایسی سیاسی طاقت میں خود کو ضم کرنے کی خواہش نہیں رکھتے جس کا خاکہ واضح نہ ہو اور جس کی وطن پرستی مشتبہ ہو۔ اس کے نمائندوں کی غلطیاں چاہے کچھ ہوں، کوئی شخص گرجا سے اس کی عالمگیر نوعیت چھیننا نہیں چاہتا لیکن ہر شخص بعض اطالوی کیتھولکوں کے بعض انکاروں کی شکایت کرنے میں حق پر ہے اور وسطی یورپ کی بعض لہروں کی سیاسی پسندیدگی پر اظہار نفرت کرسکتا ہے جن کو اطالیہ اب بھی نہیں مانتا۔ اطالیہ میں مذہب کو طاقتور بنایا گیا ہے۔ فسطائیت ملک کے مذہب کو قوت عطا کرتی ہے لیکن وہ کبھی کسی سبب سے ریاست کے اعلیٰ حقوق اور فرائض سے دست بردار ہونے کے قابل نہ ہوگی۔

گیارہواں باب

منزل کے راستے پر

ممکن ہے کہ بعض قارئین "آپ بیتی" کے صفحات کو میرے مکمل سوانح حیات خیال کریں۔ اگر وہ ایسا خیال کریں تو غلطی ہو گی کیونکہ یہ سمجھنا لغویت ہے کہ کوئی شخص ۴۵ سال کی عمر میں لڑائیوں کی زندگی ختم کر سکتا ہے مخلص اور شخصی نوعیت کے سوانح حیات کی تفصیلات بڑھاپے کی خصوصیات ہیں میرا خیال سوانح نگاری کا نہیں ہے۔ ایسی شخصیت کے لئے جو کہ عملی طور پر زندگی میں بہت سرگرم ہو۔ یہ خصوصیات کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ میں انقلاب کا قائد اور ۳۹ سال کی عمر میں حکومت کا سردار تھا۔ نہ صرف یہ کہ میں نے ابھی اپنا کام ختم نہیں کیا ہے بلکہ میں اکثر محسوس کرتا ہوں کہ میں نے ابھی اسے شروع ہی نہیں کیا۔

اچھے دن میری طرف آ رہے ہیں اور میں بھی اس وقت ان ہی کی طرف جا رہا ہوں بہر حال مجھے اس کا فخر حاصل ہے کہ میں نے فسطائیت کی عمارت کی بنیادیں مستحکم کر دیں۔ کئی لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مستقبل میں میری کیا پالیسی رہیگی اور میری آخری منزل کہاں ہے؟ میرے جوابات یہ ہیں میں اپنے لئے کچھ نہیں چاہتا، نہ مادی بھلائیاں، نہ اعزازات، نہ صداقت نامے، نہ منظور شدہ قوانین کی ایسی تجاویز جو تاریخ میں میرے لئے ایک مقدس جگہ حاصل کر سکیں۔ میرا مقصد سیدھا سادہ ہے میں چاہتا ہوں کہ اطالیہ عظیم المرتبت، معزز، اور دوسروں کے لئے باعث خوف بن جائے۔

میں چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کے لئے اتنی عزت حاصل کروں جو اس کی قدیم روایتوں کے شایانِ شان ہو میں چاہتا ہوں کہ قومی اتحاد کی طرف اس کی ترقی کو تیز سے تیز تر کروں۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کی بہبودی کے امکانات ہمیشہ زیادہ رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ترجمانی اور ترقی کے تحفظ کے لئے ایک سیاسی نظام قائم کروں۔ میں اپنی اس خواہش میں کبھی نہیں تھکوں گا کہ اطالویوں کو نیا اور نیا جنم حاصل ہو۔ پوری طاقت اور پوری صلاحیت کے ساتھ بغیر کسی وقفہ اور بغیر کسی مداخلت کے میں چاہتا ہوں کہ انہیں سارے مواقع حاصل ہوں۔ میں دوسروں کے تجربوں کو نظر انداز نہیں کرتا لیکن میں اطالیہ کی تعمیر اطالویوں کی صلاحیت ان کے اپنے روایتوں اور ان کے اتحاد کے امکانات کے مطابق کروں گا۔ میں نے عوام کے رجحانات، خواہشات اور مفاد کا وسیع پیمانہ پر مطالعہ کیا ہے اور میں زندگی کی بہتر طاقتوں اور ترقی کی طرف بڑھ رہا ہوں۔ مجھے ان کی قیمت کا اندازہ ہے، میں انہیں مرتب کرتا ہوں اور ان کی رہنمائی کرتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ ہماری قوم فسطائی طاقت کے بل بوتہ پر کئی سال غالباً ایک سو سال کی تاریخ پر فتح حاصل کرلے۔ ہماری فوج ہماری پارٹی ہے جس نے بے پناہ طاقت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں نے نوجوانوں پر بھروسہ کیا۔ ان کی مادی اور روحانی زندگی تیز دماغوں اور بہادر دلوں کے زیر قیادت ہے۔

میں مشورہ کو کبھی نہیں ٹھکراتا خواہ وہ دشمنوں ہی کی طرف سے کیوں نہ ہو بشرطیکہ وہ ایماندارانہ ہو۔ بے ایمانوں، جھوٹے مخالفین، ملک کے ساتھ غداری کرنے والوں اور اسی قسم کے ان تمام لوگوں کا میں مخالف ہوں جو احساس عزت و قومیت کو معمولی جھگڑوں پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ شکست خوردہ جو ہوا کا رُخ دیکھتے ہیں، ہمیشہ کے لئے ڈھائی ہوئی عمارت کے باقی ماندہ لوگ، اور ملک کو تباہی اور بے عزتی کے قعر میں ڈھکیلنے والے اشخاص بعض دفعہ خاموش رہنے کی بھی عزت نہیں حاصل کرتے۔ میں اپنے وفادار ترین تابعین پر بھی سخت ہوں اور اس وقت ہمیشہ دخل دیتا ہوں جبکہ زیادتی اور بے اعتدالی ظاہر ہو۔ میں عوام کے دلوں کے قریب ہوں اور اُن کی حرکتوں کو سنتا ہوں۔ میں ان کے خواہشات اور مفاد کو

جانتا ہوں اور قوم کی بھلائی سے واقف ہوں۔ میں اس کی اصلیت اور استقامت کو ٹٹولتا ہوں میں انحطاط اور برائیوں کے خلاف لڑوں گا اور ان کو ختم کر کے رہوں گا۔ نام نہاد "آزادی" جو حفاظت کی جھوٹی ظاہرداری کو مقصد بنا کر قائم ہوئے تھے اب فسطائیت کی نئی طاقت اور اس کے صداقتوں پر قائم کئے ہوئے مقاصد کے بل بوتہ پر تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ ہوا اور روشنی، طاقت اور قوت اب اطالیہ کے غیر محدود پر پھیل رہے ہیں اور جگمگ جگمگ کر رہے ہیں۔ ایک زبردست شہری اور قومی تخیل ان لوگوں کو آج منزل کی طرف لے جا رہا ہے جس کا مقام بہار کی نئی فضا ہے۔ اس میں میری مدتوں کی ریاضت جاری و ساری ہے میں اب ۴۵ سال کا ہوں اور اپنے کام اور خیال کی قوت کو محسوس کرتا ہوں۔ میں نے انانیت کو مٹا دیا اور مثل دوسرے شہری خدمت گذاروں کے اپنے آپ پر اور دل کی ہر دھڑکن پر اطالویوں کی خدمت کو قرض گردانتا ہوں۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ ان کا خادم ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ اطالوی مجھے جانتے ہیں اور مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں لوگ اس کو عزیز رکھتے ہیں جو بغیر کمزوری کے، بغیر انحراف کے اور بغیر خود غرضی کے پورے اعتماد کے ساتھ رہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ فسطائیت جو کہ اطالوی قوم ہی کی پیداوار ہے تاریخی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے اور کریگی اور یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کی تاریخ پر گہرا اثر ڈالے گی۔

تمت بالخیر

خاتمہ کتاب

مسولینی کی آپ بیتی آپ نے پڑھ لی۔ آپ سوچتے ہوں گے کہ اس میں جنگ عظیم، اس کے اثرات اور فسطائیت، اس کے عروج کی داستان ہے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ ایک بات آپ نے یہ بھی محسوس کی ہوگی کہ مسولینی نے گذشتہ واقعات کو بھی اسی نقطۂ نظر سے لکھا ہے جو کہ اس نے آج اختیار کر رکھا ہے پچھلی باتوں پر بھی جب وہ تبصرہ کرتا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ نئی طرز کو نباہ رہا ہے۔ بہرحال یہ اور اسی قسم کی باتیں آپ کو ساری کتاب میں نظر آئی ہوں گی لیکن ان سب کے باوجود بھی آپ نے بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا ——— کیوں؟

اس لئے کہ مسولینی نے اپنا دل چیر کر آپ کے آگے رکھ دیا تھا۔ وہ مسولینی جو ہٹلر اور اسٹالن کی طرح ایک تیسری ہستی ہے جو یورپ کے مردہ جسم پر گدھ کی طرح منڈلا رہی ہے، وہ مسولینی جو جنگ عظیم میں اتحادیوں کے ساتھ جنگ جیت کر یہ سمجھ رہا ہے کہ اس نے ہی جنگ جیتی ہے، وہ فاتح ہے اور اسکو اسی حیثیت سے مراعات حاصل ہونی چاہئیں، وہ مسولینی جو سمجھتا ہے کہ جیتی ہوئی جنگ کے اثرات پرا زبر تو اطالیہ کی سلطنت کا سنگ بنیاد رکھنا چاہیئے، وہ مسولینی جو روما کی تاریخ کے پچھلے صفحات الٹ کر عہد زرین پر نظریں جمائے ہوئے ہے اور چاہتا ہے کہ پھر سے تاریخ دہرائی جائے اور سلطنت روما کے خواب کی تعبیر حاصل کی جائے، وہ مسولینی جو فسطائیوں کو اسپارٹن سمجھتا ہے اور ان ہی کے بل بوتہ پر اپنی آئندہ کامیابیوں کو منحصر خیال کرتا ہے یقیناً اسی مسولینی کی آپ بیتی دلچسپ ہو سکتی ہے، واقعات کو ظاہر کر سکتی ہے۔ حقائق کو

بے نقاب کرسکتی ہے اور دوسروں کے لئے عبرت اور سبق کا باعث ہوسکتی ہے۔

غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ جنگ ہار کر جو کام ہٹلر نے شروع کیا وہی کام جنگ جیت کر مسولینی نے شروع کیا۔ کہنے کو تو اسباب جدا جدا تھے لیکن ماحول دونوں کا یکساں تھا۔ جرمنی شکست کھا کر مضمحل ہوگیا تھا اور اطالیہ فتح حاصل کرکے منتشر۔ ابتری اور بدحالی دونوں جگہ یکساں تھی۔ سیاسی انتشار، معاشی پریشانی اور کمزور نظام نے دونوں ملکوں کو کچھ اس طرح تباہ و برباد کردیا تھا کہ اگر انھیں ابھرنا تھا تو از سر نو تنظیم کی ضرورت تھی اور یقیناً اسی ضرورت کو محسوس کرکے دونوں جگہ سے دو آمر اٹھے اور گو مختلف طریقوں سے لیکن ایک ہی مقصد کے لئے برسر عمل ہوئے۔ مسولینی نے فسطائیت کا جھنڈا بلند کیا اور ہٹلر نے نازیت کا پرچم لہرایا۔ جرمنی نے قیصر کو شہر بدر کردیا لیکن مسولینی نے بادشاہت کو باقی رکھا گو برائے نام ہی سہی۔

جنگ کے ختم ہونے کے کئی سال بعد تک اطالیہ کا نظام مستحکم نہ ہوسکا تھا اور نہیں ہوسکتا تھا اگر مسولینی جیسا آہنی عزم و ارادہ کا آمر سلطنت کی عنانیں اپنے ہاتھ میں نہ لے لیتا۔ غدا غدا کرکے پانچ چھ سال میں کچھ رنگ جما اور اطالیہ نے اپنی حیثیت دوسری طاقتوں سے منوالی۔ داخلی اور خارجی پالیسی کو بہتر بنا کر اور مالیات میں اصلاح کرکے مسولینی کا خیال اپنی کھوئی ہوئی عظمت کی طرف پلٹا لیکن یہاں اسے بڑی مشکل کا سامنا کرنا تھا۔ ایک طرف تو اتحادیوں سے تعلقات باقی رکھنا تھا اور دوسری طرف جرمنی کا ہم آہنگ ہونا تھا۔ فرانس سے اس کے کچھ مطالبات تھے جس کو وہ خاطر میں نہ لاتا تھا، برطانیہ سے تجارتی معاہدے تھے جن کو توڑا نہ جاسکتا تھا۔ بحیرہ روم میں شیرازہ بندی کرنی تھی اور نہر سوئیز میں برطانیہ کے حلیف مصر سے معاملات کو نبٹنا تھا۔ اسی سلسلہ میں ترکی بھی نظر اندازی کے قابل نہ تھا۔ اس کے زیر اثر نہ صرف مصر تھا بلکہ تقریباً ساری اسلامی ریاستیں اس کی قیادت کی منتظر تھیں۔ اس کے علاوہ ترکی نے یونان، بلغاریہ اور دوسری ہمسایہ ریاستوں پر دردانیال، بحیرہ اسود اور اس سے ملے جلے بحیروں پر تسلط کے سلسلہ میں معاہدات کی پابندیاں عاید کر رکھی تھیں۔

روس سے بھی جو نہ صرف اطالیہ کا بلکہ جرمنی کا بھی مخالف سمجھا جاتا تھا ترکی نے دوستی گانٹھ رکھی تھی۔

۱۹۳۵ء میں مسولینی نے اپنے نوآبادیاتی نظام کی طرف قدم بڑھایا اور سب سے پہلے افریقی ساحل پر حبشہ کو لقمہ ترکی طرح نگل جانے کا تہیہ کیا لیکن عجیب اتفاق کی بات ہے کہ بے چارہ غیر مہذب حبشہ جس کے پاس نہ جدید آلات حرب تھے اور نہ جو جدید طرز جنگ سے واقف تھا۔ لقمہ ترکی بجائے لقمہ گلوگیر ثابت ہوا۔ بہرحال جوں توں کرکے کثیر مالی اور جانی نقصان کے بعد نام نہاد قبضہ تو کیا گیا لیکن جس طرح جنگ عظیم کی جیت اس کے لئے مہنگی پڑی تھی اسی طرح حبشہ کی فتح بھی ضرورت سے زیادہ گراں بار ثابت ہوئی۔

ہسپانیہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی، نہیں، بلکہ کرائی گئی۔ نام خانہ جنگی کا تھا لیکن دنیا جانتی تھی کہ حریفوں میں ایک طرف فرانس اور برطانیہ تھے اور دوسری طرف جرمنی اور اطالیہ اور اسی لئے گہری نظر رکھنے والے مدبرین نے اس کو خانہ جنگی نہیں بلکہ عالمی جنگ کہا کئی سال کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ بالآخر یہاں بھی اتحادیوں کو شکست اور یورپ کے آمروں کو فتح ہوئی اور فرانکو کی حکومت کو دنیا نے تسلیم کر لیا۔

روما برلن کے محور پر تصفیہ ہو چکا تھا کہ معاہدۂ ورسائی کے پرخچے ہوا میں اڑا دیئے جائیں گے اور جنوبی اور مشرقی یورپ کو دو آمروں میں تقسیم کر لیا جائے گا۔ مسولینی خونیں لڑائی لڑ رہا تھا، لیکن ہٹلر خون کا قطرہ بہائے بغیر پاؤں پھیلا رہا تھا۔ رہائن لینڈ میں فوجیں گھسا دیں، آسٹریا پر قبضہ کر لیا لیکن فرانس اور برطانیہ منہ دیکھتے ہی رہ گئے ہٹلر نے ایک تیز قدم چیکوسلوواکیہ کی طرف بڑھایا تو نہ صرف یورپ میں بلکہ ساری دنیا میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ چیمبرلین اپنی رفیق تدبر اور صلح جو چھتری کو بغل میں دبائے ہوئے میونک میں چار دولی کانفرنس میں شریک ہوئے اور ساری دنیا کو یقین دلایا کہ انگلستان اور جرمنی برسر پیکار نہیں ہوں گے۔ لیکن بہت جلد دنیا نے دیکھ لیا کہ پکے ہوئے پھل کی طرح چیکوسلوواکیہ جرمنی کے منہ میں جا پڑا اور اس کا محافظ ونگران دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا۔

مسولینی نے بھی حالات کو موافق جانا اور البانیہ میں فوجیں گھسا دیں۔ یہ چھوٹی سی ریاست ایک عرصہ دراز سے خودمختار تھی اور اس کے محافظ کئی گرگ باراں دیدہ تھے لیکن آناً فاناً مسولینی نے قبضہ کر ہی لیا اور "ہیلاسلاسی" کی طرح شاہ البانیہ "زوغو" وطن چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

فرانس اور برطانیہ کی رائے عامہ اب آمریتوں کی دست درازیوں سے تنگ آ چکی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ چھتری کو اسٹانڈ پر رکھ دیا جائے اور تلوار کو نیام سے نکالا جائے ورنہ چھوٹی ریاستوں کے بعد خود ان کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ یہی وجہ ہوئی کہ جب ہٹلر پولینڈ کی طرف بڑھا تو برطانیہ اور فرانس نے اعلان جنگ کر دیا اور دنیا کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ مسولینی کی بجائے اس دفعہ اسٹالن ہٹلر کی مدد پر آ پہنچا۔ مغربی محاذ پر برطانیہ اور فرانس جرمنی سے لڑتے ہی رہے اور پولینڈ جرمنی اور روس کے درمیان اطمینان کے ساتھ تقسیم ہو گیا۔

اس اثناء میں مسولینی نے ایک نیا بہروپ بدلا اور بیچ بچاؤ کے لئے پانچ دولی کانفرنس کا سوال اٹھایا۔ کہا جاتا ہے کہ فرانس اس پر راضی بھی ہو گیا تھا لیکن برطانیہ پولینڈ کی قبر پر کتبہ لگانے ہی کی خواہش پر اڑا رہا۔ چیمبرلین اور چرچل کی تقریروں سے پتہ چلتا ہے کہ پولینڈ اگر مر چکا تو وہ نازیت کو بھی مار کر ہی دم لینا چاہتے ہیں لیکن لائڈ جارج کی تقریر میں صلح جویانہ اشارے ملتے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ اگر صلح کا ڈراما پیش کیا گیا تو اس میں مسولینی ہیرو کا پارٹ کریں گے مگر فی الحال مسولینی بیچ بچاؤ کرانے سے انکار ہی کر رہے ہیں۔ بہرحال ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

"مترجم"

۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء

ادارۂ اشاعتِ اردو حیدرآباد

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹرز